www.KitaboSunnat.com

وذکرھم بایام اللہ ان فی ذلک لایات لکل صبار شکور

تاریخ ابنِ خلدون

سلاطین ممالیک بحریۂ مصر

کی مفصل تفصیل

تصنیف:

رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن ابنِ خلدونؒ

(۷۳۲-۸۰۸)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابن خلدون

سبیلِ سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۶۹

حصہ نہم

سلاطین ممالیک بحریہ کی مفصّل تاریخ

۶۴۸ھ تا ۷۷۸ھ

اس میں ممالیک بحریہ کی مصر و شام پر متحدہ سلطنت کے حالات مذکور ہیں، نیز مصر میں اسلامی خلافت کے دوبارہ قیام، تاتاری فوجوں کی شکست فاش، صلیبی جنگوں کا خاتمہ اور سقوط بغداد کے بعد مسلمانوں کے دوبارہ عروج و ترقی کے حالات شامل ہیں

ترجمہ و ترتیب و تبویب مع تکملہ
از
حافظ سیّد رشید احمد ارشد ایم۔ اے

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر و من عاصرھم من
ملوك التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دائمی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ______ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ______ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: ______ نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی
طبع: ______ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ______ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حصہ نہم

عنوان	صفحہ
مقدمہ مترجم	۱۷
باب : اول	۲۶
مصر وشام میں ترک ممالیک کی سلطنت	
ترک قبائل واقوام	
ترکوں کا وطن	۲۷
اسلامی دور میں ترک	
ترک غلاموں کا عروج	
ترک غلاموں کی تعلیم وتربیت	
اعلیٰ مناصب پر ترقی	۲۸
ترکوں کی خودمختاری	
ترک سلطنتیں	
اسلامی سلطنتوں کا زوال	
خاندان غلاماں کا آغاز	۲۹
غلاموں کی تربیت	
مناصب پر ترقی	
تقرر کا آغاز	
غلاموں کی کثرت	
قبچاق کے قبائل	۳۰
دو قبیلوں کی لڑائی	
قتل کا انکشاف	
شاہ تاتار سے فریاد	

عنوان	صفحہ
اقتدار کا آغاز	۳۱
سلطنت میں دخیل	
ترک جرنیلوں کی فتح	۳۲
معظم کا قتل	
شجرۃ الدر کی حکومت	
ایوبی خاندان کا زوال	
ایوبی امراء کا اجتماع	۳۳
اشرف موسیٰ کی حکومت	
مصر کی طرف فوج کشی	
مصر وشام کا مقابلہ	
امرائے شام کا فرار	
ناصر کو شکست	
گرفتاری اور قتل	۳۴
دوبارہ حملہ اور صلح	
بالائی مصر میں بغاوت	
بغاوت کی سرکوبی	
اقطاری جامدار کا قتل	
بحریہ کا فرار	۳۵
بحریہ کی جماعت دمشق میں	
فریقین میں مصالحت	
علاؤالدین کی گرفتاری	
عزالدین افرم کی خودمختاری	۳۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
علانیہ بغاوت	
شکست اور فرار	
افرم کی گرفتاری	
صیمری کا فرار	
سلطان معتز ایبک کا قتل	
علی جوجری کا قتل	۳۷
علی منصور کی تخت نشینی	
شرف الدین کا قتل	
زہیر بن علی کی وفات	
بحریہ کا ناصر سے مقابلہ	
بحریہ کی شکست	۳۸
کردوں کے ساتھ اتحاد	
ناصر کی شکست	
بیبرس اور قلاون کا فرار	
بحریہ کے امراء کی گرفتاری	
ہلاکو کی یلغار	
سلطان قطز کی حکومت	۳۹
ہلاکو خان کی پیش قدمی	
شام کی فتوحات	
غلط مشورہ	
قلعہ دمشق کی تسخیر	
شامی حکام کی اطاعت	۴۰
اہل مصر کی تیاری	
سلطان مصر کی فوج کشی	
غداروں کی شرکت	
عین جالوت کا معرکہ	
تاتاریوں کی شکست	

عنوان	صفحہ
قتل اور تعاقب	
قدیم حکام کی بحالی	
نئے حکام کی بحالی	
نئے حکام کا تقرر	۴۱
حاکم حلب	
برلی کا تقرر	
سلطان مظفر قطز کا قتل	
جذبۂ انتقام	۴۲
باب: دوم	
ظاہر بیبرس کی تخت نشینی	۴۳
ترقی کا آغاز	
حاکم دمشق کی بغاوت	
تاتاریوں کے حملے	
بغاوت کا انسداد	۴۴
برلی کی بغاوت	
مصر میں تجدید خلافت	
مستنصر کی خلافت	
فتح بغداد کا ارادہ	۴۵
رقت انگیز خطبہ	
بنو لولو کا حال	
اقتدار کی بحالی	
خلیفہ کی شہادت	
فتح موصل	۴۶
ایوبی حکام کی اطاعت	
ایوبی خاندان کی تعظیم وتکریم	
عرب قبائل پر بخشش	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
احمد کی خلافت	
فرنگیوں کی مصالحت	۴۷
ترکمانوں کا فرار	
عزیزیہ اور اشرفیہ کی اہمیت	
ان گروہوں کی بغاوت	
البیرہ پر قبضہ	
بغاوت اور اطاعت	
مغیث پر فوج کشی	۴۸
الکرک پر قبضہ	
سلطان حمص کا خاتمہ	
تاتاریوں کی شکست	
فتح قیساریہ و حیفا	۴۹
فتح ارسوف	
مفتوحہ علاقہ کی تقسیم	
ہلاکو کی موت	
انسداد فتنہ وفساد	
جنگ طرابلس و صغد	
فتح صغد	۵۰
ارمینیہ کے حالات	
ارمن قوم کا نسب نامہ	
شاہ ارمن سے تعلقات	
شاہ ارمن کی شکست	
سیس پر حملہ	
ارمنوں کی تباہی	
خانہ بدوش قبائل	۵۱
شاہ ارمن کی گرفتاری	
ارمینیہ کے قلعوں کی تسخیر	
اشقر کی آمد	

عنوان	صفحہ
بیتوم کی موت	
تجدید جامع ازہر	
فرنگیوں کے خلاف جہاد	
یافا کی تعمیر	۵۲
انطاکیہ کی تاریخ	
تاتاریوں سے صلح	۵۳
پوشیدہ سفر	
صہیون کے حکام	
صہیون پر قبضہ	۵۴
حاکم مکہ معظمہ کا تقرر	
سلطان کا حج	
اہل حجاز سے حسن سلوک	
مصر کی طرف واپسی	
فرنگیوں اور تاتاریوں کا متحدہ حملہ	۵۵
حملہ کا مقابلہ	
فرنگی بادشاہوں کا اجتماع	
سرحدوں کی حفاظت	
فتح حصن الاکراد	
دیگر فتوحات	۵۶
فرقہ اسماعیلیہ کے حالات	
اسماعیلی قلعوں کی تسخیر	
تاتاریوں کو مزید شکست	
ارمینیہ پر فوج کشی	۵۷
متبرک مقامات کی تسخیر	
حاکم طرابلس سے معاہدہ	
بلاد الروم پر تاتاری اقتدار	۵۸
پوشیدہ خط و کتابت	
تاتاریوں سے مقابلہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تاتاریوں کا قتل اور گرفتاری		افرم سے ملاقات	۶۴
فتح قیساریہ	۵۹	سنقر کی شکست	
سازش کا علم		شاہ تاتار سے خط وکتابت	
قتل عام		شیزر پر قبضہ	
برونات کا قتل		حملہ تاتار کی خبر	
سلطان ظاہر بیبرس کی وفات		دشمن کے خلاف اتحاد	
برکۃ سعید کی بادشاہت		سلطان کی فوج کشی	۶۵
امراء کی گرفتاری		مساجد حلب کی تباہی	
گرفتاری اور رہائی		حفاظتی فوج کا تقرر	
چغل خوروں کا تسلط	۶۰	سنقر کی واپسی	
لاشین ربعی کی آمد		حصن مرقب میں شکست	
امراء کی بغاوت		فرنگیوں سے صلح نامہ	
قلعہ کا محاصرہ	۶۱	سازشیوں کا قتل	۶۶
شاہی فوج کی کمی		علاقوں کا تبادلہ	
سلطان برکۃ سعید کی برطرفی		قلعہ کرک کا معاملہ	
قلعہ کرک کا حاکم		تاتاریوں کا زبردست حملہ	
شلامش کی حکومت		اسلامی لشکر کا مقابلہ	
امیر قلاودن کا انتظام	۶۲	اسّی ہزار کی تاتاری فوج	
منصور قلاودن کی اصلیت		اسلامی صفوں کے سپہ سالار	۶۷
منصور قلاودن کی تخت نشینی		تاتاریوں کو شکست	
حکام کا تقرر		تاتاریوں کا تعاقب اور تباہی	
سعید کی بغاوت اور وفات		ابغا کا فرار	
مسعود خسرو کی باغی حکومت	۶۳	تاتاری حکام کی موت	
محاصرہ اور صلح		شاہ تاتار کی ہلاکت	
مسعود کی حکومت کا خاتمہ		مغل حاکم کی گرفتاری	
سنقر اشقر کی خودسری		حلب کی تباہی کا انتقام	۲۸
اعلان بغاوت		نکودار کا اعلان اسلام	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
قودان کا قبول اسلام		خلیل اشرف کی حکومت	
قلعہ مرقب کی تسخیر		حکام کا تقرر	
قلعہ کرک کی تسخیر		نئے وزیر کا تقرر	
فتح صہیون	۶۹	عکا کا محاصرہ	۷۵
شاہ قسطنطنیہ کی وفات		فتح عظیم	
نوبہ کے حالات		فرنگی شہروں کی تباہی	
داؤد کے خلاف جنگ		فتح قلعۃ الروم	
جائز بادشاہ کا تقرر	۷۰	حلب کا نیا حاکم	۷۶
نوبہ پر فوج کشی		لاشین کی دوبارہ گرفتاری	
دیگر حالات		سلطان کا نیا مشیر	
طرابلس الشام کے حالات	۷۱	میر منشی کی وفات	
طرابلس کی تباہی		نائب السلطنت سے بدگمانی	
فتح طرابلس الشام کی تاریخ		شاہ ارمن سے مصالحت	۷۷
رومی پادری کا مرکز		سلطان اور بیدو کی ناچاقی	
طرابلس کے مستقل حکام		سلطان کی ناراضگی	
بنو عمار کی حکومت	۷۲	امراء کی سازش	
فرنگیوں کا محاصرہ		سلطان اشرف کا قتل	
فاطمی حکام کا تسلط		بیدو کی عارضی بادشاہت	۷۸
ابن عمار کی ناکامی		بیدو کا قتل	
طرابلس کے فرنگی حکام		محمد الناصر کی پہلی بادشاہت	
ہسپتال اور دارالعلوم کی تعمیر	۷۳	سازشیوں کا قتل	
وقف کر دینے کا اعلان		سرغنوں کی رہائی	
عکا پر فوج کشی		کتبغا کی بغاوت	
منصور قلادن کی وفات		شجاعی وزیر کا قتل	۷۹
		ممالیک کا شہر میں داخلہ	
باب: سوم	۷۴	ممالیک کا فتنہ وفساد	
منصور قلادن کے جانشین		فساد کا قلع قمع	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
کتبغا کی بادشاہت	
حکام کا تقرر	٨٠
شام میں اقتدار	
تاتاری جماعت کی آمد	
شاہ تاتار کے باغی	
شام ومصر میں استقبال	
تاتاریوں سے تعلقات	
کتبغا کے خلاف سازش	٨١
شام کا سفر	
امرائے مصر کا متفقہ فیصلہ	
وفاداروں کا قتل	
لاشین المنصور کی بادشاہت	
دمشق میں پناہ	
کتبغا کی حکومت کا قطعی خاتمہ	
حکام مصر کی تبدیلی	٨٢
جامع ابن طولون کی تعمیر	
ناصر کی الکرک کی طرف روانگی	
بیسری کی وفات	
اراضی کا نیا انتظام	
نئی تقسیم	
علامہ نووی کا بیان	٨٣
منکوتمر کی امراء سے مخالفت	
ارمینیہ پر فوج کشی	
ارمینیہ کے قلعوں کی تسخیر	
تاتاری حملہ کی افواہ	
حمص میں پناہ	٨٤
امراء کا فرار	
دشمن کے علاقے میں	
فیروز کا قتل	
منکوتمر کی چغل خوری	
امراء کی مخالفت	
سلطان لاشین کا قتل	٨٥
منکوتمر کا قتل	
لاشین کا مختصر حال	
حلب سے امراء کی آمد	
طغجی کا قتل	
کرجی کا قتل	
امرائے مصر کی حکومت	٨٦
سلطان ناصر کی دوبارہ بادشاہت	
نئے حکام کا تقرر	
تاتاریوں کی فوج کشی	
سپہ سالار کی بغاوت	
شاہ مصر کی امداد	
باغی فوج کی شکست	٨٧
ناصر کی فوج کشی	
سازش کا قلع قمع	
تاتاریوں سے مقابلہ	
ناصر کی شکست	
اہل دمشق میں بے چینی	
غازان سے مشائخ کی ملاقات	٨٨
قلعۂ دمشق کی حفاظت	
غازان کے نام کا خطبہ	
دمشق اور مضافات کی تباہی	
اہل دمشق پر بھاری تاوان	
جامع اموی کی بے حرمتی	٨٩

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عنوان	صفحہ
مساجد و مدارس کی تباہی	
تفحق کا تقرر	
سلطان کی دوبارہ فوج کشی	
سابق حکام کی آمد	
شام پر دوبارہ قبضہ	۹۰
شامی حکام کا تقرر	
غازان کی دوبارہ فوج کشی	
مستکفی کی خلافت	۹۱
بدوؤں کی سرکوبی	
مکہ معظمہ کے حکام کی گرفتاری	
جزیرہ ارواد کی فتح	
غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ	
معاہدہ کے الفاظ	
معاہدہ کی تصدیق	۹۲
حضرت عمر کا معاہدہ	
معاہدہ کے شرائط	
شرائط میں اضافہ	۹۳
معاہدہ کی شرعی حیثیت	
تاتاریوں کی زبردست شکست	
تاتاریوں کی فوج کشی	۹۴
رحبہ کا محاصرہ	
مغل بادشاہ کی واپسی	
شاہی فوجوں کی آمد	
حملہ کا آغاز	
مرج الصفر کا معرکہ	
تاتاریوں کو شکست	۹۵
دلدل میں گرفتار	
جشن فتح	
شاہِ تاتار کی ہلاکت	
ارمنوں کے حالات	۹۶
شاہ قلیج بن الیون	
شاہ ہیثوم	
شاہ ارمن کو شکست	
لیون کی حکومت	۹۷
سنباط	
اندین	
ہیثوم ثانی کی دوبارہ حکومت	
ارمنوں کا فتنہ و فساد	
ارمنوں کی سرکوبی	
جزیہ کی ادائیگی	
ارقلی کا قبول اسلام	۹۸
ہیثوم کی چغل خوری	
ہیثوم کا قتل	
نیا شاہ ارمن	
اظہار اطاعت	
سلطان مغرب کے تحائف	
تحائف کا تبادلہ	
دوبارہ تحائف	۹۹
قافلہ پر حملہ	
سلطان بجایہ کی امداد	
اندلس کا محاصرہ	
ابو یحییٰ لحیانی	

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
بیبرس کا عہد حکومت	۱۰۰
سلطان کا الکرک میں قیام	
سلطان ناصر کی دستبرداری	
جاشنکیر بیبرس کی تخت نشینی	
ملک میں بے چینی	
شامی حکام کی خط وکتابت	۱۰۱
فریادنامہ	
شامی حکام کی اطاعت	
مصری فوج کی روانگی	
مصر میں ہنگامہ	
ناصر کی فوج کشی	
حاکم شام کی بے بسی	۱۰۲
ناصر کا دمشق پر قبضہ	
مصری عوام کی بغاوت	
تجدید بیعت کی کوشش	
حامیوں کا اضافہ	
جاشنکیر بیبرس کی معزولی	۱۰۳
تیسری بار ناصر کی حکومت	
جشنِ تخت نشینی	
سلار کو اجازت	
مال وذخیرہ ضبط	
حکام کا تقرر وتبادلہ	
نیا وزیر	
بیبرس کی گرفتاری	۱۰۴
سلار کا انجام	
بھائی کی سازش	
سلار کی وفات	

عنوان	صفحہ
اس کی بے اندازہ دولت	
سلار کا ابتدائی حال	
حکام کے تقرر اور تبادلے	۱۰۵
قراسنقر کی بغاوت	
شاہی حکم کی نافرمانی	
شاہ تاتار کی حمایت	۱۰۶
سازش کا الزام	
شامی حکام کی گرفتاری	
سلطان کی فوج کشی	
فریضۂ حج کی ادائیگی	
فتنۂ تاتار کا اثر	۱۰۷
منصور کی بحالی	
مظفر بن منصور کی حکومت	
قراسنقر کی حکومت	
کتبغا کا تقرر	
مختلف حکام	۱۰۸
ابوالفداء کا تقرر	
ایوبی حکومت کا خاتمہ	
بغاوت کی سرکوبی	
فتح ملطیہ	
حکام کا تقرر اور معزولی	۱۰۹
عمارات کی تعمیر	
شاہی حج وزیارت	
دوسرا حج	۱۱۰
تیسرا حج	
بکتمر کی وفات	
اہل نوبہ کے حالات	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
نوبہ کے حکام	
مسلمان حاکم کی حکومت	۱۱۱
اہل نوبہ کا قبول اسلام	
نوبہ کی سلطنت کا خاتمہ	
ارمینیہ کے باقی حالات	۱۱۲
ارمینیہ کی فتوحات	
فتح ایاس	
دیگر فتوحات	
تاتاریوں کی دو سلطنتیں	
خانہ جنگیاں	
شاہی سلطنت سے مصالحت	۱۱۳
شاہی سلطنت سے رشتۂ ازدواج	
شادی کے قافلہ کی روانگی	
شاہی قافلہ کا استقبال	
رسم نکاح	
معاہدہ صلح کی تکمیل	۱۱۴
ازبک کو امداد	
ابوسعید سے صلح	
سلاطین کے درمیان مصالحت	
حکام حجاز کے حالات	
حکام کی گرفتاری	۱۱۵
بھائیوں کی خانہ جنگی	
سلطان کی مداخلت	
مکروہ سازش کی افواہ	
دوبارہ خانہ جنگی	۱۱۶
خمیصہ کا قتل	
سلطان کی فریادرسی	

عنوان	صفحہ
شرفاء اور غلاموں کا بلوہ	
سوڈان اور مالی کے حالات	۱۱۷
مالی کی وسیع سلطنت	
مالی کے سلاطین کے حج	
شاہ تکرور کی تعظیم	
راہ سے بھٹکنا	۱۱۸
قرض لینا	
یمن کے حالات	
خانہ جنگیاں	
فوجی امداد کی درخواست	۱۱۹
بغاوت کا قلع قمع	
شہزادہ احمد کی حکمرانی	
جوبان اور اس کی اولاد	
نائب کا قتل	
جوبان کی بغاوت وقتل	۱۲۰
دمرداش کا فرار	
مصر میں قیام	
سلطان ابوسعید کا پیغام	
قراسنقر کا قتل	
سلطان ابو سعید سے مصالحت	۱۲۱
شام کے عرب قبائل	
آل فضل کا غلبہ	
بنوحارثہ	
غلط روایت	
سیادت کا آغاز	
بنوجراح کی سیادت	۱۲۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
حسان کے کارنامے	
فضل کے حالات	
آل جراح سے تعلق	
قبیلہ طے کی سیادت	۱۲۳
قبیلہ طے کی تاریخ	
بنو خارجہ سے تعلق	
آل فضل کی امارت	
عیسیٰ بن مہنا	۱۲۴
مہنا ثانی	
مہنا ثانی کی مخالفت	
فضل کا تقرر	
مہنا ثانی کی بحالی	
آل فضل کی جلاوطنی	۱۲۵
نیا سردار	
دوبارہ واپسی	
مہنا کی خودداری	
دیگر امرائے عرب	
مہنا سوم	
خیار بن مہنا	
زائل کی بغاوت	۱۲۶
آخری امیر	
ہلاکو خاندان کا خاتمہ	
شاہ مغرب اقصیٰ سے تعلقات	
ہمشیرۂ شاہ کا حج	۱۲۷
مغرب کی سوغاتیں	
مغربی قافلہ کی آمد	

عنوان	صفحہ
مغربی مہمانوں کا استقبال	
تحائف کا تبادلہ	۱۲۸
خلفاء کے حالات	
نظر بندی اور جلاوطنی	
واثق کا تقرر	
احمد کا تقرر	۱۲۹
تنکز کا عروج وزوال	
دمشق کا حاکم	
تنکز کی گرفتاری	
سلطان ناصر کی وفات	۱۳۰
ناصر کے حکام	
نائب السلطنت	
چیف سیکرٹری	
ناصر کے کاتب	
ناصر کے قاضی	
دو حاکموں کی کش مکش	۱۳۱
باب: چہارم	۱۳۲
سلطان ناصر کے جانشین	
ابوبکر کی بادشاہت	
نئے حکام کا تقرر	
سلطان ابوبکر کی معزولی	
کجک اشرف کی بادشاہت	
امرائے شام کی بغاوت	
احمد بن الناصر کی حمایت	۱۳۳
بادشاہت کا اعلان	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بلوہ اور فساد		شاہ یمن کی گرفتاری اور رہائی	
قوصون کی گرفتاری اور موت		سلطان حسین صالح کی حکومتِ مصر	۱۴۰
سلطان احمد کی بادشاہت	۱۳۳	بیقاروس کی بغاوت	۱۴۱
امراء کی بے اعتمادی		دمشق پر قبضہ	
احمد کا الکرک میں قیام		شاہی لشکر کشی	
شام میں بے چینی		بیقاروس کا فرار	
صالح اسماعیل کی تخت نشینی		باغیوں کا تعاقب	
رمضان کی بغاوت اور قتل	۱۳۵	سلطان صالح کی واپسی	
قلعہ کرک کا محاصرہ		بیقاروس کا قتل	
سابق سلطان احمد کا قتل		ترکمان سردار کا تعاقب	
سلطان صالح کی وفات		بغاوت کا انسداد	۱۴۲
الکامل کی بادشاہت		عرب قبائل کی سرکوبی	
سلطان الکامل کا قتل	۱۳۶	حسن ناصر کی دوبارہ تخت نشینی	
مظفر حاجی کا عہد حکومت		تقرر و معزولی	
ظلم و استبداد کا طریقہ		شیخو کے وسیع اختیارات	۱۴۳
یحیاوی کی بغاوت	۱۳۷	شیخو کا قتل	
ناکام سازشیں		حملہ آور کا قتل	
یحیاوی کا قتل		سرغتمش کا اقتدار	
کبوتر بازی پر ملامت		امراء کی گرفتاری	
امرائے مصر کی بغاوت		سرغتمش کا قتل	
سلطان مظفر کا قتل		سلطان کی خود مختاری	
حسن ناصر کی حکومتِ مصر	۱۳۸	حکام کے تبادلے	۱۴۴
حسن ناصر کے حکام		منجک کی معافی	
ارغون شاہ کا قتل		بیبقا کی بغاوت	
قاتلوں کی گرفتاری اور قتل		شاہی لشکر کو شکست	
ارغون شاہ کے حالات	۱۳۹	سلطان کا قتل	۱۴۵
بیقاروس کی اسیری		منصور محمد بن مظفر حاجی کی تخت نشینی	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حاکم دمشق کی بغاوت		استدمر کی شکست	
خلیفۃ المتوکل	۱۴۶	استدمر کی گرفتاری	
سلطان اشرف کا عہد حکومت		بلوائیوں (اجلاب) کا خاتمہ	
حکام کے تبادلے		قید و بند کی سزا	
اہل قبرص کے حالات		حکام کی تبدیلی	۱۵۳
اہل قبرص سے جنگیں	۱۴۷	طنبغا طویل کی وفات	
اہل قبرص کا اسکندریہ پر حملہ		عرب قبائل کی بغاوت	
جنگ کے تماشائی		نئے عہدیداروں کا تقرر	۱۵۴
اسکندریہ کی تباہی	۱۴۸	عمدہ تحائف	
فرنگیوں کی غارت گری		الجائی یوسفی کی بغاوت اور ہلاکت	۱۵۵
فرنگیوں کی واپسی		بغاوت کا آغاز	
مصری لشکر کی روانگی		دوبارہ واقعہ	
ایک سو بحری بیڑوں کی تیاری		الجائی کی شکست	
طنبغا طویل کی بغاوت		الجائی کی ہلاکت	
غلاموں (ممالیک) کی بغاوت	۱۴۹	مخالفوں کو سزائیں	
بغاوت کے اسباب		منجک کا استقبال اور تقرر	۱۵۶
اعلان بغاوت	۱۵۰	شاہانہ استقبال	
سلطان اشرف کی معزولی		فتح ارمینیہ	
سلطانی لشکر کا مقابلہ		منجک کا جانشین	۱۵۷
بیبقا کی شکست		طنبقا جوبانی کا بیان	
بیبقا کا قتل		ممالیک بیبقا کی بھرتی	۱۵۸
نئے امرائے سلطنت	۱۵۱	خاصگی ممالیک	
دخیل بیرونی افراد		ابن اسقلاص کی جلاوطنی	
بلوہ اور فساد		سفر حج میں بغاوت	
بلوائیوں کا محاصرہ		حج کے لئے روانگی	۱۵۹
بلوائیوں کا تسلط		بغاوت اور جنگ	۱۶۰
سلطان کی معزولی کا مطالبہ	۱۵۲	ولی عہد کی تخت نشینی	۱۶۱
		سلطان اشرف کا قتل	۱۶۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممالیک سلاطینِ مصر
کا
دورِ حکومت

از: چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابنِ خلدون حصہ نہم و دہم دونوں کا سلیس ترجمہ بھی جناب حافظ سید رشید احمد ارشد سابق صدر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی نے کیا ہے۔ جلد نہم میں مصر و شام کی متحدہ اسلامی سلطنت کے سلاطین ممالیک بحریہ کے حالات پہلی بار اردو زبان میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس سے پیشتر اردو زبان میں اس دور کی کوئی تاریخ موجود نہ تھی۔

تاہم ممالیک سلاطین مصر کا دور اسلامی تاریخ میں اس لئے اہم سمجھا جاتا ہے کہ یہ ممالیک سلاطین مصر ہی تھے جنہوں نے سقوطِ بغداد کے بعد ہلاکو خان اور تاتاریوں کے لشکر کو شکست فاش دی اور نہ صرف اسلامی دنیا اور مصر و شام کو ان کی تباہ کاریوں سے بچایا بلکہ یورپ اور پوری دنیا کو ان کی تباہ کن یلغار اور پیش قدمی سے محفوظ رکھا۔ کیونکہ اس زمانے میں ان سلاطین مصر کے علاوہ یورپ یا ایشیاء کی کوئی سلطنت فوجی حیثیت سے تاتاریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

ممالیک سلاطینِ مصر نے نہ صرف تاتاریوں کی پیش قدمی کو روکا بلکہ انہوں نے ان صلیبی جنگوں کا قلع قمع بھی کیا جو دو سو سال سے مسلمانوں کی تباہی اور انتشار کا ذریعہ بنی ہوئی تھیں۔

ان سلاطینِ مصر نے اس زمانے میں مصر میں اسلامی خلافت کا احیاء کیا جب کہ سقوطِ بغداد کے بعد اسلامی خلافت کا خاتمہ ہو گیا تھا گو یہ خلافت برائے نام تھی تاہم اس کی بدولت سلطنتِ مصر کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی تھی اور اس کی وجہ سے دنیائے اسلام کے مشہور اہلِ علم و فضل ہجرت کر کے مصر و شام میں پناہ گزین ہوئے اور انہوں نے اسلامی علوم و فنون کی شمعوں کو دوبارہ روشن کیا۔

تاریخ ابنِ خلدون کے حصہ دہم میں اسی زمانے کے ان مغل سلاطین کی سلطنتوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے ایران، ترکستان، عراق اور بلاد الروم میں جداگانہ سلطنتیں قائم کر لی تھیں۔

فاضل مترجم نے اصل کتاب کا ترجمہ کرنے کے علاوہ کتاب کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر ایک تکملہ بھی شامل کیا ہے جو اپنی معلومات کے لحاظ سے ایک بلند پایہ تحقیقی مقالہ ہے جن میں ممالیکِ سلاطین کے قائم کردہ تعلیمی مدارس اور ان کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور فنِ تعمیر میں ان کے یادگار کارنامے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاضل مترجم نے نہ صرف اس کتاب کا بامحاورہ سلیس اور شستہ ترجمہ ہی کیا ہے بلکہ اصل عربی تاریخ کی اغلاط اور فروگزاشتوں کی کافی حد تک تصحیح بھی کی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بولاق اور بیروت کے دونوں ایڈیشنوں سے مدد لی ہے۔

اصل کتاب میں نہ پیراگراف تھے اور نہ ذیلی عنوانات تھے اور نہ ابواب مقرر کیے گئے تھے۔ مگر مترجم موصوف نے ترجمۂ کتاب میں ہر سلطنت کے حالات ایک جداگانہ باب کے تحت ترتیب دیئے ہیں اور ہر نئے مضمون کے لئے جدا پیراگراف متعین کر کے ان کے لئے مناسب ذیلی عنوانات قائم کیے۔ نیز بڑے بڑے عنوانات کے تحت چھوٹے عنوانات قائم کیے تاکہ عام قارئین کرام بالخصوص تاریخ اسلام کے طلبہ کو تاریخی مواد تلاش کرنے اور واقعات کا خلاصہ معلوم کرنے میں سہولت میسر ہو۔

کتاب کے ابتدائی صفحات میں ان سب چھوٹے بڑے عنوانات کی ایک مکمل اور جامع فہرست اس طرح مرتب کی گئی ہے کہ پڑھنے والے کے ذہن میں بیک نظر تاریخی واقعات کا تسلسل قائم رہے۔

ہم مولانا رشید احمد ارشد صاحب کے دلی ممنون ہیں کہ انہوں نے غیر معمولی دلچسپی اور تحقیق سے کام لے کر تمام اغلاط سے حصہ نہم و دہم کو پاک وصاف کر دیا ہے۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمۂ مترجم

(از حافظ سیّد رشید احمد ارشد سابق صدر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی)

ہماری اس جلد نہم کا آغاز ممالیک بحریہ مصر کے سلاطین سے ہو رہا ہے جن کے ماتحت شام و مصر کا متحدہ علاقہ تھا۔ یہ سلطنت ایوبی خاندان کے زوال کے بعد قاہرہ (مصر) میں قائم ہوئی۔

اس متحدہ سلطنت کے سلاطین ابتداء میں غلام (ممالیک) تھے۔ وہ معمولی منصب سے ترقی کر کے اپنے زورِ بازو اور غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے بادشاہت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے تھے۔ اس لئے وہ شجاعت سیاسی اور فوجی صلاحیت کا اعلیٰ نمونہ ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان ''غلام'' بادشاہوں نے ایوبی سلاطین کے زوال کے بعد جب کہ تاتاری قوم کا سیلاب اسلامی ممالک کو تباہ و برباد کر رہا تھا شام و مصر کی متحدہ سلطنت کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ تقریباً ڈھائی سو سال تک مصر و شام پر اس وقت تک حکومت کرتے رہے جب کہ بغداد کی عباسی خلافت اور مشرق کی اسلامی سلطنتوں کا خاتمہ ہو گیا تھا اور تاتاریوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کے مشہور مرکزی شہروں کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ یوں نہ صرف مشرق میں مسلمان تباہ ہوئے بلکہ تھوڑے عرصے کے بعد مغرب میں اندلس کی اسلامی سلطنت بھی صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گئی۔

سقوط بغداد اور عباسی خلافت کا خاتمہ اسلامی تاریخ کا سب سے المناک واقعہ ہے مگر یہ مسلمانوں کی تباہی کا آخری باب تھا' کیونکہ اس سے پیشتر چنگیز خان اور اس کی اولاد ایران' خراسان اور ترکستان کی اسلامی سلطنتوں اور ان کے بارونق شہروں کو فنا کر چکی تھی۔ ان المناک حادثات کی بدولت مسلم قوم نہ صرف مادی اور سیاسی حیثیت سے تباہ ہوئی' بلکہ وہ اخلاقی' علمی اور روحانی حیثیت سے بھی مفلوج ہو گئی تھی۔ ان ممالک میں ہر طرف مایوسی اور محرومی کا دور دورہ تھا اور ان تباہ شدہ اسلامی ممالک میں دشمن کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ باقی نہ رہا تھا۔

ایسے موقع پر ان ''ترک غلام'' بادشاہوں اور ان کی فوج نے ''فتنۂ تاتار'' کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور نہ صرف مصر و شام کو ان کی یلغار اور تباہ کاریوں سے بچایا بلکہ یورپ اور باقی ماندہ دنیا کو ان کے وحشیانہ حملوں سے محفوظ رکھا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے:

سقوطِ بغداد کے بعد ہلاکو خاں کی فوجیں برق رفتاری کے ساتھ آگے کے اسلامی علاقوں کو تباہ و برباد کرتی ہوئی شام کی سرحد تک پہنچ گئیں' یہاں تک کہ یہ ٹڈی دل لشکر مصر کے سرحدی شہر غزہ تک پہنچ گیا تھا۔

اس وقت اہل شام پر خوف و ہراس طاری تھا' کیونکہ مشرقی ممالک کا انجام ان کے پیش نظر تھا۔ تاتاریوں کی تباہ کاریوں کے تصور سے ان کے دل لرز رہے تھے تاہم شام و مصر کے مردِ مؤمن بالکل مایوس نہ تھے۔ وہ صلاح الدین جیسے ''مردِ میدان'' کے منتظر تھے۔ آخر کار ''مردے از غیب بیروں آید و کارے بکند'' کے مصداق مصر کے مملوک سلطان معز الملک المظفر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطز نے مسلمانوں کی منتشر فوجوں کو جمع کر کے عین جالوت کے مقام پر تاتاریوں کے ٹڈی دل لشکر کا مقابلہ کیا۔

فریقین میں گھمسان کا رن پڑا۔ یہاں تک کہ سلطان معز الملک قطز نے بنفس نفیس معرکہ جنگ میں شریک ہو کر مسلمان سپاہیوں کا حوصلہ بڑھایا اور شوقِ شہادت کی طرف مائل کیا۔ چنانچہ سلطان کی حوصلہ افزائی اور دعوتِ جہاد سے متاثر ہو کر مسلمان مجاہدین نشۂ شہادت سے سرشار ہو گئے اور دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے دادِ شجاعت دیتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان تاتاریوں کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ وہ دوبارہ کسی جنگ میں مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے بلکہ اپنے وطن کی طرف لوٹ گئے۔

یہ وہ تاتاری فوج تھی جو ناقابل شکست سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ اس نے ایران وخراسان اور ترکستان کی عظیم الشان سلطنتوں کو نہایت آسانی کے ساتھ فنا کر دیا تھا۔ مگر قادرِ مطلق کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ یہی ناقابلِ تسخیر ٹڈی دل لشکر مصر کے ترک غلاموں کے سامنے بے دست و پا ثابت ہوا۔ ان کا سپہ سالار اعظم کتبغا میدانِ جنگ میں مارا گیا اور اس کا لشکر جرار (بُری) طرح بھاگنے لگا۔ یہاں تک کہ مسلمان فوج نے اس کا تعاقب کر کے ان کا قتل عام کیا۔

اس فتح عظیم نے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان قوم زندہ ہے اور وہ ہر دور میں نہ صرف اپنے ملک کی حفاظت کر سکتی ہے بلکہ تمام دنیا کو تباہی اور بربادی سے بچا سکتی ہے چنانچہ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مؤرخ تحریر کرتا ہے:

> ''عین جالوت کی فتح نے تمام دنیا کو تاتاریوں کے حملوں سے اس وقت محفوظ رکھا جب کہ یورپ کے کسی ملک کے لئے ان کا مقابلہ کرنا آسان نہ تھا''۔

بہرحال مصر و شام کے مسلمان اس فتح عظیم پر بہت خوش ہوئے اور جب سلطان معز الملک المظفر قطز دمشق میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوا تو اس کے چاروں طرف اسلامی علم لہلہا رہے تھے اور اس فتح کے بعد شام و مصر کے ممالک دوبارہ متحد سلطنت میں تبدیل ہو گئے اور شام میں ترک ممالیک سلاطین کی طرف سے نائب حاکم مقرر ہو کر آنے لگا۔

عہد ممالیک کا آغاز: مصر کا پہلا ترک غلام (مملوک) بادشاہ المعز عزالدین ایبک تھا۔ وہ ماہِ ربیع الآخر کے اختتام پر ۶۴۸ھ میں تخت نشین ہوا تھا۔ یوں اس خاندان کی سلطنت کا آغاز سقوطِ بغداد سے پہلے ہو گیا تھا۔

سلطان قطز ۶۵۷ھ میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس نے صرف ایک سال تک حکومت کی' تاہم عین جالوت کی فتح عظیم کے واقعہ نے اسے زندۂ جاوید بنا دیا۔ کیونکہ اس نے تاتاریوں کی پیشقدمی کو روک کر دنیا کو ان کی تباہ کاریوں سے بچا لیا تھا۔

اسلامی خلافت کا احیاء: سلطان قطز کے بعد سلطان ظاہر بیبرس بندقداری مصر و شام کا بادشاہ ہوا۔ وہ ممالیک خاندان کا عظیم بادشاہ تھا اور اس نے طویل عرصے تک حکومت کی۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے بغداد کی عباسی خلافت کو مصر میں منتقل کیا۔ مصر کی یہ خلافت برائے نام تھی اور اسے مستقل اقتدار حاصل نہ تھا' تاہم اس کے ذریعے مصر کے ممالیک کی سلطنت کو مذہبی اور سیاسی طور پر استحکام حاصل ہوا اور خلیفہ کے وجود سے اس سلطنت کو عالم اسلام میں مرکزی حیثیت حاصل ہوئی اور وہ مصیبت زدہ مسلمانوں کی پناہ گاہ بن گئی۔ نیز حجاز کے مقاماتِ مقدسہ کی خدمت اور نگرانی کا کام بھی اسی سلطنت کے ذمے رہا۔ مصر کے ممالیک سلاطین اپنے غیر محدود اختیارات انہی خلفاء کے ذریعے حاصل کرتے تھے اور دشمنوں کے خلاف جنگوں میں ان خلفاء کو لے جا کر انہی کے ذریعے مسلمان فوجوں میں شوقِ جہاد و شہادت کے جذبات پیدا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کے خلفاء ممالیک بحریہ و چراکسہ دونوں زمانوں میں برقرار رہے اور جب ترکی کے عثمان سلطان سلیم نے مصر پر قبضہ کر کے ان کی متحدہ سلطنت کا خاتمہ کر دیا تو اسلامی خلافت ترک سلاطین کی طرف منتقل کر دی گئی۔

دو مشہور سلاطین: علامہ ابن خلدون نے صرف ۷۹۶ھ تک کے حالات تحریر کیے ہیں کیونکہ اس کے بعد وہ سیاسی ہنگاموں میں مصروف رہا اور پھر ۸۰۸ھ میں فوت ہو گیا تھا' اس لئے وہ چرکسی ممالیک مصر میں سے صرف سلطان برقوق الظاہر کے نامکمل حالات اس وقت تک کے تحریر کر سکا جب کہ سلطان برقوق تاتاریوں کے متوقع حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دمشق میں مقیم تھا۔

ابن خلدون نے ممالیک بحریہ سلاطین کے سیاسی حالات مکمل تحریر کیے ہیں تاہم وہ ان کے دور کے علمی اور سماجی کارناموں کا حال نہیں تحریر کر سکا اور قدیم تاریخوں کی طرح وہ جنگوں اور درباری جوڑ توڑ' سازشوں اور خانہ جنگیوں کے حالات ہی بیان کر سکا ہے۔ لہٰذا ہم اس دور کی دیگر تواریخ اور تذکروں کی مدد سے ممالیک بحریہ کے دو مشہور سلاطین کا وہ پہلو نمایاں کر رہے ہیں جو ابن خلدون کے تحریر کردہ حالات میں پوشیدہ رہ گیا ہے۔

یہ دو مشہور سلاطین سلطان ظاہر بیبرس اور سلطان ناصر محمد بن قلادن ہیں۔ ان دونوں سلاطین کا دورِ حکومت نسبتاً طویل رہا اور یہ دونوں سلاطین عوام پسند تھے اور وہ رائے عامہ کے مطابق حکومت کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے رفاہِ عام کے لئے بے شمار کام انجام دیئے اور ان کے دور میں تعلیمی اداروں میں بھی اضافہ ہوا اور فنِ تعمیر نے بھی ترقی کی۔

سلطان ظاہر بیبرس: سلطان ظاہر بیبرس بہت بہادر' فیاض اور عوام دوست بادشاہ تھا۔ اس نے اپنی بہادری' شجاعت اور فیاضی کی بدولت تختِ شاہی حاصل کیا۔ بادشاہ بننے کے بعد بھی وہ بنفسِ نفیس تاتاریوں کے خلاف جنگوں میں شریک ہوتا تھا۔ چنانچہ اس عہد کے مشہور مؤرخ ابوالمحاسن ابن تغری بردی نے اپنی کتاب ''النجوم الظاہرہ'' میں اس کی بہادری اور شجاعت کے ایک واقعہ کا حال اس طرح بیان کیا ہے:

> ''پھر سلطان ظاہر بیبرس نے بذاتِ خود حملہ کیا۔ جب سپاہیوں نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بھی متحدہ طور پر اسی طرح جاں فروشی کے ساتھ حملے شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاتاری فوج اپنے گھوڑوں سے اتر آئی اور پیادہ لڑنے لگی۔ وہ نہایت بہادری کے ساتھ موت کے خلاف جنگ کر رہی تھی۔ مگر تاتاری فوجوں کی کوششیں بے سود رہیں کیونکہ سلطان ظاہر بیبرس اور اس کا لشکر بھی بے مثل شجاعت اور صبر و استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کر رہا تھا۔ سلطان ظاہر بیبرس بذاتِ خود حملہ آور شیر کی طرح دشمن پر بھرپور حملے کر رہا تھا اور خطرناک مقامات کے اندر خود گھس جاتا تھا۔ وہ اپنے سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کر کے ان کے سامنے جہاد اور شہادت کی اہمیت کو واضح کرتا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس پر فتح و نصرت نازل کی''۔[۱]

رفاہِ عام کی خدمات: سلطان ظاہر بیبرس جو بعض تاریخی واقعات سے بے رحم اور سنگدل بادشاہ ظاہر ہوتا ہے۔ درحقیقت عوامی مفادات کا بہت خیال رکھتا تھا اور غریب عوام پر بے حد بخشش اور سخاوت کرتا تھا۔ اس سلسلے میں ''النجوم

۱۔ النجوم الزاہرہ ج ۷ ص ۱۶۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الظاہرہ'' کا مؤلف یوں رقم طراز ہے:

''وہ ہر سال دس ہزار من (اردب) گیہوں غریبوں' مسکینوں اور خانقاہ نشینوں پر صرف کرتا تھا (جنگوں میں شہید ہونے کی وجہ سے) فوجیوں کے یتیم بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تھی' تاہم سلطان بیبرس نے معقول گزارہ کے لئے ان کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ (اس کے علاوہ) اس نے ایک مخصوص وقف اس کام کے لئے مقرر کیا تھا کہ اس کے ذریعے ان مسافروں کی تجہیز و تکفین کی جائے جو قاہرہ اور مصر کے دیگر حصوں میں (لاوارث ہوکر) فوت ہوجاتے ہیں۔

سلطان موصوف نے ایک دوسرا وقف اس کام کے لئے مخصوص کر دیا تھا کہ اس کی آمدنی سے روٹیاں خرید کر (فاقہ کش) غریب مسلمانوں میں تقسیم کی جائیں''۔[1]

علماء کی حق گوئی: سلطان بیبرس مذہبی علماء کا جو رائے عامہ کے ترجمان ہوتے تھے' بہت احترام کرتا تھا اور ان کے فتووں کے بغیر کوئی اہم کام انجام نہیں دیتا تھا۔ اس زمانہ کے علماء بھی بلاخوف و خطر فتوے دیتے تھے اور شرعی معاملات کو حق و صداقت کے ساتھ بیان کرنے میں حکومت سے نہیں ڈرتے تھے:

اس سلسلے میں علامہ جلال الدین سیوطی ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ علماء کی ایک جماعت نے سلطان ظاہر بیبرس کی مرضی کے مطابق فتویٰ دیا تو امام محی الدین نووی (شارح صحیح مسلم) اس کے سامنے کھڑے ہوکر کہنے لگے: ''انہوں نے تمہارے لئے جھوٹا فتویٰ دیا ہے''۔[2]

امام نووی کی صداقت اور حق گوئی کا دوسرا واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''جب سلطان ظاہر بیبرس' تاتاریوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے شام روانہ ہوا تو اس نے علماء سے یہ فتویٰ حاصل کیا کہ ''دشمن سے جنگ کرنے کے لئے رعایا کا مال زبردستی حاصل کرنا جائز ہے''۔ یہ فتویٰ شام کے علماء اور فقہاء نے دیا تھا۔ آخر میں سلطان بیبرس نے پوچھا:

''کیا اور کوئی مفتی باقی رہ گیا ہے جس نے اس فتوے پر دستخط نہ کیے ہوں؟''

لوگوں نے کہا ''امام محی الدین نووی باقی رہ گئے ہیں''۔

لہٰذا سلطان نے ان کو بلوا کر کہا:

''آپ بھی علمائے کرام کے اس فتویٰ پر دستخط کر دیں!''

مگر امام نووی نے دستخط کرنے سے انکار کیا۔ جب سلطان نے انکار کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا:

کلمۂ حق: ''مجھے معلوم ہے کہ تم امیر بندقدار کی غلامی میں رہے تھے اور تمہارے پاس مال و دولت نہ تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا اور تمہیں بادشاہ بنا دیا۔ میں نے سنا ہے کہ تمہارے پاس ایک ہزار غلام ہیں اور ہر غلام کے سنہری پٹکے ہیں۔ نیز تمہاری ملکیت میں دو سو لونڈیاں ہیں اور ہر لونڈی کے پاس زیورات کے صندوقچے ہیں۔ اگر تم یہ مال و دولت صرف کر لو اور

1. ایضاً کتاب مذکور ج ۷ صفحہ ۱۶۲۔
2. حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ از جلال الدین سیوطی جلد ۲ صفحہ ۶۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے غلام سنہری پٹکوں کے بجائے اونی پٹکے باندھیں اور لونڈیوں کے پاس صرف کپڑے رہ جائیں اور زیورات باقی نہ رہیں تو اُس وقت میں رعایا کا مال حاصل کرنے کا فتویٰ دوں گا''۔

سلطان ظاہر' امام نووی کی اس گفتگو سے ناراض ہوا اور کہنے لگا:

''میرے شہر سے نکل جاؤ''۔ شہر سے اس کی مراد دمشق کا شہر تھا۔ امام نووی نے جواب دیا: ''بہت بہتر'' یہ کہہ کر وہ نووی (اپنے دیہاتی وطن) چلے گئے۔ بعد میں علمائے کرام نے بادشاہ سے درخواست کی:

''یہ ہمارے بڑے عالم اور بزرگ شخصیت کے مالک ہیں بلکہ یہ ہمارے رہنما اور پیشوا ہیں۔ اس لئے آپ انہیں دمشق بلوالیں''۔

چنانچہ بادشاہ نے اُن کے واپس آنے کی اجازت دے دی مگر وہ دمشق واپس نہیں آئے اور کہنے لگے:

''جب تک ظاہر بیبرس اس ملک کے بادشاہ ہیں میں دمشق نہیں آؤں گا''۔ اس واقعہ کے ایک مہینہ کے بعد سلطان ظاہر بیبرس کا انتقال ہو گیا۔[1]

شیخ عزالدین بن عبدالسلام: مصر کے شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام بھی حق گوئی میں بڑی جرأت سے کام لیتے تھے' ان کی حق گوئی کا ایک مشہور واقعہ ہے جو اس طرح مذکور ہے:

''سلطان قطز کے قتل کے بعد جب سلطان ظاہر بیبرس نے اپنی بادشاہت کے لئے بیعت لینی چاہی اور اس کی بیعت کے تمام انتظامات تقریباً مکمل ہو گئے تھے کہ اتنے میں یہ پتہ چلا کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے (جو مصر کے شیخ الاسلام تھے) اس کی بیعت سے اس بنا پر انکار کر دیا تھا کہ سلطان بیبرس کے پاس اپنی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کا کوئی شرعی ثبوت نہ تھا۔ انہوں نے سلطان سے مخاطب ہو کر یہ کہا:

''اے رکن الدین! مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم بندقدار کے غلام ہو''۔

اس پر سلطان بیبرس نے کئی معتبر گواہ حاضر کئے جنہوں نے یہ شہادت دی کہ 'بیبرس بندقدار کی غلامی سے آزاد ہو گیا تھا''۔ لہٰذا ان گواہوں کی شہادت کے بعد شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے سلطان کے ہاتھ پر بیعت کی۔[2]

شیخ عزالدین بن عبدالسلام احکام شریعت نافذ کرانے میں کسی بڑے سے بڑے جابر حکمران کی پروانہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب انہیں معلوم ہوا کہ بعض امرائے مصر ابھی تک غلام ہیں تو انہوں نے یہ فتویٰ دیا۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ مصر کے بعض امراء ابھی تک غلام ہیں لہٰذا ان کے تمام تصرفات اور کاروبار ناجائز ہیں جب تک انہیں فروخت کر کے انہیں آزاد نہ کرایا جائے اور انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت بیت المال میں داخل کی جائے''۔

اس قسم کے اُمراء میں مصر کے نائب السلطنت کا نام بھی شامل تھا۔ وہ (اس فتوے سے) بہت مشتعل ہوا اور ہنگامہ

---

[1] ایضاً ج ۲ ص ۱۷۔

[2] ''ممالیک سلاطین کا عہد اور ان کی علمی اور ادبی پیداوار'' (عربی) از محمود رزق سلیم ج ۳ ص ۱۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برپا کرنے لگا، مگر اس کی کوششیں (مخالفت) بے سود رہیں (مصری عوام نے شریعت کے مقابلہ میں اس کی کوئی بات نہیں مانی) آخر کار شیخ عزالدین کی تجویز مان لی گئی، اور عوام کھلم کھلا نیلام میں فروخت کی بولی لگانے لگے، چنانچہ نائب السلطنت کی قیمتِ فروخت بہت زیادہ لگائی گئی۔ پھر وہ قیمت بیت المال میں داخل کی گئی۔[1]

ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت کے مقابلے میں مسلمان عوام بڑے سے بڑے بادشاہ یا حاکم سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ انہیں شرعی احکام پر عمل کرنے کے لئے مجبور کرتے تھے۔ مصری حکام بھی عوام اور مذہبی علماء کا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ سلطان ظاہر بیبرس کا یہ حال تھا کہ اگر شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام کسی معاملے میں اس کی مخالفت کرتے تھے تو اسے ان کا حکم ماننا پڑتا تھا ....

....

.... یہی وجہ ہے کہ جب شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی وفات کی خبر اس کو موصول ہوئی تو اس نے فوراً یہ کہا:

"میری حکومت اب قائم ہوئی ہے۔ پہلے (ان کے زمانے) میں میری اپنی حکومت نہ تھی"۔

یہ چند واقعات ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں کہ سلطان ظاہر بیبرس کا روشن پہلو بھی سامنے آجائے اور اس کے رفاہ عام اور علمی ترقی کے کاموں کو مختصر طور پر بیان کر دیا جائے۔

سلطان موصوف نے صلیب پرست فرنگیوں کے مقابلے میں قیساریہ کے مقام پر فیصلہ کن فتح حاصل کی تھی۔ اس نے صلیب پرستوں کے مستحکم مرکز انطاکیہ پر بھی حملہ کیا جو تباہ و برباد ہو گیا۔

سلطان ناصر محمد بن قلادن: ممالیک بحریہ کے اہم سلاطین میں سے جنہوں نے طویل عرصے تک حکومت کی۔ سلطان ناصر محمد بن قلادن کا نام نمایاں ہے وہ بھی عوام پسند بادشاہ تھا۔ اس کا دور ہنگامہ خیز تھا۔ وہ دو مرتبہ معزول ہوا اور تین مرتبہ بادشاہ بنا۔ تاہم اس نے رفاہ عام کے ایسے کام انجام دیئے کہ وہ عوام میں مقبول ہو گیا تھا، اسی لئے مصری عوام نے اسے دوبارہ تختِ سلطنت پر بٹھایا اور جب وہ دوبارہ بادشاہ بن کر ۶۹۸ھ میں مصر آیا تو مصری عوام نے نعرہ تکبیر کے ساتھ اس کا زبردست استقبال کیا۔ اس موقع کا حال مشہور مؤرخ ابوالمحاسن ابن تغری بردی یوں بیان کرتا ہے:

"جب امراء اور عوام اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے تو اس وقت ہر شخص بے حد مسرور تھا اور قاہرہ کا کوئی شخص (سلطان کے) استقبال کرنے میں پیچھے نہیں رہا۔ عوام نے بادشاہ کے دوبارہ آنے پر جس قدر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا وہ ناقابل بیان ہے اس کی آمد پر شہر قاہرہ کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ آراستہ کیا گیا۔ اس موقع پر لوگوں نے اپنے کاروبار بند کر دیئے اور بادشاہ کے واپس آنے کی خوشی میں سجدہ شکر ادا کیا اور دعائیں مانگیں"۔[2]

سلطان ناصر اپنی قوم میں اس قدر مقبول تھا کہ قوم مختلف تقریبوں پر اسے مبارک باد پیش کر کے اپنی محبت کا اظہار کرتی تھی۔ ایسا ایک موقع اس وقت آیا جب کہ سلطان ناصر ایک جنگی معرکہ سے فتح یاب ہو کر مصر واپس آیا تو مصری عوام

---

[1] طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ۵ ص ۱۸۴۔۱۸۵۔ المطبع الحسینیہ مصر۔

[2] النجوم الزاہرہ ج ۸ ص ۱۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثرت کے ساتھ بادشاہ کے پاس پہنچے اور انہوں نے اسے شاندار فتح ونصرت پر مبارکباد پیش کی اور اس کے بخیر وعافیت واپس آنے پر اظہارِ مسرت کیا۔[1]

ایک دوسرے موقع پر جب عوام کو پتہ چلا کہ چند مصری امراء سلطان کے مخالف ہو گئے ہیں اور اس کو قتل کرنے کی سازش کر رہے ہیں تو سب لوگ سلطان کے آستانے پر جمع ہو گئے اس وقت انہوں نے ان امراء کے خلاف ناراضگی کا اظہار کیا۔ وہ چلا کر کہہ رہے تھے:

> ''اے ناصر! اے منصور! اللہ غداروں کو تباہ کرے گا۔ اللہ اُس کو غارت کرے گا جو ناصر بن قلاون کے ساتھ غداری کرے گا''۔

جب ان امرا کو معلوم ہوا کہ عوام سلطان کے زبردست حامی ہیں تو انہوں نے عوام کی رضامندی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اسی وقت وہ سلطان ناصر کے پاس گئے اور زمین بوسی کے بعد (اظہار اطاعت اور وفاداری کے لئے) اس کی دست بوسی کی۔[2]

سلطان ناصر نے بھی رفاہ عام کے بے شمار کام انجام دیئے اور مساجد' مدارس' خانقاہوں اور مقابر کی تعمیر کرا کے فن تعمیر کے نادر نمونے پیش کئے' جو اس کی زندہ جاوید یادگاریں ہیں۔ اس کے عہد میں سیاسی کشمکشوں' جوڑ توڑ اور سیاسی سازشوں اور رقابتوں کے باوجود علوم وفنون کی بہت ترقی ہوئی اور مشہور علماء وفضلاء کا چشمۂ فیض تعلیمی درگاہوں کی صورت میں مصر وشام میں جاری رہا۔

مصر کی سیاسی تاریخ: ممالیک سلاطین کے اس روشن پہلو کے باوجود جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے' ان سلاطین کی سیاسی تاریخ' اندرونی خانہ جنگیوں' امراء کے جوڑ توڑ اور ان کی سازشوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہمیں ان واقعات کا ترجمہ کرتے وقت دلی کوفت اور ذہنی پریشانی ہوتی تھی۔ نیز ہم بار بار افسوس کرتے تھے کہ مؤرخ اعظم ابن خلدون نے اپنے مقدمۂ تاریخ میں جو اصول وضع کئے تھے' اس پر خود عمل نہیں کیا۔ کیونکہ بالعموم اس نے مسلمان سلاطین کی تاریخ تحریر کرتے وقت ان کی خانہ جنگیوں اور ان کے امراء کی سازشوں کا تاریک پہلو ہی ظاہر کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسلامی تاریخ کا طالب علم ان حالات کو پڑھ کر اپنے سلاطین اور اسلاف سے بدظن ہو جاتا ہے' حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ غیر مسلم سلاطین روم ویونان اور یورپ کی تاریخوں میں بھی جہاں شخصی حکومتیں قائم تھیں' اسی قسم کے واقعات ملتے ہیں ان کے ہاں بھی درباری سازشوں اور خانہ جنگیوں کے واقعات بکثرت مذکور ہیں۔

قدیم زمانے میں تاریخ کا مفہوم صرف یہی ہوتا تھا کہ سلاطین کے سیاسی حالات اور ان کی جنگوں کے واقعات بیان کئے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم تاریخیں جن میں اسلامی تاریخیں بھی شامل ہیں' سلاطین کے تعمیری اور رفاہ عام کے کاموں سے خالی ہوتی ہیں نیز ان میں عوام کے سماجی' تعلیمی اور اقتصادی حالات کا تذکرہ بھی نہیں ہوتا ہے۔

تاریخ ابن خلدون: ابن خلدون غالباً اپنے دور کا پہلا مؤرخ ہے جس نے تمام تاریخوں کے ان نقائص کو محسوس کیا اور

---

1. النجوم الزاہرہ ج۸ ص ۱۶۸
2. النجوم الزاہرہ ج۸ ص ۱۷۱۔۱۷۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا ذکر اپنے مقدمہ تاریخ میں کیا ہے' مگر اپنے دور کے ہنگامہ خیز حالات' سیاسی مصروفیات اور سرکاری مشاغل کی وجہ سے وہ خود اپنی تاریخ میں ان اصولوں پر عمل نہیں کر سکا جو خود اس نے اپنے مقدمہ تاریخ میں وضع کئے تھے بلکہ اس کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ نہایت عجلت اور بے سروسامانی کی حالت میں تحریر کی ہے جس کی طرف وہ کہیں کہیں اشارے بھی کرتا ہے۔ مثلاً اس جلد میں وہ یہ تحریر کرتا ہے کہ جب وہ مصر منتقل ہوا تو اس نے اپنے اہل وعیال کو افریقہ سے بلوایا' وہ بحری راستے سے سوار ہوئے تھے اور بدقسمتی سے وہ شاہی جہاز جس میں شاہ مصر کے لئے تحائف بھی تھے غرق ہو گیا اور اس کے اہل وعیال بھی ہلاک ہو گئے۔

ابن خلدون کی مجبوریاں: یہ ایسا المناک واقعہ تھا جس نے اس کے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا۔ اس کے علاوہ افریقہ اور مصر میں درباری امراء کی سازشوں کی وجہ سے اسے مختلف ممالک میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگنا پڑا اور آخر میں امیر تیمور جس کا تذکرہ اس نے اسی جلدی میں کیا ہے' اسے گرفتار کر کے اپنے ملک لے گیا۔ جہاں وہ کافی عرصے تک حبس بے جا میں رہا۔

ترجمہ کی مشکلات: بس یہی وجہ ہے کہ اس کی تاریخ میں متعلقہ سلاطین کے حالات مختصر ہیں اور مختلف شاہی خاندانوں کی ترتیب کی وجہ سے تاریخی حالات بالعموم مکرر تحریر ہو گئے ہیں۔ اس تکرار کو دور کرنے کے لئے وہ جا بجا اختصار سے کام لیتا ہے اور اس اختصار کی وجہ سے عبارت مبہم اور غیر واضح ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے مترجم کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عجلت نگاری کی وجہ سے کہیں کہیں سنین اور نام بھی غلط لکھے گئے ہیں اور جا بجا خالی جگہ (بیاض) ہے اس وجہ سے آگے پیچھے کی عبارتوں کا مطلب خبط ہو جاتا ہے۔ ہم اس معاملے میں اسے اپنی پُر آشوب زندگی کے حالات کی وجہ سے معذور سمجھتے ہیں۔ تاہم یہ بعد کے علماء کا فرض تھا کہ وہ اس کی تاریخ کے نسخوں کی نقل کراتے وقت اس کی مناسب تصحیح کراتے یا موجودہ دور میں جب کہ یورپ اور عرب ممالک میں نسخوں کی تحقیق وتصحیح کا کام مغربی اصولوں کے مطابق ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس تاریخ کی تصحیح محقق علماء سے کراتے مگر ایسا نہیں ہوا جیسا کہ ہم بولاق اور بیروت کے ایڈیشنوں کا حال بیان کر چکے ہیں۔ ان مطابع کے محققین نے نام اور سنین کی وہ معمولی اغلاط بھی درست نہیں کی ہیں جو سیاق و اسباق کے مطالعہ سے بہ آسانی درست ہو سکتی تھیں جیسا کہ ہم نے ترجمہ کرتے وقت درست کی ہیں۔

علمی دَور: ممالیک مصر کا عہد افسوسناک خانہ جنگیوں بغاوتوں' جوڑ توڑ اور سیاسی سازشوں کے باوجود مسلمانوں کا شاندار علمی دور ہے۔ کیونکہ یہی متحدہ سلطنت مصر وشام مسلمان اہل علم وفضل کی پناہ گاہ تھی۔ کیونکہ ایران وخراسان اور ترکستان کے مشرقی ممالک' تاتاری حملوں اور یلغار کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے تھے اور وہاں کے دار العلوم' علمی مدارس' کتب خانے مساجد اور خانقاہیں بھی نیست و نابود ہو گئی تھیں۔ نیز بغداد' عراق عرب اور الجزیرہ و دیار بکر کے علاقے بھی تباہ ہو گئے تھے اور اب صرف شام اور مصر کے علاقے ہی ایسے تھے جہاں ان مذکورہ ممالک کے علماء کو پناہ ملی اور وہ فراغت کے ساتھ تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے۔ یہاں بے شمار تعلیمی مدارس' مساجد' خانقاہیں اور کتب خانے قائم ہو گئے تھے۔

چونکہ مصر وشام کی اس متحدہ سلطنت نے صلیب پرستوں کا خاتمہ کر دیا تھا اور تاتاریوں کے حملے کا مقابلہ نہایت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرأت و ہمت کے ساتھ کر رہی تھی۔ اس لئے اس سلطنت میں بڑی حد تک امن و امان رہا اور اہل علم وفضل ان سلاطین کی قدردانی اور سہولتوں کی بدولت تعلیم و تدریس میں مشغول رہے اور اس کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں بھی انہوں نے مختلف علوم وفنون کی معیاری کتب تحریر کیں جو نہ صرف مدارس میں نصابی کتب کا کام دیتی تھیں بلکہ علمی طبقے میں بھی بہت مقبول ہوئیں۔ اس وقت فتنہ تاتار کے بعد مسلمانوں کا جو علمی خزانہ باقی رہ گیا تھا' انہیں اس دور کے علماء وفضلاء نے سمیٹا اور مختلف علوم و معارف پر جامع کتب' موجودہ انسائیکلوپیڈیا قسم کی کتابوں کی طرز پر لکھتے رہے۔ چنانچہ آج کل جو مشہور و مستند ضخیم عربی کتب نظر آتی ہیں وہ سب اسی دور کی پیداوار ہیں۔ ہم نے اس دور کے تعلیمی مدارس' خانقاہوں' محدثین اور دیگر علماء وفضلاء کے بارے میں مختصر حالات ایک الگ مستقل مضمون میں تحریر کئے ہیں' جو اس تاریخ کے لئے ضمیمہ اور تکملہ کا کام دے سکتا ہے۔

ہمارا ترجمہ: ہمارا یہ ترجمہ بھی جلد ہشتم کے ترجمہ کی طرح ہے۔ اس حصہ کا ترجمہ کرتے وقت بھی اصل کتاب کے بولاق اور بیروت ایڈیشن سے مدد لی گئی ہے اور ہمیں وہی دقتیں درپیش آئیں جو جلد ہشتم کا ترجمہ کرتے وقت پیش آئی تھیں۔ اس دور کے تاریخی حالات میں بھی جابجا خالی جگہ (بیاض) موجود ہے اور بیروت کے بہتر ایڈیشن کے منتظمین نے بھی اصل کی تصحیح کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ یہاں تک کہ سنین کی ان واضح اغلاط کو بھی درست نہیں کیا ہے جو اصل کتاب کے سیاق و سباق کے مطالعہ سے بہ آسانی درست کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ ہم نے سیاق و سباق کا مطالعہ کرنے کے بعد یا دیگر مقامات میں ان کے تذکرہ سے مقابلہ کر کے ان اغلاط کو درست کیا ہے نیز ہم نے مقدور بھر یہ کوشش کی ہے کہ دیگر کتب تاریخ کی مدد سے خالی جگہ (بیاض) اور دیگر اغلاط کو درست کیا جائے۔

تبویب و ترتیب: اصل کتاب میں صرف چند طویل عنوانات تھے' نہ اس میں پیراگراف تھے اور نہ ذیلی عنوانات اور نہ جداگانہ ابواب مقرر کئے گئے تھے۔ اس لئے ہم نے افادۂ عوام کے لئے ہر نئے مضمون کے لئے جداگانہ پیراگراف متعین کئے ہیں اور پھر ان کے لئے ذیلی عنوانات قائم کئے ہیں اور انہیں تاریخ کے اہم واقعات کے بڑے عنوانات کے ماتحت رکھا ہے تا کہ عام قارئین کرام اور بالخصوص تاریخ اسلام کے طلبہ کو تاریخی مواد تلاش کرنے اور واقعات کا خلاصہ معلوم کرنے میں سہولت ہو۔

ہم نے کتاب کی ابتداء میں سب چھوٹے بڑے عنوانات کی ایک مکمل اور جامع فہرست اس طرح مرتب کی ہے کہ پڑھنے والے کے ذہن میں بیک نظر تاریخی واقعات کا تسلسل قائم رہے۔

کراچی۔ ۱۴/اگست ۱۹۷۴ء

رشید احمد ارشد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: اوّل

مصر و شام میں ترکی ممالیک کی سلطنت

کتاب کے آغاز میں ہم ترکوں کا نسب نامہ بیان کر چکے ہیں۔ پھر ہم نے سلجوقی اقوام کا حال بیان کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ تمام دنیا کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں القصہ عرب ماہرین انساب یہ کہتے ہیں کہ وہ عامور بن مسویل بن یافث کی اولاد سے ہیں (ان کے برخلاف) رومی ماہرین انساب کی رائے یہ ہے کہ وہ طیراش بن یافث کی اولاد سے ہیں اور تورات میں بھی یہی مذکور ہے۔ بظاہر عرب ماہرین انساب کی رائے غلط معلوم ہوتی ہے' کیونکہ عامور' کومر کا معرب ہے۔ کیونکہ اس کا کاف کا حرف معرب بناتے وقت غین میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اکثر اسے بھی عین مہملہ (بلا نقطہ) میں بدل دیا جاتا ہے یا وہ حرف اپنی اصلی حالت پر برقرار رہتا ہے۔ سویل کا اضافہ بھی غلط ہے۔

رومی عالموں نے ترکوں کو طیراش کی طرف جو منسوب کیا ہے تو یہ اسرائیلی روایت کے مطابق ہے۔ البتہ تورات کی روایت کے مخالف ہونے کی وجہ سے یہ رائے ضعیف ہے۔

ترک قبائل و اقوام: ترکوں کے قبائل اور قومیں بہت سے ہیں ہم نے کتاب کے شروع میں ان کا شمار کیا ہے (ان سے قابل ذکر) تفرغر ہے جو تاتار اور خطا کی قومیں ہیں۔ وہ طغماج کی سرزمین میں آباد تھے۔ یہ ترکستان اور کاشغر کا علاقہ کہلایا جبکہ ان ترکوں کے بادشاہ مسلمان ہوئے تھے۔

ترکوں کی ایک شاخ خزلخیہ اور غز بھی ہے۔ سلجوقیہ بھی اسی قوم سے تھے۔ ایک شاخ ہیاطلہ کی ہے' خلجی قوم انہی کی شاخ ہے اور سمرقند کے قریب صغد کے علاقے میں یہ لوگ رہتے تھے اور یہ لوگ صغدی بھی کہلاتے تھے۔

انہی ترک اقوام میں غوری' خزر اور قفچاق کی قومیں ہیں' انہیں خفشاخ و یمک والمعلان بھی کہا جاتا ہے۔ افلان' شرکس اور ارکش بھی انہیں کہا جاتا ہے۔

کتاب زجار کے مؤلف نے ان کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے یہ تحریر کیا ہے کہ ترکوں کی تمام اقوام (ترکستان) کے ماوراء النہر کے علاقے سے لے کر بحر ظلمات تک پھیلی ہوئی تھیں (ان کے مختلف قبائل کے نام یہ ہیں) عسیہ' تفرغریہ' خرخیریہ' کیماکیہ' خزلخیہ' خزر' حلسان' ترکش' ارکش' خفشاخ' خلج' غزیہ' بلغار' نخاکت' یمناک' برطاس' سنجرت' خرجان' انکر۔

دوسرے مقام پر یہ مذکور ہے کہ انکر ترک قوم ہے اور وہ رومی علاقے وینس میں رہتی تھی۔

ترکوں کا وطن: ترک دنیا کے شمالی حصہ کے نصف مشرقی حصے کے مالک تھے وہ ہند و عراق کے اگلے علاقوں میں تین اقالیم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آباد تھے یعنی وہ اقلیم پنجم‘ ششم اور ہفتم میں رہتے تھے (ان کے برخلاف) عرب اقوام کرۂ ارض کے جنوبی حصے میں آباد تھے‘ اور وہ جزیرہ عرب اور اس کے متعلق علاقوں یعنی شام و عراق میں آباد تھے۔

عربوں کی طرح ترک قوم بھی خانہ بدوش‘ جنگ جو اور لوٹ مار کرنے والی قوم تھی۔ ان کا ذریعہ معاش لوٹ مار تھا۔ البتہ ان کی قلیل تعداد کا یہ پیشہ نہ تھا۔

اسلامی دَور میں ترک: جب مسلمانوں نے مختلف ممالک فتح کئے تو اموی سلطنت کے عہد میں وہ بہت زیادہ فوجی حملوں کے بعد مغلوب اور مطیع ہوئے تھے اور عباسی دور کے ابتدائی زمانے میں بھی یہی سلسلہ جاری رہا۔ (ترکوں کے ساتھ ان جنگوں میں) عربوں کو ایسے (ترک) جنگی قید بہت ملے اور انہوں نے ان جنگی قیدیوں کو مختلف صنعت و حرفت کے پیشوں میں مشغول رکھا۔ مسلمانوں نے مذہبی جنگوں میں ایران‘ روم اور دیگر اقوام کی عورتوں کو لونڈی بنا کر نسل کشی کا کام لیا تھا۔ یہی طریقہ انہوں نے ترک خواتین کو لونڈی بنا کر جاری رکھا۔

(آغازِ اسلام میں) عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے فوجی کاموں اور فتوحات میں ان غلاموں سے مدد نہیں لیتے تھے۔ ان میں سے جو مسلمان ہو جاتے تھے‘ انہیں یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اپنی مرضی اور رجحان کے مطابق جو چاہے ذریعۂ معاش اختیار کرے۔ کیونکہ اُس زمانے میں عربوں میں قومیت کا جذبہ مستحکم تھا اور وہ اپنے سلطنت کے کاموں میں متحد تھے‘ اور وہ اپنا اقتدار اور برتری قائم رکھنے کے لئے متحد و متفق ہو جاتے تھے۔

ترک غلاموں کا عروج: تاہم جوں جوں شخصی اور شاہی اقتدار کا جذبہ بڑھتا گیا اور استبداد اور مطلق العنانی کے رجحانات قوی ہوتے گئے‘ اسی قدر بادشاہوں کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ اپنے حریفوں اور مخالفوں کے مقابلے میں اپنی شان و شوکت اور شاہی رعب و دبدبہ قائم کریں تاکہ مخالفوں کو ان کا مقابلہ کرنے کی جرأت اور ہمت نہ ہو لہٰذا اس مقصد کے لئے مہدی اور ہارون الرشید کے عہد میں ترک‘ روم اور بربر اقوام کے موالی پر مشتمل ایک معتبر فوج تیار کی گئی‘ جنہیں عیدین‘ شاہی تقریبات اور اہم جنگوں میں شان و شوکت بڑھانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا‘ اور ان سے بادشاہ کی حفاظت کے لئے باڈی گارڈ کے دستے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ زمانۂ امن میں ان سے زیب و زینت بڑھانے اور بادشاہ کے مخصوص وفاداروں کی تعداد بڑھانے کا کام بھی لیا جاتا تھا (ان کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تھی کہ) خلیفہ معتصم نے سامرا کا شہر تعمیر کرایا۔ کیونکہ ان کی سواریوں کے تصادم سے (بغداد کی) رعایا کو بہت تکلیف پہنچی تھی۔ اس لئے انہیں تکلیف سے بچانے کے لئے ان کے لئے الگ یہ شہر بسایا گیا (بغداد میں) ان کی آمد و رفت سے لڑائی جھگڑا برپا ہوتا تھا اور ان کی بھیڑ سے راہ گیروں کے لئے گلیاں اور سڑکیں تنگ ہو جاتی تھیں۔

ترک غلاموں کی تعلیم و تربیت: (موالی کے اُن خاص دستوں پر) ترکوں کا نام غالب تھا کیونکہ (دیگر اقوام کے موالی) ان کے تابع ہوتے تھے اور انہی میں شامل سمجھے جاتے تھے‘ اس زمانے میں مسلمانوں کی جنگیں دور دراز کے علاقوں میں ہو رہی تھیں اور ترکوں سے بھی ان کی جنگیں لگاتار ہو رہی تھیں اور بالعموم انہیں فتح حاصل ہوتی تھی‘ اس لئے ہر طرف سے ان کے جنگی قیدیوں کی بے شمار تعداد موصول ہونے لگی۔ لہٰذا ایسی صورت میں مسلمان خلفاء اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان غلاموں کی فوج میں مخصوص جانثاروں کی فوج کا انتخاب کرتے تھے اور منتخب افراد کو سپہ سالار اور افسروں کے عہدے پر ترقی دی جاتی تھی۔ وہ اس انتخاب میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے اور جنگی قیدیوں میں سے خوبصورت غلام اور لونڈی کا انتخاب کرتے تھے۔ ایسے چیدہ چیدہ غلاموں کو شاہی محلوں کا داروغہ یا اپنے دفاتر کا افسر مقرر کرتے تھے۔ انہیں شریعت اسلامی کے احکام وقوانین اور ملک و سیاست کے آداب سکھائے جاتے تھے۔ انہیں تیراندازی' شمشیرزنی' نیزہ بازی' شہسواری اور دیگر فنونِ حرب کی تعلیم دی جاتی تھی۔ نیز انہیں ہتھیاروں کے استعمال اور سیاسی چالوں سے بھی آگاہ کیا جاتا تھا۔

اعلیٰ مناصب پر ترقی: جب ان کی تعلیم وتربیت مکمل ہو جاتی تھی اور یہ غلام مہذب اور شائستہ بن جاتے تھے تو انہیں خواص افراد میں شامل کیا جاتا تھا اور شاہی دربار میں انہیں مناسب مناصب ومراتب پر سرفراز کیا جاتا تھا' انہیں نہ صرف شاہی تقریبات اور شاہی جلوسوں کے موقع پر اعلیٰ مراتب پر سرفراز کیا جاتا تھا بلکہ اہم حادثات اور بغاوتوں کے موقع پر بھی انہیں ان کے انسداد کے لئے بھیجا جاتا تھا اور سابقہ عنایات ونوازش کے ساتھ ساتھ انہیں سرحدوں کی حفاظت کے لئے بھی مقرر کیا جاتا تھا اور جنگ کے موقع پر فوجوں کی قیادت بھی انہیں تفویض کی جاتی تھی۔

ترکوں کی خودمختاری: یوں خلفاء (ترک) غلاموں کے ساتھ اس قسم کی عنایت ونوازش کرتے رہے۔ کیونکہ ان کا شاہی تخت ان کے ستونوں سے مستحکم ہو رہا تھا اور ان کی خلافت ان کے تعاون سے قائم ہو رہی تھی لہٰذا یہ سلطنت وخلافت کا لازمی حصہ بن گئے۔ پھر جنگوں میں حصہ لینے کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھ گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ (ترک غلام) بھی خودمختار ہو کر سلطنت پر چھا گئے تا آنکہ (ایک وقت ایسا آیا کہ) انہوں نے خلفاء کو سلطنت سے اتار کر خود سلطنت پر قبضہ کرلیا اور ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بن بیٹھے۔ اب سلطنت کی باگ دوڑ ان کے ہاتھ میں تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنے ناموں کے ساتھ ''سلطان'' کے لقب کا اضافہ کرلیا۔

ترک سلطنتیں: (ترک غلاموں کی خودمختاری کا) آغاز متوکل کے واقعہ (قتل) سے ہوا' اس کے بعد موالی سلطنت اور سلاطین وخلفاء پر غالب آتے رہے چنانچہ ان کے سلف نے خلف (بعد میں آنے والوں) کو (خودمختاری کا) راستہ دکھا دیا اور انہوں نے اپنے پیشرووں کی پیروی کی۔ یوں مسلمانوں کی متعدد (چھوٹی) سلطنتیں قائم ہونے لگیں' جن کی بنیاد قومیت اور اعلیٰ نسب پر تھی۔ جیسے ماوراء النہر (ترکستان) کی سامانی حکومت قائم ہوئی اور ان کے بعد سبکتگین کے خاندان کی حکومت آئی اسی طرح مصر میں خاندانِ طولون اور خاندانِ طغج کی سلطنتیں قائم ہوئیں۔ اور سلجوقی سلطنت قائم ہونے کے بعد ماوراء النہر میں خوارزم شاہی سلطنت قائم ہوئی اور دمشق میں طغرتکین کی سلطنت اور ماردین میں بنوارتق کی سلطنت۔ موصل وشام میں زنگی سلطنت قائم ہوئی۔ ان کے علاوہ دیگر سلطنتیں بھی قائم ہوئیں جن کا حال ہم بیان کر چکے ہیں۔

اسلامی سلطنتوں کا زوال: یہ سلطنتیں عیش وعشرت سے مستغرق ہوگئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کمزور ہوتی گئیں اور آخر کار ملحد تاتاریوں کے ہاتھوں ان کا خاتمہ ہو گیا جنہوں نے خلافت کا خاتمہ کر دیا اور ملک کی شان وشوکت ختم کردی چونکہ ان ممالک کے باشندے عیش وعشرت میں غرق ہو گئے تھے اس لئے ان کی ہمتیں پست ہوتی گئیں اور وہ اپنے وطن کی حفاظت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے قابل نہیں رہے۔ ان میں بہادری اور مردانگی کے جوہر باقی نہیں رہے تھے اس لئے مسلمانوں کی بجائے کفار (تاتاری) ان پر مسلط ہو گئے تھے۔

خاندان غلاماں کا آغاز: ان ہولناک حادثات کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ مہربانی کی کہ اس نے ایمان کی اس رمق (مسلمانوں کی بکھری ہوئی طاقت کو) اس صورت میں باقی رکھا کہ اس نے مسلمانوں کی شیرازہ بندی' ان کے نظام کی حمایت اور ان کی سرحدوں کی حفاظت کی یہ صورت نکالی کہ اس نے ترک قوم اور ترکی قبائل میں سے ایسے بہادر حکمران مصر میں پیدا کر دیئے جو دارالحرب سے دارالاسلام میں غلاموں کی صورت میں لائے جاتے تھے' جن کے اندر اللہ تعالیٰ کی لطف وعنایت پوشیدہ ہوتی تھی اور ایمانی قوت برقرار تھی۔ ان غلاموں کے بدویانہ اخلاق کمینگی سے خالی ہوتے تھے اور وہ تہذیب وتمدن کی عیاشی اور کدورتوں سے پاک وصاف ہوتے تھے۔

غلاموں کی تربیت: بردہ فروش سوداگران غلاموں کو مصر لاکر مصری حکام کو پیش کرتے تھے وہ انہیں گراں قیمت پر اس لئے نہیں خریدتے تھے کہ انہیں محض غلام بنا کر رکھا جائے' بلکہ وہ انہیں اپنی طاقت اور شان وشوکت بڑھانے کے لئے خریدتے تھے۔ وہ قومی غیرت سے متاثر ہو کر ایسے غلاموں کا انتخاب کرتے تھے۔ جن میں ان کی قومی جرأت اور بہادری کے آثار نظر آتے تھے۔ پھر وہ ان غلاموں کی شاہی محلوں میں اس طرح پرورش کرتے تھے کہ وہ مخلص افراد بن کر نکلیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے انتہائی کوشش صرف ہوتی تھی' انہیں قرآنی تعلیم سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ جب وہ جوان ہوتے تھے تو انہیں تیر اندازی' شہسواری' نیزہ بازی' شمشیر زنی اور دیگر فنون سپہ گری سکھائے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ مضبوط اور طاقتور انسان بن جاتے تھے' اور وہ اپنے آقاؤں کی مدافعت کرنے اور اپنی جاں نثاری کے جوہر دکھانے کے قابل ہو جاتے تھے۔

مناصب پر ترقی: جب (یہ غلام) اس مقام پر پہنچ جاتے تھے تو سلاطین ان کی تنخواہیں دوگنی کر دیتے تھے اور انہیں بکثرت جاگیریں دیتے تھے اور ان کے لئے لازمی قرار دیتے تھے کہ وہ ہتھیاروں کا اچھی طرح سے استعمال کریں (جنگی مقاصد کے لئے) گھوڑوں کے اصطبل قائم کریں اور اس مقصد کے لئے انہیں اپنے ہم جنسوں کو بکثرت اپنے ساتھ رکھیں۔ چنانچہ اکثر شاہی علاقے ان سے آباد رہتے تھے اور انہیں سلطنت کے اعلیٰ مناصب پر ترقی دی جاتی تھی۔ چنانچہ آگے چل کر وہ تخت نشینی کے امیدوار بنتے تھے اور اللہ کی مہربانی سے مسلمانوں کے امور سلطنت کو (خوش اسلوبی کے ساتھ) سرانجام دیتے تھے۔ چنانچہ ان غلاموں کے ایک خاندان کے بعد دوسرا خاندان اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل آتی رہی اور ان کی بدولت مسلمانوں کو عروج اور خوش حالی حاصل ہوتی رہی۔

تقرر کا آغاز: اس قسم کے غلاموں کی پرورش اور ترقی کا آغاز سلطان صلاح الدین یوسف سلطان مصر وشام اور اس کے بھائی ملک عادل ابوبکر کے دور میں ہوا۔ پھر ان کی اولاد کے زمانے میں اس سلسلہ میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کے آخری بادشاہ ملک صالح نجم الدین ایوب کے عہد میں (غلاموں کی پرورش وترقی کا) یہ سلسلہ اپنی انتہائی درجے تک پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ اس کی اکثر فوج انہیں غلاموں پر مشتمل تھی۔

غلاموں کی کثرت: جب اس کا (صالح ایوب) کا خاندان منتشر ہو گیا اور اس کے مددگاروں نے اس کے ساتھ غداری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اور اس کے ساتھیوں اور فوج نے اس کا ساتھ نہیں دیا تو اس نے انہیں غلاموں کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس نے (بردہ فروش) تاجروں سے دوگنی قیمت پر انہیں خریدا۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں ترکی غلاموں کی کثرت ہوگئی تھی' کیونکہ تاتاریوں نے شمالی حصے کے مغربی علاقوں کو (جو ترکوں کا وطن تھا) روند ڈالا تھا اور یہاں کے ترک قبائل یعنی قفچاق' روس' علان' مولات اور چرکسی قبائل کو تباہ کر رکھا تھا اس زمانے میں شمال میں تاتاریوں کا بادشاہ دوشی خان بن چنگیز خان تھا۔ اس نے ان ترک قبائل کو یا تو قتل کر دیا تھا یا جنگی اسیر بنا لیا تھا۔ اس لئے مصر کے علاقے میں (خریداری کے لئے) بہت سے غلام پہنچ گئے تھے اور غلام سوداگروں کے لئے سب سے زیادہ نفیس اور قیمتی سامان بن گئے تھے۔

قفچاق کے قبائل: (ان ترک ممالیک سلاطین مصر کا بانی بیبرس بندقداری ہے' وہ قبائل قفچاق پر تاتاریوں کے حملے کی وجوہات اس طرح بیان کرتا ہے:)

''قفچاق کے گیارہ مندرجہ ذیل قبائل ہیں۔ (۱) طغصبا (۲) ستا (۳) برج اغلا (۴) البولی (۵) قنصر اعلی (۶) ادعلی (۷) دورت (۸) قلابا اعلی (۹) اجرشان (۱۰) قدرکا برکلی (۱۱) کنن''۔

(مؤرخ ابن خلدون کہتا ہے کہ):

''ان گیارہ قبائل میں ان دس قدیم قبائل کا تذکرہ نہیں ہے جن کا ماہرین انساب شمار کرتے ہیں اور جن کا پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں۔ غالباً یہ صرف قفچاق کی شاخیں ہیں جو شمالی علاقے کی مغربی سمت میں مقیم تھے کیونکہ بیبرس کے اندازِ کلام سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسی علاقے کے ترکوں کا ذکر کر رہا ہے۔ خوارزم اور ماوراء النہر کے علاقے کا تذکرہ نہیں کر رہا ہے''۔

دو قبیلوں کی لڑائی: آگے چل کر بیبرس کہتا ہے: ''جب تاتاری ۶۲۶ھ میں ان کے ملک پر غالب آ گئے تو اس وقت چنگیز خان کا لڑکا دوشی خان بادشاہ تھا۔ اسی زمانے میں اتفاق سے یہ واقعہ ہوا کہ قبیلۂ دورت کا ایک شخص منقوش بن کتمر شکار کے لئے نکلا۔ اس وقت اس کی مڈبھیڑ طغصبا کے ایک شخص سے ہوئی جس کا نام آقا کبک تھا۔ ان دونوں اشخاص کے قبیلوں میں سخت دشمنی تھی اس لئے منقوش بن کتمر کو آقا کبک نے قتل کر دیا۔

قتل کا انکشاف: جب مقتول کے اہل و عیال کو دیر تک اس کی خبر نہیں ملی تو انہوں نے اس کا حال معلوم کرنے کے لئے ایک شخص کو جس کا نام جلنقر تھا' بھیجا جب وہ اس کا حال معلوم کر کے آیا تو اس نے بتایا کہ وہ قتل ہو گیا ہے۔ اُس نے اس کے قاتل کا نام بھی بتایا۔ چنانچہ اس کا قبیلہ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گیا' اور دونوں قبیلوں میں جنگ ہونے لگی۔ آخر کار طغصبا کے قبیلہ کو شکست ہوئی اور قاتل آقا کبک بھاگ نکلا اور اس کی جماعت منتشر ہو گئی۔

شاہ تاتار سے فریاد: اس نے اپنے بھائی اقصر کو تاتاریوں کے بادشاہ دوشی کے پاس بھیجا' اس نے جا کر قفچاق کے قبیلۂ دورت کی شکایت کی اور کتمر اور اس کی قوم نے اس کے بھائی (مقتول) کے ساتھ جو مظالم کئے تھے اس کا حال بیان کیا اور ان پر حملہ کرنے کا آسان طریقہ بھی بتایا۔ دوشی خان نے (اس کی شکایت سن کر) اپنا جاسوس بھیجا تاکہ وہ ان کا حال معلوم کرے اور ان کی طاقت کا اندازہ لگائے۔ چنانچہ جب وہ واپس آیا تو اس نے یہ خبر دی کہ ان پر آسانی سے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کتوں کی طرح اپنے شکار کو پکڑے ہوئے ہیں چنانچہ جب وہ انہیں بھگا دے گا تو وہ ان پر غالب آ جائے گا۔

اس خبر سے شاہ تا تار کو قفچاق کے علاقے پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی۔ اقصر نے جو فریاد کرنے کے لئے آیا تھا اُسے مزید جرأت دلائی۔ اس نے جو بات کہی تھی اس کا مفہوم یہ ہے

''ہمارے ایک ہزار سر ہیں جو صرف ایک دم کو کھینچ رہے ہیں اور آپ کا ایک سر ایک ہزار دموں کو گھسیٹ رہا ہے''۔

اس گفتگو سے بادشاہ کو مزید تقویت پہنچی اور وہ تاتاری فوجوں کو لے کر علاقہ قفچاق پر حملہ آور ہوا اور ان کا صفایا کر دیا۔ بہت سے افراد مارے گئے اور ایک بہت بڑی تعداد جنگی قیدی بنالی گئی جو مختلف ممالک میں فروخت ہونے لگے (ان کی خرید و فروخت سے) بردہ فروش مالا مال ہو گئے اور وہ ان (ترک غلاموں) کو مصر لے گئے (ان میں بیبرس بند قداری بھی شامل تھا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس غلامی) کے بدلے میں اسے ایمان کی دولت سے مالا مال کیا اور (اس ملک کی) بادشاہت اور تخت و تاج عطا کیا''۔

یہاں پر بیبرس کی گفتگو کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس واقعہ کے سیاق و سباق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دورت کا قبیلہ قفچاق سے تعلق رکھتا تھا اور طقصبا کا قبیلہ تاتاری تھا۔ (کیونکہ ہم قوم ہونے کی وجہ سے اس قبیلہ کی شکایت پر تاتاری بادشاہ حملہ آور ہوا تھا۔ اس سے ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ مذکورہ بالا قبائل کی جنگ شاخوں کا شمار کیا گیا تھا وہ ایک قوم سے نہیں ہیں۔ نیز اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ترک ممالیک (سلاطین) جو مصر میں آ کر حکمران ہوئے' ان میں سے اکثر علاقۂ قفچاق سے آئے تھے۔

اقتدار کا آغاز: یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ملک صالح نجم الدین ایوب بن کامل نے ترک ترکمان' ارمن اور چرکسی غلاموں کو (اپنی فوج) میں بکثرت شامل کر رکھا تھا' مگر چونکہ ان غلاموں میں ترک غلاموں کی تعداد زیادہ تھی اور وہ (اپنے کارناموں کی وجہ سے بھی) نمایاں تھے۔ اس لئے ان سب گروہوں پر ترک کا لفظ بالعموم غالب تھا۔ ان غلاموں کے بھی مختلف بادشاہوں سے منسوب ہونے کی وجہ سے کئی گروہ تھے' چنانچہ ایک گروہ کا نام عزیزیہ تھا یہ ملک عزیز عثمان بن صلاح الدین کی طرف منسوب تھے۔ دوسرا گروہ صالحیہ کے نام سے منسوب تھا' ان کا تعلق ملک صالح ایوب سے تھا۔ تیسرا گروہ بحریہ سے تھا' ان کا تعلق اس قلعۂ (بحر) سے تھا جو ملک صالح نے مقیاس کے بالمقابل دریائے نیل کی دونوں شاخوں کے درمیان تعمیر کرایا تھا۔ یہ لوگ اس قلعہ کی محافظ فوج میں شامل تھے اور سلطان کے محل کی خاص فوج میں شمار کیے جاتے تھے اور اس کی شان و شوکت کے اظہار کا ذریعہ تھے۔ اس کے سربراہوں میں عزالدین ایبک جاشنگیر ترکمانی' فارس الدین اقطائی' جامدار اور رکن الدین بیبرس بند اقداری تھے۔

سلطنت میں دخیل: جب (صلیبی) فرنگی ۶۴۷ھ میں دمیاط کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور ملک صالح نے منصورہ میں وفات پائی تو (ان ترک سرداروں نے) اس کی موت کی خبر کو پوشیدہ رکھا اور سلطنت کے امور ملک صالح کی بیوی اور اس کے فرزند خلیل کی والدہ شجرۃ الدر کے سپرد کر دیئے۔ اس عرصے میں انہوں نے اس کے فرزند معظم توران شاہ کو بھی بلوا بھیجا اور اس کا انتظار کرنے لگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترک جرنیلوں کی فتح: فرنگیوں نے ملک صالح کی موت کا اندازہ کر لیا تھا۔ اس لئے وہ پوشیدہ طور پر بتدریج مسلمانوں کے خیموں میں گھستے گئے اور ہراول دستے کا مقابلہ کر کے انہوں نے فخر الدین اتابک کو قتل کر دیا۔ (اس عارضی شکست کے بعد) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صبر و استقامت عطا کی اور وہ ثابت قدم رہے۔ اس دن ترک جرنیلوں نے زبردست بہادرانہ کارنامے انجام دیئے اور وہ سلطان کی بیگم شجرۃ الدر کے ساتھ (مصری) علم کے نیچے کھڑے رہے اور یہ آگاہ کرتے رہے کہ (ملکہ) بنفس نفیس وہاں موجود ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ (مسلمانوں) نے پلٹ کر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی۔

اس کے بعد معظم توران شاہ کیفا سے وہاں پہنچ گیا۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور قیادت اس کے سپرد کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حالات درست ہو گئے اور مسلمانوں نے بحری اور بری دونوں راستوں سے حملے کئے۔ آخر کار فرنگیوں کو کامل شکست ہوئی اور ان کا بادشاہ فرنسیس گرفتار ہو گیا۔

معظم کا قتل: معظم توران شاہ کو وہاں آئے ہوئے دو مہینے ہوئے تھے اور اس نے اس فتح کے بعد مصر کی طرف کوچ کیا۔ اس عرصے میں اس کے خواص ساتھیوں نے اس کے باپ کے موالی پر بہت ظلم وستم کیا اور ان کی گروہ بندی کر کے انہیں بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ اس لئے جب وہ مصر جانے کے لئے فارس کور میں مقیم تھا تو بحریہ جماعت کے افسروں نے اسے متفقہ طور پر قتل کر دیا۔

شجر الدر کی حکومت: ان کے سرکردہ یہ حضرات تھے 'ایبک' اقطائی 'بیبرس انہوں نے (شاہی تخت پر) اُم خلیل ملکہ شجرۃ الدر کو بٹھایا اور منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا' بلکہ سکہ پر بھی اس کا نام کندہ ہوا اور شاہی احکام پر اس کا طغرا ام خلیل نصب ہوتا تھا۔ اس وقت ایبک ترکمانی اس کا سپہ سالار مقرر ہوا۔

بعد ازاں (فرنگیوں کے بادشاہ) فرنسیس نے دمیاط کا علاقہ زرفدیہ کے طور پر حوالے کر کے رہائی حاصل کی اور ۶۴۸ھ میں مسلمانوں نے اس پر (دوبارہ) قبضہ کر لیا۔ جب فرنسیس (فرنگی بادشاہ) نے حلف اٹھا کر یہ وعدہ کیا کہ وہ زندگی بھر مسلمانوں کے علاقے پر حملہ نہیں کرے گا تو مسلمانوں نے اسے بحری راستے سے اس کے ملک روانہ کر دیا۔

ایوبی خاندان کا زوال: اب مصر میں ترک (ممالیک) کی مصر پر مستقل حکومت قائم ہو گئی اور ایوبی خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ جب ایوبی خاندان کے افراد کو معظم کے قتل اور ایک عورت کی تخت نشینی کی خبر ملی تو انہیں بہت رنج ہوا۔ فتح الدین عمر بن العادل کو اس کے چچا صالح ایوب نے قلعہ الکرک میں قید کر دیا تھا اور اس کا خادم بدر الدین صوابی جسے اس نے قلعہ الکرک اور شوبک کی فتح کے بعد ان دونوں علاقوں کا حاکم بنا دیا تھا۔ اس کا نگران تھا (جب اسے یہ خبر ملی) تو بدر الدین نے اسے قید خانے سے رہا کر دیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ چنانچہ اس نے اپنا لقب مغیث رکھا اور حکومت کی باگ سنبھال لی۔

جب مصر میں یہ خبر پہنچی اور (ارکانِ سلطنت) کو معلوم ہوا کہ وہاں کے لوگ عورت کو حاکم بنانے پر ناراض ہیں تو انہوں نے ام خلیل کو معزول کر دیا اور چونکہ ان کا سپہ سالار ایبک ملک صالح اور ملک عادل کا پسندیدہ شخص تھا۔ اس لئے انہوں نے متفقہ طور پر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اسے المعز کا لقب عطا کیا۔ اب وہ تن تنہا مصر کا خود مختار بادشاہ ہو گیا اس نے اپنے مولیٰ سیف الدین قطز کو اپنا نائب مقرر کیا اور ترک افسروں کو مختلف مناصب و مراتب پر مقرر کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایوبی امراء کا اجتماع: ملک صالح ایوب نے اپنی وفات سے پہلے ابن مطروح کے بجائے جمال الدین ابن یغمور کو دمشق میں اپنا نائب حاکم مقرر کیا تھا۔ وہاں ایوبی خاندان کے شہزادے (امراء) بہت موجود تھے۔ جب انہیں یہ اطلاع ملی کہ مصر میں ترک امراء خود مختار ہو گئے ہیں اور ایبک مصر کا حاکم ہو گیا ہے اور (دوسری طرف) الکرک میں مغیث کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کر لی ہے۔ ایسی حالت میں ان ایوبی امراء نے گزشتہ واقعات کی تلافی کرنے کی تدابیر پر غور وخوض کیا۔ اس زمانے میں شام میں ایوبی خاندان کے اکابر مندرجہ ذیل تھے:

(۱) ناصر یوسف بن عزیز (۲) محمد بن ظاہر غازی بن صلاح الدین حاکم حلب وحمص لہٰذا انہوں نے ناصر کو بلوا کر دمشق میں اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے آمادہ کیا کہ وہ مصر کی حکومت بھی حاصل کر لے۔

اشرف موسیٰ کی حکومت: ادھر مصر کے امراء کو بھی یہ اطلاع ملی تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ایوبی خاندان کے کسی شخص کو بادشاہ مقرر کریں تا کہ عوام ان کی مذمت نہ کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے موسیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی جس کا والد یوسف اطسز بن کامل، یمن کا حاکم تھا۔ وہ اس زمانے میں چھ سال کا بچہ تھا تاہم اس کا لقب اشرف رکھا گیا (اور اسے بادشاہ بنا دیا گیا) اور ایبک نے اس کے حق میں بادشاہت کی کرسی چھوڑ دی اور اتابک نے (نائب سلطان) کے منصب کو قبول کر لیا۔

مصر کی طرف فوج کشی: (اس تدبیر کے باوجود) ناصر نے مصر کے حملہ کے ارادہ کو برقرار رکھا۔ اس نے ایوبی خاندان کے بادشاہوں کو بلوایا چنانچہ اس کے پاس مندرجہ ذیل ایوبی حکام آئے:

(۱) موسیٰ اشرف حاکم حمص (۲) اسماعیل صالح بن عادل حاکم بعلبک (۳) معظم توران شاہ بن صلاح الدین (۴) اس کا بھائی ناصر الدین (۵) داؤد ناصر حاکم الکرک کا فرزند امجد حسن (۶) اس کا دوسرا فرزند ظاہر شادی۔

ناصر دمشق سے ۶۴۸ھ میں (مصر کی طرف) روانہ ہوا۔ اس کی اگلی فوج کا سردار اس کا نائب لولو ارمنی تھا۔

مصر وشام کا مقابلہ: جب یہ خبر مصر پہنچی تو وہاں ہلچل مچ گئی۔ اس موقع پر انہوں نے عباسی خلافت اور خلیفہ مستعصم کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا اور اشرف موسیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی تجدید کی اور اپنی فوجیں تیار کر کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ان کی اگلی فوجوں کا سپہ سالار اقطائی جامدار تھا۔ اس فوج میں تمام بحریہ جماعت شامل تھی۔ ان کے پیچھے ایبک (باقی ماندہ) فوجوں کی قیادت کر رہا تھا۔ عباسیہ کے مقام پر فریقین کا مقابلہ ہوا۔ ابتداء میں مصری فوجوں کو شکست ہوئی اور اہل شام نے ان کا تعاقب کیا مگر المعز ثابت قدم رہا اور جنگ کی چکی اس کے گرد گھومنے لگی۔

امرائے شام کا فرار: اسی عرصے میں ناصر کے بہت سے جنگی افسر (محاذ سے) بھاگ گئے۔ ان میں عزیزیہ فوج کے امراء شامل تھے جن کے نام یہ ہیں (۱) جمال الدین لایدعون (۲) شمس الدین اتسز ایلری (۳) شمس الدین اتسز حسامی۔

ناصر کو شکست: یہ لوگ لولو ارمنی کی قیادت سے ناراض ہو کر بھاگ گئے تھے اب معرکہ میں لولو تن تنہا رہ گیا۔ لہٰذا معز نے ناصر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف زبردست حملہ کیا جس میں انہیں شکست ہوئی اور ان کا لشکر منتشر ہو گیا جب لولو کو گرفتار کر کے اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور ایوبی خاندان کے امراء کو قید کر دیا۔

جب ایبک جنگ سے فارغ ہو کر جا رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ ناصر کی فوجیں عباسیہ میں موجود ہیں اور وہ یہ سمجھ رہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں کہ وہ غالب ہو رہے ہیں (تاہم وہ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا بلکہ) وہ بلبیس کی طرف مڑ گیا اور پھر وہ قلعہ چلا گیا۔
جب شام کے لشکر کو معلوم ہوا کہ انہیں شکست ہو گئی ہے تو وہ لوٹ گئے اور ناصر کے پاس دمشق آ گئے۔

گرفتاری اور قتل: جب ایبک قاہرہ پہنچا تو اس نے ایوبی خاندان کے افراد کو قلعہ میں مقید رکھا۔ پھر اس نے ان میں سے اسماعیل صالح اور اس کے وزیر ابن یغمور کو قتل کرا دیا جو اس سے پہلے وہاں مقید تھے۔

دوبارہ حملہ اور صلح: جب ناصر دمشق پہنچا تو اس نے اپنی فوجوں کی خامیوں کو دور کیا اور جلدی سے پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ ۶۵۰ھ میں غزہ کے مقام پر پہنچا' اور مصر کی فوجیں بھی اس کا مقابلہ کرنے کیلئے نکلیں۔ فریقین نے کچھ عرصے تک توقف کیا پھر خلیفہ مستعصم باللہ کا قاصد نجم الدین بادرانی پہنچ گیا اور اس نے فریقین کے درمیان اس طرح صلح کرا دی کہ بیت المقدس اور ساحل شام نابلس تک المعز کے قبضے میں رہے گا اور دریائے اردن ان دونوں سلطنتوں کے درمیان سرحد کا کام دے گا۔

جب ان شرائط پر مصالحت ہو گئی تو ہر ایک اپنے وطن چلا گیا اور المعز نے ان امرائے بنو ایوب کو چھوڑ دیا جو اس نے جنگ میں قید کر دیئے تھے۔

بالائی مصر میں بغاوت: جب ملک صالح فرنگیوں کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا تو مصر کے بالائی حصہ (صعید) میں عربوں نے بہت فساد برپا کیا۔ وہ شریف خضر الدین جعفری کی قیادت میں اکٹھے ہو گئے' جو جعفر بن ابو طالب کی اُن اولاد میں سے تھا جو مدینہ میں ان کے چچازاد بھائیوں کے غلبہ کے بعد حجاز سے گزر کر وہاں پہنچ گئے تھے۔
بالائی مصر کے تمام عرب بدوؤں نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اور کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکا تھا اس لئے ان کی بغاوت برقرار رہی۔

جب ملک صالح فوت ہو گیا اور مصر میں ترک خود مختار ہو گئے تو وہ بھی ان کی طرف متوجہ نہیں ہو سکے' کیونکہ وہ بنو ایوب کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔

بغاوت کی سرکوبی: جب المعز ایبک ناصر کے ساتھ جنگ سے فارغ ہو گیا اور اس کے ساتھ مصالحت ہو گئی تو اس نے ان (عربوں) کے مقابلہ کے لئے فارس الدین اقطائی اور عز الدین ایبک اقرم کو جو بحریہ جماعت کا سردار تھا' روانہ کیا لہٰذا وہ (فوج لے کر) وہاں پہنچے اور اخمیم کے علاقے میں ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دی۔ (ان کا سپہ سالار) شریف بچ نکلا۔ اس کے بعد گرفتار ہو کر مارا گیا۔ لہٰذا (اس بغاوت کو دور کرنے کے بعد) یہ فوجیں قاہرہ واپس آ گئیں۔

اقطائی جامدار کا قتل: اقطائی جامدار بحریہ جماعت کا امیر اور ان کی عظیم شخصیت تھا۔ اس کا لقب فارس الدین تھا اور وہ سلطنت مصر میں معز ایبک کا ہم پلہ اور اس کا نائب تھا۔ وہ بحریہ جماعت کے ساتھ بہت لطف و عنایت سے پیش آتا تھا تاکہ وہ اس سے مانوس ہو جائیں۔ چنانچہ وہ ایبک سے زیادہ اس سے محبت کرتے تھے' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بہت مقبول اور طاقتور ہو گیا۔ اس نے معز ایبک سے اسکندریہ کا علاقہ حاصل کر لیا اور اس کے بیت المال میں حسب منشاء تصرف کرنے لگا۔ اس نے فخر الدین محمد بن ناصر کو حماۃ کے حاکم مظفر کے پاس بھیجا تاکہ اپنی بیٹی کا رشتہ اس سے کر دے۔ چنانچہ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے کر دیا۔

اقطائی جامدار نے اس کے بعد داد و دہش کے لئے اپنا ہاتھ کھول دیا۔ یوں اس کے طرفداروں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ جس سے معز ایبک کو بہت خطرہ لاحق ہوا۔

آخر کار ایبک نے اقطائی جامدار کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا چنانچہ اس نے ۶۵۲ھ میں اسے اپنے محل میں مشورہ کے لئے بلوایا۔ اس سے پیشتر اس نے اس کی گزرگاہ پر ستونوں والے ہال میں اپنے تین موالی کو چھپا دیا تھا۔ ان کے نام یہ تھے ۔قطز' بہادل' سنجر۔ جب وہ ان کے پاس سے ہو کر گزرا تو انہوں نے اس پر حملہ کیا اور لپک کر تلواروں کے وار سے اسی وقت اس کو قتل کر دیا۔

بحریہ جماعت کو جب اس کی خبر ملی تو وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور قلعہ کا چکر لگایا۔ ان نے اس کا سر (قلعہ کے باہر) ان کی طرف پھینک دیا تو وہ منتشر ہو گئے۔

بحریہ کا فرار: بحریہ کی جماعت کے امراء کو خطرہ لاحق ہوا تو مندرجہ ذیل امراء اکٹھے ہوئے (۱) رکن الدین بیبرس بندقداری (۲) سیف الدین قلادن صالحی (۳) سیف الدین سنقر الاشقر (۴ بدر الدین بنسر شمسی (۵) سیف الدین بلبان رشیدی (۶) سیف الدین تنکر (۷) اس کا بھائی سیف الدین موافق۔ یہ لوگ بحریہ جماعت کے ساتھ شام چلے گئے اور جو لوگ نہیں جا سکے تھے وہ چھپ گئے تاہم ان کا مال و دولت اور ذخیرے سب ضبط کر لئے گئے اور اقطائی نے (اسکندریہ کے بیت المال سے جو لیا تھا' وہ لوٹ لیا گیا اور اسکندریہ کی سرحد کا علاقہ (جو اقطائی کو دیا گیا تھا) سلطان کی عملداری میں شامل ہو گیا۔

اب سلطان المعز ایبک مصر کے انتظام سلطنت کے لئے تنہا خود مختار حکمران ہو گیا۔ اس نے موسیٰ اشرف کو بھی معزول کیا اور اس کے نام کا خطبہ (مساجد میں) بند کرا دیا بلکہ اب اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس نے ملک صالح کی بیوی شجرۃ الدر سے بھی نکاح کر لیا جو اس سے پہلے ملکہ مصر مقرر کی گئی تھی۔ اس نے علاؤ الدین ایدغدی عزیزی اور جماعت عزیزیہ کو اپنا مددگار کیا اور علاء الدین کو دمیاط کا علاقہ جاگیر کے طور پر دیا۔

بحریہ کی جماعت دمشق میں: جب بحریہ اور اس کے امراء غزہ پہنچے تو انہوں نے ناصر سے خط و کتابت کر کے اس سے وہاں آنے کی اجازت طلب کی اور پھر اس کے پاس پہنچ گئے۔ ناصر نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ انہوں نے اس کو مصر پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا چنانچہ ناصر نے ان کی تجویز منظور کر لی اور جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ سلطان معز ایبک نے ناصر کو ان کے بارے میں تحریر کیا' مگر ناصر نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔

فریقین میں مصالحت: انہوں نے اس سے بیت المقدس اور ساحلی شہروں کا مطالبہ کیا تو ناصر نے یہ علاقے انہیں دے دیئے۔ پھر ناصر غور کی طرف روانہ ہوا اور عباسیہ کے مقام پر قیام کیا۔ وہاں پہنچ کر فریقین نے کچھ عرصے تک توقف کیا پھر انہوں نے مصالحت کر لی اور ۶۵۴ھ میں ہر ایک اپنے وطن لوٹ گیا۔

علاء الدین کی گرفتاری: اب سلطان ایبک نے خلیفہ عباسی مستعصم کے پاس اپنا قاصد بھیج کر اظہار اطاعت کیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خلیفہ سے) علم اور تقرر نامہ طلب کیا جب وہ قاصد مصر واپس آیا تو اس نے علاء الدین ایدغدی کو گرفتار کر لیا۔ کیونکہ اس کا معاملہ مشتبہ تھا۔ پھر اس نے دمیاط (جو اس نے اسے دے دیا تھا) سرکاری عملداری میں شامل کیا علاء الدین اسی حالت میں رہا' یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

عزالدین افرم کی خودمختاری: عزالدین ایبک افرم صالحی قوص واخمیم اور ان سے متعلقہ علاقوں کا حاکم تھا۔ اس کی طاقت بڑھ گئی تھی اور اس نے خودمختار ہونے کا ارادہ کیا۔ سلطان معزا سے معزول کرنا چاہتا تھا مگر ایسا نہ کر سکا۔ پھر اس نے ایک خوارزمی شخص کو اس کی امداد کے لئے بھیجا۔

اس کے بعد عزالدین صیمری نے اسے اس کے عہدے سے معزول کر دیا اور اسے مصر بلوا لیا۔ کچھ عرصے تک وہ اس کے پاس رہا پھر اس کو اقطائی کے ساتھ مصر کے بالائی حصے کی طرف (عربوں کی بغاوت دور کرنے کے لئے) بھیجا گیا۔ چنانچہ وہ شریف ابوثعلب اور عرب (کے باغیوں) کو لے کر آیا۔ اقطائی نے آ کر اپنا عہدہ سنبھال لیا مگر سلطان معز ایبک افرم کو کہا کہ وہ مصر کے بالائی حصہ کا انتظام کرنے کے لئے وہاں مقیم رہے۔ صیمری اس کی خدمت میں رہے گا۔

علانیہ بغاوت: جب افرم وہاں تھا تو اسے یہ خبر ملی کہ معز نے اقطائی پر ظلم کر کے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کی بحریہ جماعت کے ساتھی شام کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ تو (یہ خبر سن کر) وہ بہت پریشان ہوا اور کھلم کھلا باغی ہو گیا۔ اس نے شریف ابوثعلب کو بلوا کر اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور ہر سمت سے عرب بدوؤں کو اکٹھا کر کے فتنہ وفساد برپا کرنے لگا۔

شکست اور فرار: سلطان معز ایبک نے ۶۵۳ھ میں شمس الدین برلی کو فوج دے کر بھیجا جس نے ان باغیوں کو شکست دی۔ شریف کو قید کر لیا گیا اور وہ قید خانے میں بند رہا یہاں تک کہ سلطان ظاہر نے اسے قتل کرا دیا۔ مگر افرم اپنی موالی کی جماعت کے ساتھ بچ نکلا اور وہ نخلستان کی طرف بھاگ گیا۔ پھر اس نے شام جانے کا ارادہ کیا مگر وہ مصر کے بالائی حصے کی طرف قبیلۂ جزام کے بدوؤں کے ساتھ جو سویس اور کوہ طور کے علاقے سے گزر رہے تھے' مصر کے بالائی حصے کی طرف لوٹ گیا وہاں سے اس کے موالی مصر کی طرف لوٹ گئے۔

افرم کی گرفتاری: جب افرم غزہ پہنچا تو اس کی ملاقات ناصر سے ہو گئی۔ اس نے اسے دمشق آنے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ دمشق پہنچ گیا۔ ناصر نے اسے خلعت عطا کیا اور پانچ ہزار دینار دیئے۔ وہ دمشق ہی میں مقیم رہا مگر جب بحریہ کی جماعت الکرک سے مصر بھاگ گئی تو اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں ناصر اسے گرفتار نہ کر لے۔ اس لئے اس نے مصر میں اتابک قطز کو خط لکھ کر اجازت طلب کی اور اس کے پاس پہنچ گیا' شروع میں اس نے اس کا استقبال کیا مگر بعد ازاں اسے گرفتار کر کے اسکندریہ میں مقید کر دیا۔

صیمری کا فرار: افرم کے بعد صیمری مصر کے بالائی حصہ میں مقیم رہا۔ جہاں اس کی طاقت میں اضافہ ہوتا گیا' آخر کار اس نے بھی خودمختار ہونا چاہا' مگر اس میں کامیاب نہیں ہو سکا' اس لئے وہ بھی ۶۵۴ھ میں بھاگ کر ناصر کے پاس چلا گیا۔

سلطان معز ایبک کا قتل: جب سلطان معز ایبک کی سلطنت میں توسیع وترقی ہوئی اور اس کا نظم ونسق درست ہوا اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے دشمنوں کو اپنے علاقے سے نکال دیا تو اس نے ارادہ کیا کہ حاکم حماۃ منصور اور حاکم موصل لؤلؤ سے تعلقات استوار کر لے تا کہ ان دونوں علاقوں پر بھی وہ غالب آ سکے۔ لہٰذا اس نے اس مقصد کے لئے ان دونوں بادشاہوں کی بیٹیوں کا رشتہ طلب کیا۔ اس خبر سے اس کی بیوی شجرۃ الدر کے دل میں حسد اور غیرت کے جذبات پیدا ہوئے اور اس نے خواجہ سراؤں (خصیوں) کی ایک جماعت کو اس کے خلاف بھڑکا دیا' جن میں محسن الخرزی اور خصی العزیزی' جسے سنجر خادمان بھی کہتے تھے (شامل) تھے۔ چنانچہ انہوں نے محل کے ایک حمام میں رات کے وقت اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۵۵ھ کا میں رونما ہوا' جب کہ اس کی مدت حکومت تین سال تھی۔

علی جوجری کا قتل: اس کے موالی کو آدھی رات کے وقت اس کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو وہ سیف الدین قطز' سنجر غتمی اور بہادر کے ساتھ شاہی محل پہنچے۔ محل میں داخل ہوتے ہی انہوں نے علی الجوجری کو گرفتار کر کے قتل کر دیا مگر سنجر عزیزی شام کی طرف بھاگ گیا۔ انہوں نے ملکہ شجرۃ الدر کو بھی قتل کرنا چاہا تھا مگر موالی صالحیہ نے اسے بچالیا اور اسے قید کر دیا۔

علی منصور کی تخت نشینی: انہوں نے معز ایبک کے فرزند علی کو تخت نشین کیا اور اس کا لقب منصور رکھا۔ اس کا نائب (اتابک) علم الدین سنجر علی تھا' مگر سلطان معز کے موالی نے مل کر علم الدین کو معزول کر کے اسے مقید کر دیا اور اس کے بجائے اقطائی المعزی الصالحی کو جو عزیز کا مولی تھا' سلطنت کے سیاہ وسفید کا مالک بنا دیا۔ یہ (تقرر) ۶۵۶ھ میں ہوا۔

شرف الدین کا قتل: منصور کی والدہ نے اسے صاحب شرف الدین غازی کے خلاف بھڑکایا کیونکہ وہ معز کا بہت راز دان تھا۔ لہٰذا اس نے اس کو قتل کرا دیا۔

زہیر بن علی کی وفات: اسی سال زہیر بن علی المہلبی فوت ہوا جو ملک صالح کا مراسلہ نگار تھا اور الکرک کے قید خانے میں بھی اسی کے ساتھ رہا تھا اور پھر وہ اس کے ساتھ مصر چلا گیا تھا۔

بحریہ کا ناصر سے مقابلہ: یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بحریہ جماعت بھاگ کر ناصر کے پاس چلی گئی تھی اور پھر اسے لے کر مصر گئے تھے۔ اس کے بعد سلطان ایبک عباسیہ کے مقام پر پہنچا اور فریقین میں صلح ہو گئی۔ جب صلح ہو گئی تو ناصر دمشق چلا گیا اور بحریہ جماعت اپنے قلعہ کی طرف واپس چلی گئی' مگر وہ اس مصالحت سے خوش نہ تھی۔ اس لئے ناصر کا ان پر سے اعتماد جاتا رہا اور اس نے انہیں الگ کر دیا' اس لئے وہ غزہ اور نابلس چلے گئے اور حاکم الکرک کے پاس اپنی اطاعت اور وفاداری کا پیغام بھیجا (یہ خبر سن کر) ناصر نے اپنی فوجیں بھیجیں تا کہ وہ ان پر حملہ کریں۔ جب (وہ وہاں پہنچیں تو) انہوں نے ان فوجوں کو شکست دے دی ....

....

اس کے بعد ناصر بذاتِ خود فوج لے کر پہنچا تو انہوں نے اس کی فوج کو شکست دے کر بلقاء تک اس کا تعاقب کیا اور پھر وہ الکرک پہنچ گئے۔ (یہاں آ کر) انہوں نے مغیث کو مصر پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا اور اس سے امداد طلب کی۔ اس نے اپنا لشکر ان کے ساتھ روانہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحریہ کی شکست: بحریہ کے مندرجہ ذیل سردار فوج لے کر مصر پہنچے (۱) بیبرس بندقداری (۲) قلادن صالحی (۳) بلیان رشیدی۔ (ان کے مقابلہ کے لئے) امیر سیف الدین قطز مصری فوجوں کو لے کر صالحیہ کے مقام پر پہنچا اور انہیں شکست دی۔ اس میں بلغار اشرف مارا گیا اور قلادن صالحی گرفتار رہا۔ اس کے ساتھ بلیان رشیدی بھی گرفتار رہا۔

چند دنوں کے بعد قلادن رہا ہوا اور اسے استاذ الدار کی نگرانی میں چھوڑ دیا گیا مگر وہ پوشیدہ ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے مغیث کو دوبارہ (جنگ کے لئے) آمادہ کیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر ۶۵۶ھ میں مصر پہنچا اور صالحیہ میں مقیم ہوا۔ اس کے پاس عزالدین رومی۔ کافوری اور ہواشر آئے۔ یہ وہ امرائے مصر تھے جن سے وہ خط و کتابت کرتا تھا۔ اب امیر سیف الدین قطز مصری فوجوں کو لے کر مقابلہ کے لئے آیا اور فریقین میں جنگ ہوئی۔ مغیث کو شکست ہوئی اور وہ شکست خوردہ فوج کو لے کر الکرک بھاگ آیا۔

کُردوں کے ساتھ اتحاد: بحریہ جماعت غور بھاگ گئی، وہاں انہیں کردوں کے قبیلے ملے جو تاتاریوں سے ڈر کر شہر زور کے پہاڑوں سے بھاگ کر وہاں پہنچے تھے۔ یہ جماعت ان کے ساتھ مل گئی اور ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کر کے ان سے گھل مل گئے۔ ان کے اس اختلاط سے ناصر کو خطرہ لاحق ہوا۔ اس لئے اس نے دمشق سے ان پر حملہ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں۔

ناصر کی شکست: غور کے مقام پر ان کا مقابلہ ہوا تو اسکی فوجیں ہار گئیں۔ دوبارہ وہ خود جنگی تیاری کر کے وہاں پہنچا تو بحریہ جماعت نے مقابلہ سے گریز کیا اور یہ لوگ منتشر ہو گئے (یہ حالت دیکھ کر) کرد قبائل مصر روانہ ہو گئے۔ راستے میں عریش کے مقام پر ترکمان قوم نے ان کی مزاحمت کی تو وہ ان کا مقابلہ کرتے ہوئے مصر پہنچ گئے۔

بیبرس اور قلادون کا فرار: بحریہ جماعت مغیث کی فوجوں کے ساتھ الکرک پہنچ گئیں۔ اس نے ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ مگر ناصر نے دمشق سے اس کو پیغام بھیجا کہ وہ بحریہ جماعت کو اس کے سپرد کر دے۔ اس نے یہ دھمکی بھی دی کہ وہ انہیں قتل کر دے گا۔ اس لئے وہ (بحریہ کے سردار) گھبرا گئے۔ چنانچہ بیبرس اور قلادون جنگل اور صحرا میں گھس گئے اور وہاں رہنے لگے۔ پھر وہ مصر پہنچ گئے جہاں اتابک قطز نے ان کا استقبال کیا اور انہیں جاگیریں دیں اور وہ اس کے پاس رہنے لگے۔

بحریہ کے امراء کی گرفتاری: جب بیبرس اور قلادون مغیث کے پاس سے بھاگ گئے تو مغیث نے باقی ماندہ بحریہ کے امراء کو گرفتار کر لیا، ان میں سنقر اشقر، شکر اور برانق شامل تھے۔ اس نے انہیں ناصر کے پاس بھیج دیا۔ ناصر نے انہیں قلعہ حلب میں قید کر دیا۔ جب تاتاری اس قلعہ پر قابض ہوئے تھے ہلاکو خاں انہیں اپنے ملک لے گیا۔

ہلاکو کی یلغار: (مذکورہ بالا واقعات کے بعد) ہلاکو خاں نے بغداد پر فوج کشی کر کے اسے فتح کر لیا اس کے بعد وہ فرات تک پہنچا اور اس نے میافارقین اور اربل کو بھی فتح کر لیا۔ حاکم موصل لولو اس کے پاس گیا اور اس نے اس کی اطاعت قبول کی۔ ناصر کے فرزند نے اپنے والد کی طرف سے تحائف دے کر ایک قاصد بھیجا تاکہ دوستانہ تعلقات کا اظہار ہو۔ اس نے ناصر کی طرف سے یہ معذرت بھی پیش کی کہ وہ بذاتِ خود اس کی خدمت میں اس لئے حاضر نہیں ہو سکا کہ اسے سواحل شام پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صلیبی) فرنگیوں کے حملے کا خطرہ ہے۔

سلطان قطز کی حکومت: (یہ حالات دیکھ کر) امرائے مصر کو بھی اپنے بارے میں پریشانی لاحق ہوئی۔ ان کے خیال میں ان کا بادشاہ منصور علی بن المعز ایک اس قدر نوعمر تھا کہ وہ دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس نے جنگوں میں حصہ نہیں لیا تھا اور اسے فوجی قیادت کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے اتفاق رائے کے ساتھ سیف الدین قطز المعزی کے ہاتھ پر بیعت کر لی' کیونکہ وہ اپنی دلیری اور پیش قدمی کے لئے بہت مشہور تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسے مصر کے تخت پر ۶۵۷ھ میں بٹھایا اور اس کا لقب مظفر رکھا۔ انہوں نے منصور کو معزول کر دیا جس نے صرف دو سال تک حکومت کی۔ امرائے مصر نے اسے اور اس کے دونوں بھائیوں کو دمیاط کے مقام پر قید کر دیا۔ اس کے بعد سلطان ظاہر نے ان دونوں کو قسطنطنیہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔

(سلطان قطز کو بادشاہ بنانے کے) یہ سب انتظامات صالحیہ' عزیزیہ اور سلطان قطز سے متعلقہ معزیہ گروہ نے انجام دیئے۔ اس موقع پر (دو سردار) بہادر اور سنجر غتمی غائب تھے جب وہ دونوں آئے تو سلطان قطز کو ان دونوں کے بارے میں شک وشبہ پیدا ہوا اور اس نے ان کی مخالفت اور مزاحمت کا اندیشہ پیدا ہوا' اس لئے اس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے انہیں مقید کر دیا پھر اس نے سلطنت کا انتظام درست اور مستحکم کر لیا۔

سلطان قطز شاہانِ خوارزمیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ خوارزم شاہ کا بھانجا تھا اور اس کا نام محمود بن مودود تھا۔ ان پر جب تاتاریوں نے حملہ کیا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا تھا' اس کے بعد اسے فروخت کر دیا گیا تھا اور ابن الزعیم نے اسے خرید لیا تھا۔ یہ واقعہ نووی نے مؤرخین کی ایک جماعت کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

ہلاکو خاں کی پیش قدمی: ہلاکو خاں نے ۶۵۶ھ میں دریائے فرات کو عبور کیا (اس کی آمد کی خبر سن کر) ناصر اور اس کے بھائی الظاہر بھاگ کر جنگل اور بیابانوں میں گھس گئے حاکم حماۃ منصور اور بحریہ کی وہ جماعت جو عرب قبائل کے ساتھ بیابانوں میں مقیم تھی مصر چلی گئی۔

شام کی فتوحات: ہلاکو خان نے وہاں پہنچ کر ایک ایک کر کے شام کے شہروں کو فتح کر لیا اور ان شہروں کی فصیلیں گروا کر وہاں اپنے حکام مقرر کئے اس نے حلب میں بحریہ جماعت کے قیدیوں کو رہا کر دیا جن میں سنقر الاشقر اور بدانق شامل تھے اس نے ان سے کام لیا اور پھر وہ عراق کی طرف لوٹ گیا۔ کیونکہ اس کے بھائیوں میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے ایک بڑے حاکم کتبغا کو علاقہ شام کا نائب حاکم مقرر کیا اور اس کے ماتحت بارہ ہزار فوج چھوڑی۔ حمص کے حاکم' اشرف ابراہیم بن شیر کوہ نے بھی اس سے ملاقات کی۔

غلط مشورہ: ہلاکو خان نے (جب ناصر اس کے پاس آیا) تو اس سے اہل مصر کے مقابلے میں شام کی فوجی تیاریوں کے بارے میں مشورہ کیا تو ناصر نے اہل مصر کی اہمیت گھٹا کر بیان کی اور انہیں حقیر ظاہر کیا۔ لہٰذا اس نے اس (مشورہ) کے مطابق کتبغا اور اس کے ساتھیوں کو جنگی تیاریاں کرنے کا حکم دیا۔

قلعہ دمشق کی تسخیر: جب ہلاکو خان وہاں سے رخصت ہوا تو کتبغا نے قلعہ دمشق کی طرف فوج کشی کی' وہ ابھی تک فتح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو سکا تھا لہٰذا اس نے اس کا محاصرہ کر کے اسے بزورِ شمشیر فتح کر لیا اور اس کے نائب حاکم بدرالدین بربدک کو قتل کرا دیا۔

شامی حکام کی اطاعت: اس کے بعد وہ دمشق کی چراگاہ میں خیمہ زن ہوا۔ اس کے پاس حاکم صرخد ناصر کا بھائی الظاہر آیا (اور اطاعت قبول کی تو) اس نے اسے اپنی عملداری کی طرف لوٹا دیا۔ حاکم الکرک مغیث نے اپنے فرزند عزیز کی قیادت میں ایک وفد اظہار اطاعت کے لئے بھیجا۔ اس نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اسے بھی اپنے والد کے پاس لوٹا دیا۔

اہل مصر کی تیاری: ادھر مصر میں وہاں کی فوجیں اکٹھی ہونے لگیں اور سلطان مظفر قطز نے عربوں اور ترکمانوں کو فوج میں بھرتی کیا اور انہیں بخشش سے مالا مال کیا اور ان کی خامیاں اور کمزوریاں دور کیں۔

سلطان مصر کی فوج کشی: اب کتبغا (حاکم شام) نے سلطان مظفر قطز کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ اہل مصر کو سلطان ہلاکو خان کا مطیع اور فرمانبردار بنائے سلطان مصر نے قاصدوں کی گردنیں اڑا دیں اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے فوج لے کر شام روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ حاکم حماۃ منصور اور اس کا بھائی افضل بھی تھے۔

غداروں کی شرکت: ادھر (نائب حاکم شام) کتبغا تاتاری فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ اشرف حاکم حمص اور سعید بن عزیز بن عادل حاکم ضبینہ بھی (مسلمانوں کے خلاف شریکِ جنگ) تھے۔ سلطان قطز نے ان دونوں کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ دونوں اس کی حمایت کریں۔ اشرف (حاکم حمص) نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ جنگ کے روز بھاگ کر اس کے پاس چلا آئے گا۔ مگر سعید ابن العزیز نے اس کے قاصد کو برا جواب دیا بلکہ اس پر حملہ بھی کیا۔

عین جالوت کا معرکہ

تاتاریوں کی شکست: فریقین میں غور کے قریب عین جالوت کے مقام پر جنگ ہوئی اشرف گھسان کی جنگ کے موقع پر (مسلمانوں کے پاس) چلا گیا۔ اس کے بعد تاتاریوں کو شکست ہوئی اور ان کا سپہ سالار کتبغا عین میدانِ جنگ میں مارا گیا۔

قتل اور تعاقب: (جنگ کے بعد) سعید بن عزیز حاکم ضبینہ کو جب گرفتار کر کے (سلطان کے پاس) لایا گیا تو سلطان نے اسے زجر و توبیخ کرنے کے بعد قتل کر دیا۔ عزیز بن مغیث (حاکم الکرک) کو بھی گرفتار کر کے لایا گیا۔ اس جنگ میں وہ شخص (ظاہر بیبرس؟) بھی گرفتار ہوا جو بعد میں مصر کا بادشاہ ہوا۔ عادل بیبرس نے ترک فوج کے ساتھ شکست خوردہ فوجوں کا تعاقب کیا اور انہیں چن چن کر قتل کیا۔ وہ (تعاقب کرتے ہوئے) حمص تک پہنچ گیا تھا وہاں کتبغا کے لئے تاتاریوں کی امدادی فوج آئی ہوئی تھی۔ اس نے ان سب کی بیخ کنی کی۔

قدیم حکام کی بحالی: حاکم حمص، اشرف تاتاری لشکر سے اس کے پاس واپس آیا (اور اظہارِ اطاعت کیا تو) اسے اس کے شہر کا حاکم برقرار رکھا گیا۔ منصور کو بھی اس کے شہر حماۃ کا حاکم بحال کر کے بھیجا گیا۔ اس نے معرۃ کا علاقہ بھی اسے لوٹا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ اس سے سلمیہ کا علاقہ لے کر عربوں کے ایک حاکم مھا بن مانع بن جدیلہ کو دے دیا۔

نئے حکام کا تقرر: بعد ازاں (سلطان) دمشق پہنچا' وہاں جو تاتاری تھے' وہ سب بھاگ گئے۔ ان میں سے جو وہاں رہ گئے تھے وہ مارے گئے۔ اب سلطان نے مختلف شہروں میں فوجیں متعین کیں۔ پھر دمشق پر علم الدین سنجر علی صالحی کو مقرر کیا۔ یہ وہ شخص تھا جو علی بن ایبک اور نجم الدین ابوالہیجاء ابن خشتر بن کردی کا اتابک تھا۔

حاکم حلب: سلطان نے حلب پر سعید کو حاکم مقرر کیا' اسے مظفر علاء الدین بن لولو (حاکم موصل) بھی کہا جاتا ہے وہ ناصر کے پاس پہنچا تھا' جب کہ وہ تاتاریوں کے ڈر سے بھاگ گیا تھا۔ جب ناصر (دوبارہ شام) آیا تو وہ مصر چلا گیا تھا' جہاں سلطان قطز نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ پھر ناصر نے اسے حلب کا حاکم بنا دیا تھا تاکہ وہ اس کے بھائی صالح سے جو موصل میں تھا تاتاریوں کے حالات معلوم کرتا رہے۔

برلی کا تقرر: سلطان نے نابلس' غزہ اور سواحل شام پر شمس الدین دائشیر برلی کو حاکم مقرر کیا۔ یہ عزیز محمد کے امراء میں سے تھا جو ناصر کا باپ تھا یہ شخص ناصر کے پاس سے بھاگ گیا تھا۔ جب اس نے عزیزیہ کی جماعت کے ساتھ مصر پر فوج کشی کی تھی۔ اور یہ اتابک کے پاس پہنچ گیا تھا۔ پھر اسے ان پر شک وشبہ ہوا تھا اور اس نے بعض لوگوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ برلی باقی لوگوں کے ساتھ ناصر کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے اس کو قلعہ حلب میں مقید کر دیا تھا' یہاں تک کہ اسے تاتاریوں نے فتح کیا۔ برلی اس کے بعد فوجوں کے ساتھ مصر چلا گیا جہاں سلطان مظفر نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس موقع پر اس نے اسے سواحل شام اور غزہ کا حاکم مقرر کیا۔

سلطان مظفر قطز دمشق میں بیس دن رہا اس کے بعد مصر چلا گیا۔

ہلاکو خاں کو جب شام میں اس کی شکست کا حال معلوم ہوا اور یہ پتہ چلا کہ ترک (سلاطین) شام پر قابض ہو گئے ہیں تو اس نے (سابق) حاکم دمشق (ناصر) پر یہ الزام لگایا کہ اس نے مشورہ دینے میں اسے دھوکا دیا ہے بعد ازاں اس نے اسے (ناصر کو) قتل کر دیا۔

اس کے بعد شام کے تمام علاقے سے ایوبی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور اس علاقہ پر مصر کے ترکی سلاطین کا قبضہ ہو گیا۔

سلطان مظفر قطز کا قتل: جب بحریہ جماعت کا سردار اقطائی جامدار مارا گیا تھا اس وقت سے بحریہ جماعت اس کا انتقام لینے کے درپے تھی۔ چونکہ سلطان قطز نے اسے قتل کرایا تھا' اس لئے وہ اس جماعت کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ مگر جب وہ تاتاریوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا تو ہر ایک نے اپنے ذاتی اختلافات بھلا دیئے تھے چنانچہ بحریہ جماعت کے ممتاز سردار جو حاکم الکرک سے بھاگ کر بیابانوں میں چلے گئے تھے' وہ بھی سلطان کے پاس چلے آئے۔ اس نے ان کی جان بخشی کی۔ کیونکہ اسے اس وقت مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ان جیسے افراد کی زیادہ ضرورت تھی۔ اس لئے اس نے انہیں اپنے لشکر اسلام میں شامل کر لیا اور بحریہ جماعت تاتاریوں کے خلاف عین جالوت کے معرکے میں شریک ہوئی اور اس (فیصلہ کن) جنگ میں زبردست کارنامے انجام دیئے اور مندرجہ ذیل (بحریہ جماعت کے) سرداروں نے آگے بڑھ کر جنگ میں حصہ لیا (۱) بیبرس بندقداری (۲) انز اصفہانی (۳) بلبان رشیدی (۴) بلکون جوکنداری (۵) بندو نماز ترکی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبۂ انتقام: جب شام میں تا تاریوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے شام کو فتح کر لیا اور (فتنہ وفساد کا) یہ سیلاب دور ہوا تو خوف زدہ (مسلمانوں) کو چین نصیب ہوا اور اس وقت بحریہ جماعت کا جذبۂ انتقام بھی زندہ ہو گیا۔

جب سلطان قطز ۶۵۸ھ میں دمشق سے (مصر کی طرف) روانہ ہوا تو بحریہ کے سرداروں نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ وہ راستے میں اس پر حملہ کریں گے۔ جب وہ مصر کے قریب پہنچا تو وہ ایک دن شکار کے لئے (جنگ کی طرف) گیا۔ سواریوں کا باقی قافلہ (مقررہ) راستے پر چلتا رہا (اس موقع پر) بحریہ کے سرداروں نے اس کا تعاقب کیا اور انز نے آگے بڑھ کر اپنے کسی ساتھی کی سفارش کی۔ اس نے اس کی سفارش قبول کی۔ جب وہ دست بوسی کے لئے جھکا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ فوراً بیبرس نے تلوار سے حملہ کیا اور وہ ہاتھوں اور منہ کے بل گر پڑا۔ اسی وقت دوسرے لوگوں نے تیروں سے حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ پھر وہ جلدی سے خیموں کی طرف پہنچ گئے۔ وہاں علی ابن المعز ایک کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا:

> ''تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟'' انہوں نے کہا ''بیبرس نے''۔ لہٰذا اس نے فوراً اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے بعد باقی فوجیوں نے اس کی پیروی کی اور انہوں نے اس کا لقب الظاہر رکھا۔ اس کے بعد انہوں نے اید مرعلی کو یہ خبر پہنچانے کے لئے مصر کے قلعہ کی طرف بھیجا۔ چنانچہ اس نے وہاں جا کر کے وہاں لوگوں سے (بیبرس کی بادشاہت کی) بیعت حاصل کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : دوم

ظاہر بیبرس کی تخت نشینی

سلطان الظاہر اسی سال کی پندرہویں ذوالقعدہ کو (قاہرہ) پہنچا اور بادشاہت کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے مختلف طبقات کے لحاظ سے ان پر نائب مقرر کیے اور تمام مملکت میں (اس قسم کی ہدایات) لکھ بھیجیں۔ اس نے لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور حکام کا تقرر کیا۔ سلطان تاج الدین عبدالوہاب ابن بنت الاعز کو قاضی کے عہدہ کے ساتھ ساتھ وزیر بھی مقرر کیا۔ اور اپنے استاد صالح نجم الدین کی ہدایت پر عمل کیا۔

ترقی کا آغاز: سلطان ظاہر بیبرس کی ترقی کا آغاز اس طرح ہوا کہ وہ ملک صالح کے موالی علاء الدین ایدکن کا مولیٰ (غلام) تھا۔ جب ملک صالح علاء الدین پر ناراض ہوا تھا تو اس نے اسے قید کر دیا تھا اور اس نے اس کی تمام مال و دولت اور موالی وغلام سب چھین لئے تھے انہی میں بیبرس بھی تھا۔ اس نے اسے جامداریہ میں مقرر کر دیا' جہاں اس کا مرتبہ بڑھتا گیا' یہاں تک کہ اسے جنگی محکمہ میں مقرر کیا گیا اور سواروں کا افسر بنا دیا گیا۔ ملک صالح کے بعد بیبرس نے ترقی کی۔ اس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

حاکم دمشق کی بغاوت: جب علم الدین سنجر کو (جو دمشق کا حاکم تھا) سلطان قطز کے قتل کی خبر ملی اور یہ معلوم ہوا کہ ظاہر بیبرس حاکم ہو گیا ہے تو اس نے علم بغاوت بلند کیا وہ خود بادشاہ بن بیٹھا اور دمشق میں تخت شاہی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا لقب مجاہد رکھا اور اپنے نام کا خطبہ مساجد میں پڑھوایا بلکہ اپنے نام کا سکہ بھی تیار کرایا۔

حماۃ کے حاکم منصور نے سلطان ظاہر کی حمایت کی۔ اس کے بعد جب تاتاری فوجیں شام کی طرف روانہ ہوئیں اور البیرہ کے قریب پہنچیں تو سعید بن لولؤ نے حلب کا لشکر ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ تاتاریوں نے اس لشکر کو شکست دی اور ان کا کام تمام کر دیا۔

امراء عزیزیہ اور ناصریہ نے اس کا الزام ابن لولؤ پر لگا کر اسے مقید کر دیا۔ انہوں نے اپنا حاکم حسام الدین جوکنداری کو مقرر کیا' جس کی تائید سلطان ظاہر نے بھی کی۔

تاتاریوں کے حملے: پھر تاتاریوں نے حلب پر فوج کشی کر کے اسے فتح کر لیا۔ حسام الدین حماۃ کی طرف بھاگ گیا۔ پھر تاتاریوں نے حماۃ پر بھی حملہ کیا جس کے نتیجہ میں اس کا حاکم منصور اور اس کا بھائی علی افضل حمص چلے گئے۔ وہاں اشرف بن شیرکوہ حاکم تھا' اس کے پاس عزیزیہ اور ناصریہ کے گروہ اکٹھے ہو گئے تھے انہوں نے ۶۵۹ھ میں تاتاریوں کا مقابلہ کیا اور پہلے شکست کھانے کے بعد انہیں شکست دی اور حماۃ کی مدافعت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصور اور حمص کے حاکم اشرف سنجر علی کے پاس دمشق گئے مگر انہوں نے اس کی اطاعت قبول نہیں کی' کیونکہ وہ کمزور تھا۔ تاتاری فوج حماۃ سے افامیہ پہنچیں۔ انہوں نے ایک دن اس کا محاصرہ کیا اور پھر دریائے فرات کو عبور کر کے اپنے وطن واپس چلے گئے۔

بغاوت کا انسداد: سلطان بیبرس ظاہر حاکم مصر نے اپنے استاذ علاء الدین بندقداری کو فوج دے کر حاکم دمشق سنجر علی سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو جنگ میں اسے شکست ہوئی اور اس نے قلعۂ دمشق میں جا کر پناہ لی' پھر وہاں سے رات کے وقت نکل کر وہ بعلبک کی طرف روانہ ہوا۔ مگر اس کا تعاقب کر کے اسے گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اسے سلطان ظاہر کے پاس بھیج دیا گیا' اس نے اسے قید کر دیا اور ایدکن کو دمشق میں برقرار رکھا۔ اس کے بعد حمص اور حماۃ کے دونوں حکام اپنے اپنے شہر لوٹ گئے۔

برلی کی بغاوت: سلطان ظاہر نے ایدکن کو پیغام بھیجا کہ وہ عزیزیہ گروہ کے بہاء الدین بقری اور شمس الدین اقوس البرلی وغیرہ کو گرفتار کر لے چنانچہ اس نے بقری کو گرفتار کر لیا' مگر عزیزیہ اور ناصریہ کے افراد اقوس البرلی کے ساتھ بھاگ گئے انہوں نے حمص اور حماۃ کے دونوں حکام کو بھی بغاوت پر آمادہ کیا۔ مگر ان دونوں نے ان کی حمایت نہیں کی (پھر وہ حلب پہنچا جہاں فخر الدین حمصی موجود تھا) برلی نے فخر الدین سے کہا ''ہم سلطان ظاہر کے مطیع ہونا چاہتے ہیں''۔ چنانچہ وہ اسے سلطان کے پاس لے جا رہا تھا کہ اچانک برلی حلب کی طرف روانہ ہو گیا اور وہاں اس نے علم بغاوت بلند کیا۔ اس نے عربوں اور ترکمانوں کو اکٹھا کر کے انہیں جنگ کے لئے تیار کیا۔ چنانچہ مصری فوجیں جنگ کرنے کے لئے آئیں اور اسے شکست دی لہٰذا وہ البیرہ پہنچ گیا اور اس مقام پر قابض ہو گیا اور وہاں رہنے لگا۔

جب سلطان ظاہر نے اپنی فوجیں ۶۶۰ھ میں سنقر رومی کی قیادت میں حلب کی طرف روانہ کیں تو اس کے ساتھ حمص اور حماۃ کے دونوں حکام انطاکیہ پر حملہ کرنے کے لئے اس کے ساتھ روانہ ہوئے اس عرصے میں برلی نے ان سے ملاقات کر کے ان سے اطاعت کا اقرار کیا۔ لہٰذا سلطان ظاہر نے اسے البیرہ کی حکومت پر برقرار رکھا۔ پھر جب وہ اس سے بدگمان ہو گیا تو اسے قید کر دیا۔

سلطان نے علاء الدین ایدکن کو بھی مقید کر دیا اور بیبرس وزیر کو دمشق کا حاکم بنا کر مصر واپس آ گیا۔

مصر میں تجدید خلافت: جب بغداد میں خلیفہ عبداللہ مستعصم شہید ہوئے تو تمام اسلامی ممالک میں خلافت کا عہدہ خالی رہا۔ سلطان ظاہر اسلامی خلافت کو بحال کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ ۶۵۹ھ میں اتفاق سے خلیفہ مستعصم کا چچا مصر پہنچا' اس کا پورا نام ابوالعباس احمد بن الظاہر تھا۔ وہ بغداد کے شاہی محلوں میں رہتا تھا اور بیعت کے دن وہ بغداد سے بھاگ گیا تھا اور اس وقت کے مختلف قبائل میں قیام کرتا ہوا وہ مصر پہنچا تھا۔ سلطان الظاہر اس کی آمد سے بہت خوش ہوا اور وہ خود سوار ہو کر (شہر کے باہر) اس سے ملاقات کے لئے پہنچا اور مسلمانوں کے مختلف طبقوں کو قلعہ کے شاہی دروازوں پر (اس کا استقبال کرنے کے لئے) بلوایا۔ پھر ادب و احترام کے طور پر تنہا محفل میں اس سے ملاقات کی اور قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز بھی حاضر ہوئے اور انہوں نے عباسی خاندان سے ان کے صحیح النسب ہونے کے سلسلے میں ان عربوں سے شہادتیں طلب کیں جو وہاں موجود تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورمحل خلافت کے سابق خادموں سے بھی اس کی تصدیق حاصل کی۔اس کے بعد انہوں نے (ان کے صحیح النسب ہونے اور جائز وارث ہونے کا) فیصلہ دیا۔

مستنصر کی خلافت: اس کے بعد سلطان الظاہر اور عام مسلمانوں نے حسب مراتب ان کے ہاتھ پر بیعت (خلافت) کی۔ پھر سلطان نے سلطنت کے مختلف حصوں میں (لوگوں کو) لکھا کہ (نئے خلیفہ کے لئے) بیعت حاصل کی جائے اور (مساجد کے) منبروں پران کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور سکوں پر بھی ان کا نام نقش کیا جائے۔ان کا لقب مستنصر رکھا گیا۔ خلیفہ نے مجمع عام میں حکومت کا انتظام سلطان ظاہر کو سپرد کردینے کا اعلان کیا اور اس مقصد کے لئے ایک تحریری فرمان بھی تحریر کیا گیا جسے فخر الدین بن لقمان نے تحریر کیا جو خط و کتابت کے میر منشی تھے۔

فتح بغداد کا ارادہ: اس کے بعد سلطان اور تمام مسلمان سوار ہو کر ایک ایسے خیمے کی طرف گئے جو شہر کے باہر نصب کیا گیا تھا۔(وہاں پہنچ کر) سلطان نے اپنے خواص اور منصب داروں کو خلعت عطا کئے اور اعلان کیا کہ وہ خلیفہ کو اپنے دار الخلافہ میں واپس پہنچانے میں ان کی مکمل امداد کرے گا۔

رقت انگیز خطبہ: پھر اس (نئے) خلیفہ نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور منبر پر نہایت ہی رقت انگیز تقریر کی' جس سے مسلمانوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پھر اس نے نماز پڑھائی اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

بنو لؤلؤ کا حال: اس کے بعد صالح اسماعیل بن لؤلؤ حاکم موصل اور اس کا بھائی اسحاق حاکم الجزیرہ بھی (مصر) پہنچے۔ان کے والد لؤلؤ ہلاکو کے ماتحت ہو گئے تھے۔ چنانچہ ہلاکو نے انہیں موصل اور اس کے متصل علاقوں کی حکومت پر برقرار رکھا۔لؤلؤ ۶۵۷ھ میں فوت ہو گیا تھا۔اس کا فرزند اسماعیل موصل کا حاکم مقرر ہو گیا تھا اور اسماعیل مجاہد جزیرہ ابن عمر کا حاکم ہو گیا تھا اور دوسرا فرزند سعید سنجار کا حاکم تھا۔ سلطان ہلاکو نے انہیں اپنے علاقوں پر برقرار رکھا تھا مگر سعید حاکم دمشق ناصر کے ساتھ مل گیا تھا اور اس کے ساتھ مصر چلا گیا تھا۔ پھر وہ سلطان قطز کے ساتھ شامل ہو گیا اور اس نے اسے حلب کا حاکم مقرر کیا تھا اور پھر اسے مقید کر دیا تھا۔

اقتدار کی بحالی: اس کے بعد ہلاکو کو ان دونوں بھائیوں پر شک و شبہ ہوا تو وہ دونوں بھائی بھاگ کر مصر پہنچ گئے۔ سلطان ظاہر نے ان کی تعظیم و تکریم کی پھر انہوں نے اپنے قیدی بھائی کو چھوڑنے کی درخواست کی تو سلطان نے اسے قید سے رہا کر دیا اور ان کے علاقوں پر ان کی حکومت کے بارے میں تحریری حکم لکھا اور انہیں (حکومت کے) جھنڈے عطا کئے۔

اب سلطان نے خلیفہ کو اپنے دار الخلافہ پہنچانے کے انتظامات شروع کر دیئے۔ اس نے اس مقصد کے لئے فوجیں تیار کیں اور خیمے اور شامیانے نصب کرائے اور ان سب کے لئے وظائف مقرر کئے ان کی کمزوریوں اور خامیوں کو دور کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان نے اس مقصد کے لئے دس لاکھ دینار صرف کئے۔

پھر سلطان اسی سال مصر سے ماہِ شوال میں دمشق سے روانہ ہوا تا کہ وہاں سے خلیفہ کو اپنے دار الخلافہ بھجوائے اور لؤلؤ کے دونوں فرزندوں کو ان کے علاقوں کی طرف روانہ کرے جب سلطان دمشق پہنچا تو اس نے قلعہ میں قیام کیا اور بلبان رشیدی اور شمس الدین سنقر کو دریائے فرات کی طرف بھیجا۔ چنانچہ خلیفہ نے (بغداد پہنچنے) کا پختہ ارادہ کر لیا اور وہاں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخصت ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ صالح اسماعیل اور اس کے دونوں بھائی بھی موصل کی طرف روانہ ہو گئے۔

خلیفہ کی شہادت: جب ہلاکو کو یہ اطلاع ملی تو اس نے خلیفہ کے مقابلہ کے لئے فوجیں بھیجیں اور نماز و خذینة کے مقام پر اسے شکست دی خلیفہ نے تھوڑی دیر صبر واستقلال سے کام لیا اور پھر جامِ شہادت نوش کر لیا۔

فتح موصل: ہلاکو نے موصل کی طرف بھی فوجیں بھیجیں' جنہوں نے موصل کا نو مہینے تک محاصرہ کیا۔ آخر کار اہل موصل محاصرہ سے تنگ آ گئے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ تاتاریوں نے موصل کو فتح کر کے صالح اسماعیل کو قتل کر دیا۔ اس عرصے میں سلطان ظاہر دمشق میں مقیم تھا۔

ایوبی حکام کی اطاعت: (جب سلطان دمشق میں مقیم تھا تو) اس کے پاس شام کے مختلف علاقوں سے بنوایوب کے افراد آئے اور انہوں نے اطاعت اور فرماں برداری کا اظہار کیا۔ ان میں منصور حاکم حماۃ اور اشرف حاکم حمص بھی شامل تھے۔ سلطان نے ان دونوں کا استقبال کیا اور انہیں ان کے علاقوں پر دوبارہ حاکم مقرر کیا اور ان دونوں کو اجازت دی کہ وہ اپنی حکومت کا دائرہ بلادِ اسماعیلیہ تک وسیع کر سکتے ہیں اور منصور تل باشر کا قلعہ بھی حاصل کر سکتا ہے جو اسے حمص کے بدلے میں ملا تھا' جب کہ یہ علاقہ حاکم حلب ناصر نے اس سے چھین لیا تھا۔

ایوبی خاندان کی تعظیم وتکریم: سلطان ظاہر کے پاس مندرجہ ذیل (ایوبی) امراء بھی آئے (۱) الزاہد اسد الدین شیر کوہ (سابق) حاکم حمص (۲) حاکم بعلبک (۳) صالح اسماعیل بن عادل کے فرزند منصور (۴) ان کے بھائی سعید (۵) امجد بن ناصر داؤد (۶) ظاہر بن معظم۔

سلطان ظاہر نے دمشق میں ان کے وفد کی تعظیم وتکریم کی اور ان کی اطاعت کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے اچھا سلوک کیا اور ان کی تنخواہیں اور وظائف مقرر کیے۔

سلطان جب مصر جانے لگا تو اس نے مغیث کے فرزند عزیز کو رہا کر دیا۔ جسے سلطان قطز نے الکرک کی جنگ میں قید کر دیا تھا۔

عرب قبائل پر بخشش: سلطان نے شام کے عرب قبائل پر عیسیٰ بن مہنا کو سردار مقرر کیا جو ان کا خاص آدمی تھا۔ اس نے ان (عربوں) کو بکثرت جاگیریں عطا کیں تاکہ وہ عراق کی سرحد تک راستوں کی حفاظت کریں۔

احمد کی خلافت: جب سلطان مصر واپس آیا تو بغداد کے خلیفہ مسترشد کی اولاد میں سے ایک شخص جس کا نام احمد تھا۔ اس کے پاس آیا۔ پہلے خلیفہ کی طرح قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز نے اس کے صحیح النسب ہونے کی تصدیق کی۔ لہٰذا سلطان ظاہر نے لوگوں کو حسبِ مراتب بلوایا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی نئے خلیفہ نے بھی سلطنت کے تمام اختیارات سلطان کے سپرد کر دیئے اور اپنے اختیارات سے دستبردار ہو گیا۔ یہ بیعت (خلافت) ۶۶۰ھ میں ہوئی۔ اس خلیفہ کا نسب نامہ عباسیوں کے شجرۂ نسب میں یوں ہے:

''احمد بن ابی بکر علی بن ابی بکر بن احمد بن امام المسترشد''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر کے ماہرین انساب کے نزدیک اس طرح ہے:

''احمد بن حسین بن ابی بکر بن الامیر ابی علی القبیعی بن الامیر حسن بن الامام الراشد بن الامام المسترشد''۔ چنانچہ حاکم حماۃ (ابوالفداء) نے اپنی تاریخ میں شجرہ اسی طرح بیان کیا ہے۔

فرنگیوں کی مصالحت: جب تاتاری شام میں گھس آئے تو تمام ترکمانی قبائل ساحل شام کی طرف بھاگ گئے تھے اور ان کے قبیلے صفد کے قریب جوکان کے مقام پر اکٹھے ہو گئے تھے۔

جب سلطان ظاہر نے شام کی طرف فوج کشی کی تو یافا بیروت اور صفد سے فرنگیوں کے ایلچی آئے۔ وہ سلطان صلاح الدین کے زمانے کی طرح صلح کے خواہاں تھے لہٰذا ان سے صلح کر لی گئی اور مملکتِ فرانس کے بادشاہ کے نام یہ صلح نامہ لکھا گیا جو سمندر پار تھا۔ یوں معاہدہ کی رو سے یہ فرنگی سلطان ظاہر کی حفاظت میں آ گئے تھے۔

ترکمانوں کا فرار: اس اثناء میں صفد کے فرنگیوں اور ترکمانی قبائل کی درمیان جھڑپ ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اہل صفد نے پہلے ان ترکمانی قبائل پر حملہ کیا تھا۔ پھر ان ترکمانوں نے ان پر حملہ کر کے ان کے متعدد افسروں کو گرفتار کر لیا اور زر فدیہ وصول کر کے انہیں چھوڑا تھا پھر وہ سلطان ظاہر کے ڈر سے بلادِ روم کی طرف کوچ کر گئے اور شام کا علاقہ ان سے خالی ہو گیا۔

عزیزیہ اور اشرفیہ کی اہمیت: عزیزیہ اور اشرفیہ کے گروہ ترک غلاموں کے سب سے بڑی طاقتور جماعت تھی۔ اشرفیہ گروہ کا سردار بہاء الدین بقری تھا اور عزیزیہ گروہ کا سردار شمس الدین اقوش تھا۔ سلطان مظفر قطز نے اسے نابلس' غزہ اور سواحل شام کی حکومت عطا کی تھی۔ جب سلطان ظاہر بادشاہ ہوا تو دمشق کے حاکم سنجر اعلیٰ نے اس کے خلاف بغاوت کی۔ لہٰذا اس نے اپنے استاد علاء الدین بندقداری کو فوج دے کر اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔

ان گروہوں کی بغاوت: اشرفیہ اور عزیزیہ کے گروہ حلب میں تھے۔ انہوں نے بھی وہاں کے نائب سعید بن لؤلؤ کے خلاف بغاوت کر دی تھی' اس لئے بندقداری ان کی درخواست پر اس کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ پھر سلطان ظاہر نے برلی کے مقبوضات میں بیسان کا اضافہ کیا۔ وہ گیا اور اس نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔

البیرہ پر قبضہ: پھر سلطان ظاہر نے بندقداری کو ہدایت کی کہ وہ عزیزیہ اور اشرفیہ کے گروہوں کو گرفتار کر لے۔ مگر وہ صرف اشرفیہ کے سردار بقری کو گرفتار کر سکا' باقی لوگ بھاگ گئے اور انہوں نے بغاوت کا اعلان کیا بلکہ شرف الدین برلی نے البیرہ پر قبضہ کر لیا۔ وہاں اس نے محاذ بنا کر ان تاتاریوں پر حملے کرنے شروع کئے جو فرات کے مشرقی کنارے پر تھے۔ اس نے انہیں کافی نقصان پہنچایا۔

بغاوت اور اطاعت: سلطان ظاہر نے اس کے خلاف فوجیں جمال الدین یاموحوی کی سرکردگی میں بھیجیں۔ اس نے انہیں شکست دی۔ اس کے بعد سلطان ظاہر سختی اور نرمی دونوں طریقوں سے برلی کو اپنا حامی بنانے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر کار وہ اطاعت کرنے پر آمادہ ہو گیا اور اس نے آنے کی اجازت مانگی۔ لہٰذا ایکباس فخری اس سے ملاقات کرنے کے لئے روانہ ہوا اور وہ ۶۶۱ھ میں دمشق میں اس سے ملا۔ پھر اس نے سلطان سے ملاقات کی۔ سلطان نے اسے بخشش سے مالا مال کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے ساتھیوں کو بھی حسبِ مراتب عطیات دیئے اور اسے اپنا مشیر اور مصاحب بنایا۔ اس کے بعد اسے ہدایت کی کہ وہ البیرہ کے علاقہ سے دست بردار ہو جائے چنانچہ اس نے یہ علاقہ سلطان ظاہر کے حوالے کر دیا اور سلطان نے اس کے معاوضہ میں دوسرا علاقہ دیا۔

مغیث پر فوج کشی: سلطان ظاہر جب ۶۶۰ھ میں شام سے واپس جا رہا تھا تو اس نے بدر الدین ایدمری کی قیادت میں ایک لشکر شوبک کی طرف بھیجا' جس نے شوبک کو فتح کر لیا۔ سلطان نے اس کا حاکم بدر الدین بلبان خصی کو مقرر کیا اور پھر وہ مصر کی طرف واپس چلا گیا۔

اس وقت الکرک میں اس کے حاکم مغیث کے پاس کردوں کا ایک گروہ تاتاریوں کے حملوں سے شہرزور سے بھاگ کر آ گیا تھا۔ اس نے ان کردوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا تھا اور انہیں شوبک اور اس کے گرد و نواح کے مقامات پر حملہ کرنے کے لئے بھیج رکھا تھا۔ لہٰذا سلطان ظاہر نے مغیث کی سرکوبی کے لئے الکرک فوجیں بھیجیں۔ اس نے اظہار اطاعت کیا اور کردوں کے لئے پناہ طلب کی۔ لہٰذا سلطان نے ان کی اطاعت قبول کر کے کردوں کو پناہ دے دی اور وہ اس کے پاس پہنچ گئے۔

مغیث کا قتل: پھر سلطان نے ۶۶۱ھ میں الکرک کی طرف فوج کشی کی۔ اس نے مصر پر اپنا نائب سنجر علی کو بنایا اور غزہ پر بھی اپنا نائب مقرر کیا وہاں سلطان سے مغیث کی والدہ نے ملاقات کی اور اس سے اپنے فرزند کے لئے رحم اور جاں بخشی کی درخواست کی اور اس کی ملاقات کے لئے اجازت طلب کی۔ سلطان نے اس کی باتیں مان لیں اور بیسان کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد مغیث ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو سلطان نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی وقت اقسنقر فارقانی کے ساتھ اسے قاہرہ روانہ کر دیا جہاں کچھ عرصے کے بعد اسے قتل کر دیا۔

الکرک پر قبضہ: سلطان نے الکرک پر عز الدین ایدمر کو حاکم مقرر کیا (اس سے پہلے) اس نے نور الدین بیسری کو وہاں بھیجا تاکہ وہ الکرک کے باشندوں کے لئے امن و امان کا اعلان کرے اور وہاں کا نظم و نسق درست کرے۔ سلطان خود طور کے علاقے میں اس کا انتظار کرتا رہا۔ جب بیسری نے وہاں کا انتظام درست کر لیا تو وہ اس کے پاس لوٹ آیا۔ سلطان وہاں سے بیت المقدس پہنچا اور مسجد کی تعمیر کا حکم دے کر مصر روانہ ہو گیا۔

سلطنت حمص کا خاتمہ: (یہاں آ کر) سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ حمص کا حاکم موسیٰ الاشرف بن ابراہیم فوت ہو گیا ہے۔ جو اسد الدین شیرکوہ اعظم کی اولاد میں سے تھا۔ یہ سلطنت اسے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی تھی یہ علاقہ نور الدین عادل زنگی نے اس کے جد امجد اسد الدین شیرکوہ کو عطا کیا تھا' اور اس وقت سے اس کی اولاد اس پر حکومت کرتی رہی۔ البتہ ۶۴۶ھ میں ناصر یوسف حاکم حلب نے یہ علاقہ اس سے چھین کر اس کے بدلے میں تل باشر کا علاقہ دے دیا تھا مگر ہلاکو نے (فتح کرنے کے بعد) یہ علاقہ حمص اسے لوٹا دیا تھا۔ سلطان ظاہر نے بھی اس کی حکومت بحال رکھی' اور جب وہ ۶۶۱ھ میں فوت ہو گیا تو یہ علاقہ سلطان ظاہر کی عملداری میں شامل ہو گیا اور اس علاقے سے بھی ایوبی خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

تاتاریوں کی شکست: ۶۶۳ھ میں تاتاریوں کی فوجیں ایک مغل سپہ سالار کی قیادت میں البیرہ پر حملہ آور ہوئیں اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے مجانیق (قلعہ شکن آلات) بھی نصب کر دیئے تھے (یہ حالت دیکھ کر) سلطان ظاہر نے ایک ترک جرنیل کی سرکردگی میں جس کا نام لوغان تھا (ان کے مقابلے کے لئے) فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ وہ اسی سال کے موسم بہار میں روانہ ہوئیں۔ ان کے پیچھے سلطان بھی (فوجیں لے کر) روانہ ہوا اور غزہ پہنچ گیا۔ جب وہ فوجیں البیرہ پہنچیں اس وقت دشمن اس کا محاصرہ کر رہا تھا۔ سلطانی فوجوں کے مقابلے میں تاتاریوں کا لشکر بھاگ گیا اور اُسے شکست ہوئی۔ یہ اپنا سب ساز وسامان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ جسے (سلطانی) لشکر نے لوٹ لیا تھا۔

فتح قیساریہ وحیفا: اس وقت سلطان نے غزہ سے کوچ کیا اور قیساریہ کا قصد کیا۔ جو فرنگیوں کے قبضہ میں تھا۔ سلطان وہاں اسی سال کے دس جمادی الاول کو پہنچا اور وہاں کے باشندوں کو جنگ کی دعوت دے کر شہر پر مجانیق نصب کرا دیں پھر وہ شہر کے اندر گھس گیا تو وہاں کے لوگ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہوئے اس نے قلعہ کا پانچ دن تک محاصرہ کیا' پھر قلعہ کو بھی بزور شمشیر فتح کر لیا اور فرنگی وہاں سے بھاگ گئے۔ پھر سلطان ایک معمولی لشکر لے کر گردونواح کے علاقے پر غارت گری کرنے لگا اور ایک لشکر حیفا کی طرف بھیجا۔ اس لشکر نے اسے بھی فتح کر لیا اور شہر حیفا اور اس کے قلعے کو ایک دن کے اندر تباہ و برباد کر دیا گیا۔

فتح ارسوف: سلطان نے پھر ارسوف پر فوج کشی کی اور یکم جمادی الآخر کو اس پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کرنے کے بعد اسے بھی فتح کر لیا۔ وہاں جو فرنگی فوجیں مقیم تھیں' انہیں گرفتار کر کے الکرک کی طرف بھیج دیا۔ اس کی فصیلوں کا کام (مرمت کرنے کے لئے) اس نے اپنے امراء میں بانٹ دیا اور انہوں نے ان کی مرمت اور درستی کی۔

مفتوحہ علاقوں کی تقسیم: سلطان نے ان جنگوں میں جو دیہات' جاگیریں اور اراضی حاصل کی تھیں وہ سب اپنے ان امراء میں تقسیم کر دیں جو اس کے ساتھ تھے۔ ایسے امراء کی تعداد باون تھی۔ اس بارے میں سلطان نے ایک تحریری حکم بھی صادر کیا تھا۔ اس کے بعد وہ مصر لوٹ گیا۔

ہلاکو کی موت: اسی سال کے موسم بہار میں سلطان کو تاتاریوں کے بادشاہ ہلاکو کی موت کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا فرزند ابغا اس کے بجائے بادشاہ ہوا ہے اور اس کے شمالی علاقہ کے حاکم سلطان برکہ کے درمیان خانہ جنگی ہو رہی ہے۔

انسداد فتنہ وفساد: سلطان نے مصر پہنچتے ہی شمس الدین سنقر رومی کو گرفتار کر کے اسے مقید کر لیا۔ اس کی فوج کشی سے پہلے عیسیٰ بن مہنا کے درمیان فتنہ وفساد ہو رہا تھا اور اس کے بعد زائل ہلاکو کے پاس پہنچ گیا بعد ازاں اس نے سلطان ظاہر سے پناہ کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان نے اسے پناہ دے دی اور وہ اپنے قبائل کے پاس لوٹ آیا۔

جنگ طرابلس وصغد: طرابلس (شام) فرنگیوں کے قبضے میں تھا وہاں کا حاکم سمند بن البرنس اشتر تھا۔ انطاکیہ پر بھی اس کی حکومت تھی سلطان ظاہر کو یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ جنگ کرنے کے لئے تیار ہے۔ چنانچہ سلطان کے نائب علم الدین سنجر باشقر نے اس کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ان میں سے بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ اس لئے سلطان نے خود جہاد کرنے کی تیاری کی اور مصر سے ماہ شعبان ۶۶۴ھ میں فوج لے کر روانہ ہوا۔ (اس لئے سلطان نے خود جہاد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے) کی تیاری کی اور مصر سے ماہ شعبان ۶۶۴ھ میں فوج لے کر روانہ ہوا۔ اس نے اپنے فرزند سعید علی کو قلعہ میں عزالدین ایدمرحلی کی نگرانی میں چھوڑا۔ سلطان نے اپنے فرزند سعید کو ۶۶۲ھ میں اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔

جب سلطان غزہ پہنچا تو اس نے سیف الدین قلادن کی قیادت میں وہاں سے فوجیں بھیجیں اس نے طرابلس کے قلعوں اور قلعۂ حلب وعراق پر حملہ کیا۔ آخر کار وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور فوجوں نے کوچ کیا۔

فتح صغد: سلطان نے خود صغد کی طرف فوج کشی کی اور اس کا دس دن تک محاصرہ کیا۔ پھر اسی سال کی ۲۰ رمضان المبارک کو اس کے اندر گھس کر حملہ کیا اور وہاں جو فرنگی موجود تھے انہیں جمع کیا اور پھر ان سب کا صفایا کر دیا اور وہاں محافظ فوجیں مقرر کیں اور ان کے لئے سرکاری رجسٹر میں باقاعدہ تنخواہیں مقرر کیں۔ پھر وہ دمشق لوٹ آیا۔

ارمینیہ کے حالات

اس قوم کا نسب نامہ: یہ ارمنی باشندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کی نسل سے ہیں۔ وہ تومیل بن ناحور کی اولاد سے ہیں اور ناحور تارح کا فرزند ہے جنہیں قرآن کریم میں آذر کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ ناحور حضرت ابراہیم کے بھائی تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کرج قوم ارمینیوں کے بھائی ہیں۔ ارمینیہ کا علاقہ انہی ارمن قوم کی طرف منسوب ہے۔ ان کا آخری علاقہ وہ درے اور راستے ہیں جو حلب کے علاقہ کے قریب ہیں۔ اس کا مرکزی مقام سیس ہے اور ان کے بادشاہ کا لقب تکفور ہے۔

شاہ ارمن سے تعلقات: ملک کامل اور صلاح الدین کے زمانے میں ان دروں اور راستوں کا حاکم انہی کا بادشاہ تھا جس کا نام قلیج بن الیون تھا۔ سلطان عادل نے اس سے امداد طلب کی تھی اور اس کے لئے جاگیر مقرر کی تھی اور وہ اس کے ساتھ فوج کشی میں شامل ہوتا تھا۔ سلطان صلاح الدین نے اس کے ساتھ مصالحت کر رکھی تھی۔

شاہ ارمن کی شکست: ہلاکو اور تاتاریوں کے زمانے میں ان کا بادشاہ ہیثوم بن قسطنطین تھا۔ غالباً وہ قلیج کی اولاد میں سے تھا یا اس کا رشتہ دار تھا۔ جب ہلاکو نے عراق اور شام کو فتح کر لیا تو ہیثوم نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی' اس لئے اس نے اس کی سلطنت برقرار رکھی۔ پھر اس نے اسے یہ حکم دیا کہ وہ شام کے شہروں پر حملہ کرے۔ بلادِ روم کے حاکم نے بھی اسے امداد دی اور وہ ۶۶۲ھ میں عرب کے قبیلہ بنو کلاب کو۔ لے کر فوج کشی کے لئے روانہ ہوا اور یہ سب لوگ سیس پہنچ گئے۔ لہٰذا سلطان ظاہر نے حماۃ وحمص کی فوجوں کو تیار کر کے ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ یہ لشکر انہیں شکست دے کر اپنے وطن واپس آ گیا۔

سیس پر حملہ: جب سلطان ۶۶۴ھ میں طرابلس کی جنگ سے فارغ ہو کر لوٹا تو اس نے سیس اور ارمن شہروں پر حملہ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں۔ اس کے سپہ سالار سیف الدین قلادون اور حاکم حماۃ منصور تھے۔ چنانچہ وہ فوج لے کر روانہ ہو گئے۔

ارمنوں کی تباہی: ارمنوں کا بادشاہ ہیثوم بہت خوفزدہ ہو گیا تھا اس لئے اس نے اپنے فرزند کیقومن کو تخت پر بٹھا دیا تھا۔ اور خود راہب بن گیا تھا' چنانچہ کیقومن نے ارمنوں کو اکٹھا کیا اور ان سب کو لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی اور چچا بھی تھے۔ مسلمانوں نے ان پر سخت حملہ کیا اور ان کے بہت سے افراد قتل کر دیئے گئے اور باقی لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ بادشاہ کا بھائی اور چچا بھی مارے گئے۔ مسلمانوں کی فوج نے ان کے شہروں کا صفایا کر دیا اور سیس کے شہر میں گھس کر اسے تباہ کر دیا۔ انہوں نے بہت سامال غنیمت اور جنگی قیدی حاصل کر لئے تھے۔ اس لئے جب وہ لوٹ کر پہنچے تو سلطان ظاہر نے قارا کے مقام پر ان کا استقبال کیا اور ان کے پاس بے شمار مالِ غنیمت دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔

خانہ بدوش قبائل کا صفایا: وہاں کی رعایا نے سلطان سے یہ شکایت کی کہ خانہ بدوش گزرنے والے قبائل ان پر بہت مظالم کرتے ہیں اور وہ عکا کے فرنگیوں سے جو چیزیں حاصل کرتے ہیں اسے وہ فروخت کر دیتے ہیں۔ اس پر سلطان نے حکم دیا کہ ان قبائل کا صفایا کیا جائے۔ چنانچہ مسلمان فوجیوں نے انہیں قتل کر دیا اور باقی جو بچے انہیں گرفتار کر کے جنگی قیدی بنا لیا۔

شاہ ارمن کی گرفتاری: پھر سلطان ظاہر مصر آیا اور اس نے کیقومن شاہِ ارمن کو رہا کر دیا اور اس سے اس کے شہر کے بارے میں مصالحت کر لی۔ مگر وہ سلطان کے پاس ہی رہا۔ آخر کار اس کا زرفدیہ بھیجا گیا اور اس کے بدلے میں بہت مال و دولت اور قلعے دینے کی پیش کش کی تھی۔ مگر سلطان ظاہر نے انہیں لینے سے انکار کیا اور یہ شرط رکھی کہ ان مسلم امراء کو رہا کیا جائے جنہیں ہلاکو حلب کے قید خانے سے نکال کر لے گیا تھا۔ ان میں سنقر اشقر اور اس کے ساتھی شامل تھے۔ لہٰذا انکفور نے ہلاکو کو ان کی (رہائی) کے بارے میں پیغام بھیجا تو ہلاکو نے انہیں بھیج دیا۔

ارمینیہ کے قلعوں کی تسخیر: اس کے بعد سلطان ظاہر نے اپنے فرزند کو بھیجا کہ وہ شوال کی پندرہویں تاریخ کو ان قلعوں پر قبضہ کر لے جو زرفدیہ کے طور پر دیئے گئے تھے۔ ان میں سب سے بڑے اور مستحکم قلعے مرزبان اور رعبان کے قلعے تھے۔

اشقر کی آمد: (اتنے میں) سنقر اشقر (اچانک) سلطان ظاہر کی خدمت میں دمشق پہنچ گیا اور اس کے جلوس میں شریک ہو گیا (اس سے پیشتر) اس کی آمد کا کسی کو علم نہیں ہو سکا تھا۔ سلطان نے اس کا بہت اعزاز و اکرام کیا اور اس کے منصب کو بلند کر کے ترقی دی اور اس کی گزشتہ خدمات کا لحاظ رکھا۔

ہیثوم کی موت: ہیثوم (شاہِ ارمن) ۶۶۰ھ میں فوت ہو گیا تھا۔

تجدید جامع ازہر: جب سلطان طرابلس کی جنگ سے (فارغ ہو کر) مصر لوٹا تو اس نے جامع ازہر کی از سر نو تعمیر کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ وہاں خطبہ جمعہ پڑھا جائے۔ یہ جامع ازہر ایک سو سال سے ویران پڑی ہوئی تھی۔ جب (فاطمی) شیعوں نے قاہرہ کا شہر بسایا تو ان کی یہ پہلی مسجد تھی جو انہوں نے تعمیر کرائی تھی۔

فرنگیوں کے خلاف جہاد: (اتنے میں) سلطان کو تاتاریوں (کے حملے) کی خبر ملی تو وہ دمشق روانہ ہوا، مگر یہ خبر صحیح نہیں نکلی۔ اس لئے وہاں سے وہ صفد کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے روانہ ہوتے وقت اس نے ازہر کی تعمیر کا حکم دے دیا تھا۔ اسی زمانے میں اسے اطلاع ملی کہ اہل شقیف نے سرحدوں پر یلغار کر دی ہے۔ اس لئے وہاں پہنچا اور عکا پر حملے کئے اور وہاں کے میدانوں کو روند ڈالا۔ آخر کار فرنگیوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ جس طرح چاہے صلح کر لے۔ سلطان نے یہ شرط

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھی کہ صیدا کی تقسیم کی جائے یا شقیف کا قلعہ تباہ کر دیا جائے اور جن مسلمان تاجروں کو انہوں نے گرفتار کر لیا ہے انہیں رہا کیا جائے اور جن مسلمانوں کو قتل کیا گیا ہے ان کی دیت (خون بہا) ادا کی جائے۔ یہ صلح دس سال کے لئے ہوئی تھی مگر انہوں نے (مذکورہ) شرائط پر عمل نہیں کیا' اس لئے وہ ان کے خلاف جہاد کے لئے روانہ ہوا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۶۶۶ھ میں فلسطین پہنچا اور وہاں سے شقیف کا محاصرہ کرنے کے لئے اس نے فوجیں روانہ کیں۔

اس کے بعد یہ خبر ملی کہ یافا کا فرنگی حاکم مر گیا ہے اور اس کے بجائے اس کا فرزند حاکم ہوا ہے چنانچہ اس کے قاصد سلطان کے پاس اس مقصد کے لئے آئے کہ وہ اس کے ساتھ صلح کر لے۔ مگر سلطان نے انہیں قید کر کے صبح سویرے یافا پر حملہ کر دیا اور اس میں گھس گیا۔ شہر والے قلعہ میں جا کر پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ آخر کار سلطان نے ان کو پناہ دی (اور قلعہ کو فتح کر کے) اسے تباہ و برباد کر دیا۔

یافا کی تعمیر: جب فرنگیوں نے ۴۹۳ھ میں سواحل شام اور اس کے شہروں کو فتح کیا تھا تو اس وقت ایک فرنگی بادشاہ صنکل نے یافا کا شہر تعمیر کرایا۔ اس کی عمارتوں کی تکمیل ریدافرنس نے کی جو دمیاط کی جنگ میں گرفتار ہو گیا تھا اور پھر اس نے مصر میں دار ابن لقمان کے قید خانے سے رہائی حاصل کی تھی۔

سلطان پھر قلعہ شقیف کی طرف واپس آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر پناہ دے کر اس کو فتح کر لیا۔ بعد ازاں سلطان نے طرابلس کے گردونواح میں فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے ان علاقوں کا صفایا کر دیا اور ان کی بستیوں اور گرجوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

طرطوس کے حاکم نے نہایت عجلت کے ساتھ سلطان کی اطاعت قبول کی اور اس کی فوجوں کے لئے خوراک کا ذخیرہ بھیجا اور اس کے پاس جو تین سو یا اس سے زیادہ (مسلمان) قیدی تھے' انہیں رہا کر دیا۔

اس کے بعد سلطان انطاکیہ پر حملہ کرنے کے لئے حمص اور حماۃ آیا اور اس نے سیف الدین قلادون کو فوجیں دے کر بھیجا۔ چنانچہ اس نے ماہِ شعبان میں انطاکیہ پر حملہ کیا حماۃ کا حاکم منصور اور بحریہ کی وہ جماعت بھی اس حملہ میں شریک ہوئی جو جنگل بیابانوں میں عرب قبائل کے ساتھ رہتی تھی۔

انطاکیہ کی تاریخ: اس وقت انطاکیہ کا حاکم سمند بن تیمند تھا۔ اسلام سے پہلے یہ شاہِ روم کا مرکزی مقام تھا' اس کی بنیاد یونان کے ایک بادشاہ انطنجس نے ڈالی تھی۔ اس کی نسبت سے یہ ''انطاکیہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے بعد یہ شہر رومیوں کے قبضے میں آ گیا (اسلامی فتوحات کے آغاز میں) مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا تھا۔ جب فرنگی فوجیں ۴۹۰ھ میں ساحل شام پر پہنچیں تو یہ ان کے قبضے میں آ گیا تھا۔ پھر سلطان صلاح الدین نے پرنس ارناط سے یہ شہر چھین لیا تھا جب کہ سلطان (مذکور) نے اسے جنگ حطین میں قتل کر دیا تھا۔ جیسا کہ اس کا حال بیان کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد فرنگیوں نے پرنس اشتر کی قیادت میں جو میرے خیال میں صنکل ہے' اس شہر کو دوبارہ حاصل کر لیا تھا۔

جب سلطان ظاہر طرابلس کے مقام کا محاصرہ کر رہا تھا تو شاہ ارمن یغمور کا چچا کنداصطبل وہاں تھا' وہ اس واقعہ کے بعد دار ابند بھاگ گیا تھا اور اب انطاکیہ میں (اس کے حاکم) سمند کے پاس مقیم تھا۔ وہ اپنی فوجیں لے کر سلطان ظاہر سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ کنداصطبل کو اس مقصد کے لئے گرفتار کیا گیا کہ وہ اہل انطاکیہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت قبول کرنے پر آمادہ کریں۔ مگر انہوں نے اس کی بات نہیں مانی۔ پھر وہ محاصرہ سے تنگ آ گئے تو مسلمان زبردستی شہر میں گھس آئے اور وہاں خوب قتل و غارت کی۔ وہاں کے بچے کھچے لوگوں نے قلعہ میں پناہ لی اور آخرکار پناہ حاصل کر کے وہاں سے نکل گئے۔

سلطان ظاہر نے انطاکیہ کے حاکم کو جو طرابلس میں تھا' اس کی اطلاع دی' کنداصطبل اور اس کے رشتہ داروں کو چھوڑ دیا گیا اور انہیں شاہ ارمن ہیثوم کے پاس سیس بھیج دیا گیا۔

اب سلطان نے مالِ غنیمت کو اکٹھا کر کے اسے تقسیم کرا دیا۔ پھر قلعہ انطاکیہ میں آگ لگا کر اسے تباہ و برباد کر دیا۔ بغراس کے حاکم نے پناہ طلب کی تو اس کے پاس سلطان نے اپنے (استاد الدار) سنقر فارقی کو بھیجا۔ جس نے بغراس پر قبضہ کر لیا۔

عکا کے حاکم نے جو حاکم قبرص کا بھانجا تھا' سلطان ظاہر کو صلح کا پیغام بھیجا۔ لہٰذا سلطان نے اس سے دس سال کی مدت کے لئے صلح کر لی۔ پھر سلطان مصر چلا گیا۔ وہاں وہ بقرعید کے دوسرے دن پہنچا۔

تاتاریوں سے صلح: ۶۶۷ھ میں سلطان نے سواحل شام پر صلیبی فرنگیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے مصر سے فوج کشی کی۔ اس نے مصر میں عزالدین ایدمرحلی کو اپنے فرزند اور ولی عہد سعید کا نگران مقرر کیا۔ وہ ارسوف کے مقام تک پہنچا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ ابغا بن ہلاکو کی طرف سے قاصد بھیجے گئے ہیں کہ وہ شاہِ روم نقفور کے پاس پہنچے تھے اس نے انہیں ان کی طرف بھیج دیا۔ سلطان نے حلب کے ایک امیر کو بھیجا تا کہ وہ ان قاصدوں کو اس کے سامنے پیش کرے (جب وہ قاصد خط لے کر آئے تو) سلطان نے ابغا (بن ہلاکو) کا خط پڑھا۔ جس میں نقفور کی مصالحانہ کوشش کا ذکر تھا۔ سلطان نے خط کا جواب دے کر قاصدوں کو لوٹا دیا اور اپنے امراء کو مصر جانے کی اجازت دے دی اور خود دمشق لوٹ گیا۔ پھر وہ اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ قلعوں پر حملہ کرنے کے لئے گیا۔

پوشیدہ سفر: اس عرصے میں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ ایدمرحلی مصر میں فوت ہو گیا ہے لہٰذا وہ خربتہ اللصوص میں خیمہ زن ہوا' اور پوشیدہ طور پر بھیس بدل کر وہ ترکمانوں کی تھوڑی سی فوج کے ساتھ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو سرعت کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے (مصر جانے) کی یہ خبر اپنے محاذ کی فوج سے پوشیدہ رکھی تھی۔ وہاں اس نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ بیماری کی وجہ سے وہ خیمہ کے اندر آرام کرے گا۔ سلطان بدھ کی رات کو مصر کے قلعہ پہنچ گیا۔ قلعہ کے محافظ اسے نہیں پہچان سکے۔ آخرکار (کسی تدبیر سے) وہ داخل ہوا تو اس وقت انہوں نے شناخت کر لیا۔ جمعرات کے دن سلطان میدان میں پہنچا تو لوگ اس کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ پھر سلطان نے وہاں جو ضروری کام کرنا تھا وہ پورا کیا اور دوشنبہ کی رات شام کو روانہ ہو گیا۔ وہاں وہ جمعہ کی شب کو ۱۹ شعبان کو اپنے خیمے میں (پوشیدہ طور پر) پہنچ گیا۔ اس کی آمد پر امراء بہت خوش ہوئے۔

بعد ازاں سلطان نے مختلف سمتوں کی طرف فوجیں بھیجیں' انہوں نے صوبہ پر حملہ کیا اور ایک مقام پر قبضہ کر لیا۔ وہ کرکو کے میدانوں میں پہنچے۔ اور اس کا صفایا کر دیا۔ یہ فوجیں بہت زیادہ مالِ غنیمت حاصل کر کے لوٹ آئیں۔

صہیون کے حکام: سلطان صلاح الدین نے جب صہیون کو فتح کیا تھا تو اس وقت ۵۸۴ھ میں ناصر الدین منکبرس کو یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام دے دیا تھا اور اس کی وفات تک یہ اس کے قبضے میں رہا۔ اس کے بعد اس کا فرزند مظفر الدین عثمان اس کا حاکم مقرر ہوا۔ اس کے بعد اس کا فرزند سیف الدین عثمان صیہون کا حاکم رہا۔ اس عرصے میں مصر میں ترک خود مختار حاکم بن گئے تو سیف الدین نے اپنے بھائی عماد الدین کو ۶۶۰ھ میں تحفے دے کر سلطان ظاہر بیبرس کی خدمت میں بھیجا سلطان نے اس کے تحائف قبول کر لئے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

صہیون پر قبضہ: سیف الدین ۶۶۹ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے (مرنے سے پہلے) اپنی اولاد کو یہ وصیت کی تھی کہ وہ صیہون سلطان ظاہر کے حوالے کر دیں چنانچہ اس کے دو فرزند سابق الدین اور فخر الدین سلطان کے پاس مصر آئے۔ سلطان نے ان دونوں کی تعظیم و تکریم کی اور انہیں انعام دیا۔ پھر سلطان نے ایک فرزند سابق الدین کو اپنی طرف سے صیہون کا حاکم مقرر کیا۔ وہ بدستور وہاں حکومت کرتا رہا' تا آنکہ جب سنقر اشقر نے سلطان منصور کے زمانے میں دمشق میں بغاوت اختیار کی تو اس نے اس وقت صیہون پر بھی قبضہ کر لیا۔

حاکم مکہ معظمہ کا تقرر: سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ ابونمی بن ابوسعید بن قتادہ اپنے چچا ادریس بن قتادہ پر غالب آ گیا ہے اور وہ مکہ معظمہ کا خود مختار حاکم بن گیا ہے' مگر اس نے سلطان ظاہر کے نام کا خطبہ (مساجد میں پڑھوانے) کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا سلطان نے اپنی طرف سے اسے مکہ معظمہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

سلطان کا حج: سلطان نے ۶۶۷ھ میں حج کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی خامیوں کو دور کیا' اور ان کی ضرورتیں پوری کیں اور اپنے استادالدار اقسنقر فارقانی کی قیادت میں فوجیں دمشق کی طرف روانہ کیں' پھر سلطان نے سیر و شکار کا بہانہ کر کے الکرک کا قصد کیا اور شوبک پہنچ گیا۔ وہاں سے اس نے بتاریخ ۱۱ ذوالقعدہ (حج کا) سفر اختیار کیا اور مدینہ منورہ پہنچا۔ وہاں سے درود و سلام پیش کرنے کے بعد احرام باندھا۔ سلطان بتاریخ ۵ ذوالحجہ مکہ معظمہ پہنچا۔ اس نے خانہ کعبہ کا غسل اپنے ہاتھ سے کرایا اور اس کے لئے پانی اپنے کندھے پر لے کر گیا۔ پھر اس نے تمام مسلمانوں کو اس کے اندر آنے کی اجازت دی۔ سلطان نے اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر ان سے مصافحہ کیا۔ پھر اس نے حج کے باقی مراسم ادا کئے۔

اہل حجاز سے حسن سلوک: سلطان نے شمس الدین مروان کو مکہ معظمہ کا نائب حاکم مقرر کیا۔ اس نے امیر ابونمی اور حاکم ینبع و خلیص و دیگر شرفائے حجاز کے ساتھ اچھا سلوک کیا' اس نے حاکم یمن کو لکھا کہ ''میں مکہ معظمہ میں ہوں اور میں وہاں سترہ قدم میں پہنچ گیا ہوں''۔

مصر کی طرف واپسی: سلطان ماہ ذوالحجہ کی ۱۳ تاریخ کو مکہ معظمہ سے رخصت ہوا اور مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ پھر وہ سال کے آخری دنوں الکرک پہنچ گیا۔ وہ دمشق ۶۶۸ھ میں نئے سال کی پہلی تاریخ کو پہنچا (وہاں سے) جب وہ بیت المقدس کی زیارت کے لئے روانہ ہوا تو اس نے امیر اقسنقر کی قیادت میں فوجوں کو مصر کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ جب وہ زیارت سے فارغ ہوا تو وہ تل العجول کے مقام پر اپنی فوجوں کے ساتھ شامل ہو گیا اور اسی سال کی تاریخ ۳ صفر کو (قاہرہ کے) قلعہ میں پہنچ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرنگیوں اور تاتاریوں کا متحدہ حملہ: تاتاریوں کا ایک حاکم صمغان' بلاد الروم میں مقیم تھا اور وہاں کا حاکم تھا۔ اس نے فرنگیوں کے ساتھ خط و کتابت کر کے شامی شہروں پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ صمغان (اس باہمی سازش کے مطابق) اپنی فوجیں لے کر پہنچ گیا اور اس نے حلب کے گرد و نواح میں عرب قبائل کی بستیوں پر حملہ کیا۔

حملہ کا مقابلہ: ۶۶۸ھ میں جب سلطان ظاہر اسکندریہ کے قریب شکار کر رہا تھا' تو اسے یہ اطلاع پہنچی وہ اسی وقت روانہ ہو کر غزہ پہنچا۔ پھر وہاں سے دمشق آیا۔ تاتاری فوجیں (اس کی آمد کی خبر سنتے ہی) بھاگ گئیں۔ وہ پھر عکا روانہ ہوا اور اس کے گرد و نواح کا صفایا کر دیا اور قتل عام کیا۔ یہی طریقہ اس نے حصن الاکراد میں اختیار کیا۔ پھر وہ ماہ رجب کے آخر میں دمشق لوٹ آیا۔ وہاں سے مصر جاتے ہوئے وہ عسقلان کے پاس سے گزرا تو اس نے اس شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور ان کا نام ونشان مٹا دیا۔

فرنگی بادشاہوں کا اجتماع: مصر پہنچ کر سلطان کو یہ معلوم ہوا کہ فرنیس لوئس بن لوئس شاہ انگلستان شاہ سکاٹ لینڈ بادشاہ نودل' شاہ برشلونہ' ہور بدراکون اور فرنگی بادشاہوں کی ایک بڑی جماعت بحری بیڑوں میں صقلیہ (سسلی) پہنچے ہیں اور انہوں نے جنگی کشتیاں اور سامانِ جنگ کثرت کے ساتھ تیار کرنا شروع کیا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ (حملہ کرنے کے لئے) کہاں جا رہے ہیں۔

سرحدوں کی حفاظت: (یہ سن کر) سلطان ظاہر نے ملک کی سرحدوں اور ساحلوں کی حفاظت کا خاص انتظام کیا اور اس نے بھی بحری بیڑے اور جنگی کشتیاں بکثرت تیار کرنی شروع کیں۔ پھر صحیح خبر یہ آئی کہ وہ تونس کی طرف جا رہے ہیں چنانچہ ان کا یہ حال ہم تونس کی حنفیہ سلطنت کے حالات میں بیان کریں گے۔

فتح حصن الاکراد: ۶۶۹ھ میں سلطان فرنگیوں کے شہروں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے امیر قلادون کی نگرانی میں اپنے فرزند سعید کو فوجیں دے کر مرقد کی طرف بھیجا اور بعلبک میں (فوجیں دے کر) خزندار کو روانہ کیا اور خود وہ طرابلس کی طرف (فوج کے ساتھ) روانہ ہوا۔ ان سب فوجیوں نے ان علاقوں کو روند ڈالا اور وہ اسی سال بتاریخ ۱۰ شعبان حصن الاکراد پہنچے۔ سلطان نے اس کا دس دن تک محاصرہ کیا۔ اس کے بیرونی علاقے تباہ کر دیئے گئے اور فرنگی طرف اس کے قلعہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ آخر کار وہ ہتھیار ڈال کر اپنے شہروں کی طرف چلے گئے اور سلطان نے ان قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس نے صاحب الاسبتار کو فتح کی اطلاع دی تو اس نے مصالحت کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ طرطوس اور مرقب کے لئے صلح نامہ منظور ہو گیا سلطان نے حصن الاکراد میں کثیر محافظ فوجوں کے لئے خوراک کا ذخیرہ جمع کرا دیا۔

دیگر فتوحات: حصن الاکراد سے روانہ ہو کر سلطان عکا نے قلعہ پر حملہ کیا اور اس کا سخت محاصرہ کیا۔ آخر کار وہاں کے باشندوں نے پناہ حاصل کی اور سلطان نے اسے فتح کر لیا۔

عید الفطر کے بعد سلطان طرابلس پہنچا اور وہاں گھمسان کی جنگ کی۔ آخر کار اس کے فرنگی حاکم پرنس نے صلح کی درخواست کی تو سلطان نے اس کے ساتھ دس سال کے لئے صلح کر لی اور دمشق لوٹ آیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعدازاں سلطان نے شوال کے آخر میں علیقہ کی طرف فوج کشی کی۔ اس نے اس شرط پر پناہ دے کر قلعہ فتح کیا کہ وہاں کے باشندے مال و دولت اور ہتھیار چھوڑ کر چلے جائیں۔ قبضہ کرنے کے بعد اس نے قلعہ کو گرا دیا اور لجون کی طرف روانہ ہو گیا۔

صور کے حاکم نے بھی اس شرط کے ساتھ مصالحت کی کہ وہ پانچ قلعے سلطان کے حوالے کر دے گا۔ چنانچہ سلطان نے دس سال کے لئے اس سے مصالحت کی اور ان قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے اپنے نائب مصر کو لکھا کہ وہ دس جنگی کشتیاں تیار کر کے قبرص (کے جزیرہ) کی طرف بھیجے۔ چنانچہ اس نے ایسی کشتیاں تیار کیں اور وہ ایک رات میں قبرص پہنچ گئیں۔

فرقۂ اسماعیلیہ کے حالات: فرقہ اسماعیلیہ شام کے چند قلعوں میں رہتا تھا جو انہوں نے فتح کر رکھے تھے۔ وہ قلعے یہ تھے۔ مصیاف' علیقہ' الکہف' صینقہ' قدموس۔

سلطان ظاہر کے زمانے میں ان کا سردار نجم الدین شعرانی تھا۔ سلطان ظاہر نے اسے اپنی طرف سے حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ مگر ایک دفعہ اس نے سلطان سے ملاقات کرنے میں تاخیر کی تو اسے معزول کر دیا گیا تھا اور اس کے بجائے خادم الدین بن الرضا کو اس شرط پر حاکم کیا گیا کہ وہ قلعہ مصیاف سلطان کے حوالے کر دے۔ چنانچہ اس کے ساتھ فوجیں بھیجی گئیں (تاکہ وہ اس سے قلعہ حاصل کر لیں) چنانچہ قلعہ ان کے حوالے کر دیا گیا۔

جب سلطان ۶۶۸ھ میں حصن الاکراد پر حملہ کر رہا تھا تو اس موقع پر نجم الدین شعرانی اس کے پاس آیا۔ وہ اس وقت بہت بوڑھا ہو چکا تھا (اس نے گزشتہ غلطیوں کی) معذرت پیش کی جسے سلطان نے قبول کر لیا اور اس پر اظہار ہمدردی کرتے ہوئے (اسماعیلیوں کے قلعوں کی) حکومت اس کے اور ابن الرضا کے درمیان تقسیم کر دی اور ان دونوں پر ایک لاکھ بیس ہزار درہم سالانہ ٹیکس مقرر کیا جو انہیں ادا کرنا ہوگا۔

اسماعیلی قلعوں کی تسخیر: ۶۶۹ھ میں جب سلطان حصن الاکراد کو فتح کرنے کے بعد وہاں سے گزرا تو اس نے اسی سال شوال کی پندرہویں تاریخ کو خادم الدین ابن الرضا کے قبضے سے علیقہ کا قلعہ چھین لیا اور وہاں اپنی محافظ فوجیں مقرر کر دیں۔ وہاں سے وہ البیرہ کے مقام پر تاتاریوں سے جنگ کرنے کے لئے گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اسے معلوم ہوا کہ اسماعیلیوں نے اپنے مقبوضہ قلعے بھی اس کے نائب کے حوالے کر دیئے ہیں اور انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا ہے۔ یوں اسماعیلیوں کے تمام قلعے سلطان ظاہر کے زیر نگیں آ گئے اور وہاں سے ان کی اسماعیلی تحریک کا خاتمہ ہو گیا۔

تاتاریوں کو مزید شکست: ۶۷۱ھ میں ابغا بن ہلاکو نے اپنے بڑے حاکم اور جرنیل درباری کی قیادت میں البیرہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ اس نے اس مقام کا محاصرہ کر لیا اور اس پر مجانیق نصب کرا دیں۔ اس وقت سلطان دمشق میں موجود تھا۔ اس نے مصر و شام سے فوجیں جمع کیں اور دریائے فرات کی طرف فوج کشی کی۔ اس نے آخری حد تک فوجوں کو تیار کر رکھا تھا۔ اب امیر قلاون فوج لے کر آگے بڑھا اور تاتاریوں کے خیموں تک پہنچ کر ان سے جنگ کی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاتاری شکست کھا گئے اور ان کا سپہ سالار مارا گیا۔ سلطان نے اپنی فوجوں سمیت دریائے فرات کو عبور کیا اور ان کے پاس پہنچ گیا۔ چنانچہ وہ خیموں اور ان کے اندر کے تمام ساز و سامان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ البیرہ کے لوگوں نے نکل کر ان کا تمام ساز و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامان لوٹ لیا اور انکے محاصرہ کے تمام آلات کو جلا ڈالا۔ سلطان نے اس علاقے میں تھوڑی دیر قیام کیا اور وہاں کے نائب حاکم کو خلعت عطا کیا۔[1]

(تاتاری فوج کا سپہ سالار) درباری شکست کھا کر اپنے بادشاہ البغا کے پاس پہنچا تو بادشاہ اس پر بہت ناراض ہوا اور اس نے اس کی کوئی معذرت قبول نہیں کی۔

ارمینیہ پر فوج کشی: سلطان ظاہر نے ۶۷۳ھ میں ماہ شعبان میں (ارمینیہ کے پائے تخت) سیس پر حملہ کرنے کے لئے مصر سے فوج کشی کی اور وہ ماہِ رمضان میں دمشق پہنچ گیا وہاں سے وہ (سیس پر حملہ کرنے کے لئے) روانہ ہوا۔ اس کی اگلی فوجوں کی قیادت امیر قلادن اور بدرالدین بیلیک خازندار کے سپرد تھی۔ جب وہ مصیصہ پہنچے تو انہوں نے اسے بزورِ شمشیر فتح کرلیا۔ ان کے پیچھے سلطان بھی (اپنی فوجوں کے ساتھ) پہنچ گیا۔ سلطان نے البیرہ پر تاتاریوں کے حملوں کے ڈر سے وہاں زبردست محافظ فوج متعین کی اور اس کے بعد وہ تمام فوجوں کو لے کر سیس کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے حسام الدین عتابی اور شام میں عربوں کے حاکم مہنا بن عیسیٰ کو اپنے اپنے علاقوں کی طرف سے تاتاریوں کے شہروں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جب وہ سیس پہنچا تو اس نے اس شہر کو تباہ اور ویران کردیا۔

سلطان نے فوجی دستے وہاں کے مختلف علاقوں میں بھیجے۔ چنانچہ وہ بایاس اور اذنہ تک پہنچے اور انہوں نے وہاں کی مختلف سمتوں کو روند ڈالا۔ سلطان بھی دربند الروم تک پہنچا۔ پھر وہ مصیصہ لوٹ آیا اور اسے جلا ڈالا۔

متبرک مقام کی تسخیر: اس کے بعد سلطان انطاکیہ گیا اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ اس نے مال غنیمت کو تقسیم کیا۔ پھر اس نے القصر کی طرف کوچ کیا جو فرنگیوں کا مخصوص متبرک مقام تھا۔ کیونکہ اس کی تعمیر کا ان کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا نے حکم دیا تھا جو روم (اٹلی) میں رہتا تھا اور جو پوپ کے نام سے موسوم تھا۔ سلطان نے اس (متبرک مقام) کو بھی فتح کیا۔ وہاں اس کی ملاقات حسام الدین عتابی اور مہنا بن عیسیٰ سے ہوئی جو دریائے فرات کے پیچھے حملہ کر کے واپس آرہے تھے۔

حاکم طرابلس سے معاہدہ: اسی زمانے میں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ پرنس سمند بن تیمند حاکم طرابلس فوت ہوگیا ہے۔ لہٰذا سلطان نے بلیان دوادار کو بھیجا تاکہ وہ اس کے بیٹوں کے ساتھ مصالحت طے کرائے (اس نے جاکر) یہ معاملہ طے کرایا کہ اس کے فرزند سالانہ بیس ہزار دینار اور بیس قیدی بھیجا کریں۔ اس معاہدہ کے موقع پر حاکم قبرص بھی موجود تھا۔ جو پرنس کے فرزندوں کے پاس تعزیت کے لئے آیا ہوا تھا۔ جب دوادار (مصالحت کرا کے) سلطان ظاہر کے پاس آیا تو وہ ماہ ذوالحجہ کی پندرہویں تاریخ کو دمشق لوٹ گیا۔

بلاد الروم پر تاتاری اقتدار: علاء الدین پردانات قلیج ارسلان کے فرزندوں میں سے غیاث الدین کیخسرو پر (اقتدار میں) غالب تھا جو بلاد الروم کا حاکم تھا۔ اس وقت تاتاری بلاد الروم (ایشیائے کوچک) کے تمام علاقوں پر غالب آگئے تھے انہوں نے پردانات کی نگرانی میں کیخسرو کو برائے نام بادشاہ برقرار رکھا تھا اور اپنی طرف سے ان کا ایک حاکم رہتا تھا، جس

[1] یہاں پر کتاب میں بیاض ہے۔ تاریخ ابوالفداء اخبار البشر جلد ۴ صفحہ ۷ میں یوں مذکور ہے "پھر سلطان وہاں سے لوٹ گیا اور اسی سال بتاریخ ۲۵ جمادی الآخر مصر پہنچا"۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس تا تاری فوج ہوتی تھی جو ملک کی حفاظت کرتی تھی۔ یہ شحنہ (کوتوال) کے نام سے موسوم تھی۔ بلاد الروم میں تا تاریوں کا پہلا حاکم بیلو تھا جس نے اس علاقہ کو فتح کیا تھا۔ اس کے بعد صمغان یہاں کا حاکم مقرر ہوا۔ اس کے بعد تو قو اور تدوان مقرر ہوئے وہ دونوں سلطان ظاہر کے زمانے میں وہاں کی حکومت میں شریک تھے۔ بروانات[1] تا تاریوں سے بیزار تھا۔ کیونکہ وہ اس پر دست درازی کرتے تھے اور ان کا انتظام بہت خراب تھا۔

پوشیدہ خط و کتابت: جب سلطان ظاہر کی حکومت کو مصر و شام میں تقویت حاصل ہوئی تو بروانات کو تا تاریوں پر غالب آنے کی امید نظر آئی اور سلطان کی امداد سے قلیج ارسلان کے خاندان کی دوبارہ سلطنت قائم ہونے کی توقع ہوئی۔ لہٰذا اس نے سلطان سے پوشیدہ طور پر خط و کتابت کی (یہ کام اس وقت شروع ہوا جب کہ) تا تاریوں کے بادشاہ ابغا نے ۶۷۴ھ میں البیرہ کی طرف فوجیں بھیجیں اور سلطان ظاہر (ان کے مقابلہ کے لئے) فوجیں لے کر دمشق سے نکلا تھا۔ اس وقت بروانات نے خط و کتابت کر کے اسے بلوایا تھا۔ جب سلطان حمص میں مقیم تھا تو اس وقت بروانات نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ تا تاریوں کے ساتھ جنگ کرے اس وقت ابغا (تا تاری بادشاہ) نے اسے اپنے پاس طلب کیا تھا۔ مگر اس نے معذرت پیش کی اور پھر بادلِ ناخواستہ اس نے کوچ کیا تھا۔

امراء نے اس کے بعد یہ لکھا کہ سلطان ظاہر نے بلاد الروم کی طرف اس کی ہدایت کے مطابق فوج کشی کی ہے۔ اس نے پیغام بھیج کر ابغا سے امداد طلب کی۔ چنانچہ اس نے امداد کے لئے مغل فوجیں بھیج دیں اور اسے حکم دیا کہ وہ سلطان ظاہر کا مقابلہ کرنے کے لئے لوٹ آئے' چنانچہ وہ واپس آ گیا۔ یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ امراء کی ایک جماعت نے سلطان سے خط و کتاب کی تھی اور اسے آنے کے لئے آمادہ کیا تھا اس پر وہ سب حیران اور پریشان ہوئے اور ان کا مقصد پورا نہیں ہو سکا۔

تا تاریوں سے مقابلہ: سلطان اسی سال ماہِ رجب کو مصر لوٹ گیا اور وہاں ایک سال تک رہا۔ اس عرصے میں تا تاریوں کے بلاد الروم میں حکام شام کی سرحدوں پر پہنچ گئے۔ جب بادشاہ کو ان کی خبریں ملیں تو وہ مصر سے ماہ رمضان ۶۷۵ھ میں روانہ ہوا اور براہ راست بلاد الروم کا قصد کیا اور دریائے ارزق تک پہنچ گیا۔ وہاں سے اس نے شمس الدین سنقر اشقر کو (فوج دے کر بھیجا' اس کا مقابلہ تا تاریوں کی اگلی فوج سے ہوا اور اس نے انہیں شکست دے دی۔ پھر وہ سلطان کے پاس لوٹ آیا۔

تا تاریوں کا قتل اور گرفتاری: اب (سلطان کی سب فوجیں) روانہ ہوئیں اور بلنشین کے مقام پر ان کا تا تاریوں سے مقابلہ ہوا۔ علاؤ الدین بردانات بھی اپنا لشکر لے کر ان کے ساتھ شامل ہوا۔ اس میں مغل فوجوں کو شکست ہوئی اور امیر تو قو اور تدوان دونوں مارے گئے۔ بردانات اور اس کا بادشاہ کیخسرو دونوں بھاگ گئے' کیونکہ وہ ان سے الگ تھے۔ مغلوں کے بہت سے سردار گرفتار ہوئے ان (گرفتار ہونے والوں) میں سلار بن طغرل' قفچاق اور جاورصی بھی شامل تھے۔ بعد میں

---

[1] بردانات کا اصلی نام سلیمان ہے اور بردانات لقب ہے۔ ان کی زبان میں بردانات حاجب (دربان) کو کہتے ہیں۔ (تاریخ ابوالفداء اخبار البشر ج ۴ صفحہ ۱۰) مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاء الدین بن معین بردانات بھی گرفتار ہوا اور ان میں بہت سے لوگ مارے گئے۔

فتح قیساریہ: پھر سلطان نے قیساریہ کی طرف کوچ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ وہاں مقیم ہو کر وہ سلطان بردانات کا انتظار کرتا رہا۔ کیونکہ ان دونوں کے درمیان وہاں ملاقات کا وقت مقرر تھا اور اس نے تاخیر کی تھی۔ پھر وہاں سے سلطان (اپنے ملک) لوٹ گیا۔

سازش کا علم: تاتاریوں کی شکست کی خبر ان کے بادشاہ ابغا کے پاس بھی پہنچ گئی۔ اسے اپنے جاسوسوں کے ذریعے یہ بھی پتہ چلا کہ بردانات اور سلطان ظاہر کے درمیان ساز باز تھی۔ اسے بردانات کی یہ حرکت پسند نہیں آئی۔ وہ اسی وقت محاذ جنگ کا معائنہ کرنے کے لئے پہنچا۔

قتل عام: اسے اس بات پر شک وشبہ ہوا کہ مغل مقتولوں کی لاشیں بکثرت ہیں۔ ان کے برخلاف روم کی فوجوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا (اس بات سے متاثر ہو کر) اس نے ان کے شہروں میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ مگر ان کے بہت سے قلعے ناقابل تسخیر ثابت ہوئے۔ لہٰذا اس نے ان کو پناہ دے دی اور پھر وہ واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ بردانات بھی تھا۔

بروانات کا قتل: سب سے پہلے اس نے اسے قتل کر دینے کا ارادہ کیا پھر اسے چھوڑ دیا تا کہ وہ ملک کی حفاظت کرے مگر (تاتاری) مقتولوں کی بیویوں نے اسی کے دروازے پر چیخنا چلانا شروع کر دیا (انہوں نے بردانات کو قتل کرنے کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ وہی ان کے شوہروں کے قتل کا سبب بنا) آخر کار بادشاہ نے ان پر ترس کھایا اور ایک مغل امیر کو بھیجا اس نے بروانات کو راستے ہی میں قتل کر دیا۔

سلطان ظاہر کی وفات: جب سلطان بلستین اور قیساریہ میں تاتاریوں سے جنگ کر کے واپس آ رہا تھا تو ماہ محرم ۶۷۶ھ میں وہ بیمار ہو گیا اور اسی مہینہ کے آخر میں فوت ہو گیا۔ اسی وقت بیلیک خزندار سلطنت کا نگران تھا۔ اس نے اس کی موت کی خبر کو چھپا کر دفن کر دیا اور فوج لے کر مصر واپس آ گیا۔

برکۃ سعید کی بادشاہت

جب وہ قلعہ میں پہنچا تو اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور برکۃ بن الظاہر کی (بادشاہت کے لئے) ان سے بیعت کرائی اور اس کا لقب سعید رکھا۔ اس کے تھوڑے عرصے کے بعد بیلیک خود بھی فوت ہو گیا تو سلطنت کا انتظام شمس الدین فارقانی کے سپرد ہوا۔ کیونکہ جب سلطان ظاہر شام میں تھا تو وہ مصر کا نائب حاکم رہ چکا تھا۔ اس لئے انتظام سلطنت درست رہا۔

امراء کی گرفتاری: پھر اس نے شمس الدین سنقر الاشقر اور بدرالدین بیسری کو گرفتار کر لیا جو سلطان ظاہر کے مخصوص امراء میں سے تھے۔ ان کے بارے میں اس کے ان گہرے دوستوں نے چغل خوری کی تھی' جو اس کی حکومت کے ابتدائی دنوں میں اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے۔ وہ رذیل قسم کے موالی تھے۔ تاہم وہ اپنے ارادوں کی تکمیل میں ان سے مدد لیتا تھا۔

گرفتاری اور رہائی: جب اس نے ان دونوں امراء کو گرفتار کیا تو اس کے ماموں محمد بن برکہ خان نے اس بات کو ناپسند

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ اس نے اس کو بھی ان دونوں کے ساتھ قید کر دیا۔ اس بات پر اس کی والدہ ناراض ہوگئی تو اس نے ان سب کو رہا کر دیا۔ اس پر تمام امراء کو بدگمانی ہوئی اور انہوں نے اس کو ملامت کیا۔ اس نے معذرت پیش کر کے حلف اٹھایا۔

چغل خوروں کا تسلط: پھر اس کے ان گہرے دوستوں نے اسے شمس الدین فارقانی کے خلاف بھی بھڑکایا جو اس کی سلطنت کا نگران تھا۔ چنانچہ اس نے اسے گرفتار کر کے مقید کر دیا اور وہ مقید ہونے کے چند دنوں بعد فوت ہوگیا۔ اس کے بجائے اس نے شمس الدین سنقر الغی کو (نگران) مقرر کیا۔ اس کے دوستوں نے اس کے بارے میں بھی چغلخوری کی تو اسے بھی معزول کر کے اس کی بجائے سیف الدولہ کوتک الساقی کو (نگرانی) مقرر کیا جو امیر سیف الدین قلادن کا ہم زلف تھا۔ اور اس کی سالی کا شوہر تھا جو کرمون کی بیٹی تھی۔

اس کا والد تاتاری امیر تھا جو سلطان ظاہر کے پاس چلا آیا تھا اور اس کے پاس رہنے لگا تھا۔ اس نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح امیر قلادن سے کیا تھا اور دوسری بیٹی کا نکاح کوزبک سے کیا تھا۔

لاشین ربعی کی آمد: کچھ عرصے کے بعد سلطان سعید کے پاس اس کا ایک خاص ملازم لاشین الربعی بھی آیا اور وہ اس کا منظورِ نظر ہوگیا اس نے امراء کی ضرورتیں پوری کر کے انہیں اپنا طرفدار بنا لیا اور وہ ان پر احسان کرتا رہا جس سے اس کا اقتدار قائم ہوگیا۔

جب سلطان سعید کی سلطنت مصر میں قائم ہوگئی تو اس نے شام جانے کا ارادہ کیا تاکہ وہاں کے نظم و نسق کی دیکھ بھال کر سکے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے وہ ٦٧٧ھ میں دمشق روانہ ہوا' اور وہاں مقیم ہوگیا اور مختلف سمتوں میں اپنی فوجیں بھیجیں۔ قلادن صالحی اور بدرالدین بیسری سیس (ارمینیہ خورد کے پائے تخت) کی طرف (فوجیں لے کر) روانہ ہوئے۔ یہ مشورہ لاشین ربعی اور بادشاہ کے مخصوص گہرے دوستوں نے دیا تھا اور اسے آمادہ کیا تھا کہ جب وہ واپس آئے تو انہیں گرفتار کر لیا جائے۔

اتفاق سے بادشاہ کے مخصوص گہرے دوستوں اور اس کے نائب حاکم سیف الدین کوتک کے درمیان ناچاقی ہوگئی بادشاہ کی حمایت کی وجہ سے وہ ان پر بہت ناراض ہوا۔

امراء کی بغاوت: ادھر یہ فوجیں روانہ ہوگئیں اور انہوں نے سیس پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ جب وہ واپس آئے تو نائب حاکم کوتک ان سے ملا اور اس نے انہیں خفیہ طور پر بادشاہ کے پوشیدہ ارادوں سے مطلع کر دیا لہٰذا یہ فوجیں شہر سے باہر خیمہ زن ہوئیں اور انہوں نے بادشاہ سے ملنے سے انکار کر دیا انہوں نے مطالبہ کیا کہ بادشاہ اپنے نائب کے ساتھ عدل و انصاف کرے اور اپنے مخصوص گہرے دوستوں کی (بے جا) طرف داری نہ کرے۔ سلطان نے (ان کے مطالبہ کو) نظر انداز کر دیا اور اپنے والد کے موالی کو پوشیدہ طور پر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ (کسی طریقہ سے) انہیں اس کے پاس لے آئیں۔ انہوں نے جا کر انہیں سلطان کی (سازش اور) اس کے خط سے مطلع کر دیا۔ جس سے وہ مزید برافروختہ ہوئے اور علانیہ طور پر باغی ہوگئے۔ اس کے بعد سلطان نے ان کے پاس سنقر اشقر اور سنقر قرکیتی کو بھیجا۔ تاکہ وہ انہیں سمجھائیں' مگر انہوں نے ان دونوں کی بات نہیں مانی۔ پھر اس نے اپنی والدہ دختر برکت خان کو بھیجا' مگر ان (امراء) نے کوئی بات نہیں مانی اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب قاہرہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں ماہ محرم ۶۷۸ھ میں پہنچ گئے۔ قاہرہ کے قلعہ میں اس وقت عزالدین ایبک افرم صالحی امیر جندار' علاء الدین اقطوان ساقی اور استاد خانہ سیف الدین بلبان موجود تھے۔ انہوں نے قاہرہ کے پھاٹک بند کر دیئے اور ان (باغی امراء) کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

قلعہ کا محاصرہ: ان (باغی) امراء کی (قلعہ کے امراء سے) خط و کتابت ہوتی رہی' اس کے بعد ایبک افرم اقطوان' لاشین ترکمانی گفت و شنید کے لئے پہنچے' مگر وہ ان پر برافروختہ ہوئے اور وہ گھروں میں گھس گئے اور دوسرے دن صبح سویرے انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور ان پر پانی بند کر دیا۔

شاہی فوج کی کمی: ادھر سلطان سعید اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ دمشق سے واپس روانہ ہوا تھا تو اس نے عرب بدوؤں کو عطیات دے کر انہیں اپنے لشکر میں شامل کیا مگر جب وہ غزہ پہنچا تو عرب بدو فوج بھاگ نکلی اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ چلے گئے۔ جب سلطان بلبیس کے مقام پر پہنچا تو اسے فوجوں کی کمی کا احساس ہوا' اس لئے اس نے عزالدین ایدمر ظاہری کے ساتھ فوج کو دمشق لوٹا دیا۔ اس وقت وہاں کا نائب حاکم اقوش تھا۔ اس نے اسے گرفتار کر کے مصر کے امراء کے پاس بھیج دیا۔ جب سلطان سعید نے بلبیس کے قلعہ کی طرف کوچ کیا تو سنقر اشقر اس سے الگ ہو گیا۔ امراء فوج لے کر روانہ ہوئے تاکہ اسے قلعہ میں داخل ہونے سے روکیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے گھنے بادلوں کا پردہ اس پر ڈال دیا۔ اس لئے وہ اس کی طرف جانے کا راستہ نہیں معلوم کر سکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور اس نے علم الدین سنجر حنفی کو قید خانے سے رہا کیا تاکہ اس کی مدد حاصل کر سکے۔

سلطان سعید کی برطرفی: اس کے بعد سلطان کے مخصوص گہرے دوستوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ ان میں سے کچھ دوست اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس لئے وہ مجبور ہوا کہ وہ امرائے مصر کے ساتھ نرمی اختیار کرے' اس نے ان امراء کے لئے شام کے تمام علاقے سے دست برداری کا اعلان کیا' مگر وہ اس قید کرنے پر مصر رہے آخر کار اس نے ان سے صرف قلعہ الکرک کی حکومت طلب کی۔ اس کے لئے وہ تیار ہو گئے۔

الکرک کا حاکم: اس نے ان (امراء) سے اسے پناہ دینے کا حلف اٹھوایا اور خود بھی یہ حلف اٹھایا کہ وہ ان کے خلاف بغاوت نہیں کرے گا اور نہ وہ فوج سے مل کر کسی کے خلاف سازش کرے گا اور اپنی حمایت کر لئے کسی کو آمادہ نہیں کرے گا (اس یقین دہانی کے بعد) (ان امراء نے) اسی وقت الکرک بھیج دیا اور وہاں کے نائب حاکم علاء الدین ایدکر الفخری کو لکھا کہ وہ قلعہ (سعید کے) حوالے کر دے۔ چنانچہ اس نے وہ قلعہ اس کے حوالے کر دیا اور سعید الکرک میں رہنے لگا' اور اس کی حکومت کا انتظام ایدکر الفخری (سابق حاکم) کے سپرد رہا۔

شلامش کی حکومت: (سعید کی برطرفی کے بعد) امراء (مشورہ کے لئے) اکٹھے ہوئے انہوں نے امیر قلادن کو بادشاہت پیش کی۔ وہ اس کا حق دار تھا مگر اس نے اسے قبول نہیں کیا اور مشورہ دیا کہ سلطان ظاہر کے دوسرے فرزند شلامش کو جو آٹھ سال کا بچہ تھا بادشاہ بنا دیا جائے۔ چنانچہ ۶۷۸ھ میں اسے بادشاہ بنا دیا گیا اور اس کا لقب بدرالدین رکھا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر قلادن کا انتظام: امیر قلادن سپہ سالار مقرر ہوا۔ اقوش حاکم دمشق کا تبادلہ کر کے اسے حلب کا حاکم بنایا گیا۔ امیر قلادن نے برہان الحصری السخاوی کو وزیر مقرر کیا۔ اس نے ممالیک صالحیہ کو اکٹھا کر کے ان کی جاگیروں میں اضافہ کیا اور انہیں سلطنت کے اعلیٰ مناصب پر مقرر کیا۔ اس نے ظاہریہ جماعت کو (جو سلطان ظاہر سے تعلق رکھتی تھی) دور دراز بھیج دیا اور انہیں قید خانوں میں ٹھونس دیا تاکہ وہ فتنہ وفساد برپا نہ کر سکیں۔ جب ان کی سزا کی مدت پوری ہوگئی تو اس نے ان کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد (ملک میں امن وامان ہوگیا) اور اس کے تمام معاملاتِ سلطنت درست ہوگئے۔

منصور قلادن کی اصلیت: امیر قلادن قفچاق کے ایک قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جو برج اعلیٰ کے نام سے موسوم تھا' وہ علاء الدین اقسنقر کابلی کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھا جو خود ملک صالح نجم الدین ایوب کا مولیٰ تھا۔ جب علاء الدین فوت ہوگیا تو قلادن (براہ راست) ملک صالح کے موالی میں شامل ہوگیا' جن کی بہادری اور وفاداری مشہور تھی۔

امیر قلادن سلطان مظفر قطز کے عہد حکومت میں ظاہر بیبرس کے ساتھ مصر آیا۔ جب ظاہر بادشاہ ہوگیا تو اس نے اسے مقرب بارگاہ بنایا اور اس کے ساتھ خصوصی تعلقات قائم کئے پھر اس نے اس کے فرزند سعید کے ہاتھ پر اس کے مرنے کے بعد بیعت کی۔

منصور قلادن کی تخت نشینی: جب امراء سعید سے ناراض ہوگئے اور انہوں نے اسے برطرف کیا تو وہ امیر قلادن کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے مگر جب اس نے اس کے بھائی شلامش بن الظاہر کو بادشاہ مقرر کیا تو امراء نے بھی اس کے اتباع میں اس کی موافقت کی۔ اس کے عہد حکومت صرف دو مہینے رہا۔ آخر کار امیر قلادن نے ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔ چنانچہ ان (امراء نے) ماہ جمادی الاولیٰ ۶۷۸ھ میں منصور قلادن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس نے تختِ حکومت پر بیٹھتے ہی عوام کی شکایات کا ازالہ کیا اور کئی قسم کے محصول اور ٹیکس کو منسوخ کیا۔ اس نے امرائے مصر میں عہدوں کو (مناسب طور پر) تقسیم کیا۔ اس نے اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو ہزاری منصب پر مقرر کیا اور ان کی جاگیروں میں اضافہ کیا۔

حکام کا تقرر: اس نے فوراً عز الدین ایبک افرم صالحی کو (قید خانے سے) رہا کیا اور اسے مصر کا نائب حاکم مقرر کیا۔ مگر اس نے استعفاء دے دیا۔ اس لئے اس نے اس کے بجائے اس کے غلام حسام الدین طرنطائی کو نائب مقرر کیا اور علم الدین سنجر شجاعی کو سرکاری دفاتر کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ سلطان قلادن نے برہان الدین سنجاری کو وزارت پر بحال رکھا۔ بعد ازاں اسے معزول کر کے فخر الدین ابراہیم بن لقمان کو وزیر مقرر کیا۔ اس نے عز الدین ایدمر ظاہری کو طلب کیا جسے جمال الدین اقوش نے اس وقت گرفتار کیا تھا جب کہ سعید نے بلبیس سے شام کی فوجوں کو اس کے ساتھ بھیجا تھا جب اسے بیڑیوں میں جکڑ کر لایا گیا تو اس نے اسے مقید رکھا۔

سعید کی بغاوت اور وفات: جب سلطان قلادن بادشاہ ہوا تو اس وقت (سابق سلطان) سعید بن ظاہر الکرک میں تھا اس نے مصر وشام کے امراء سے خط وکتابت کر کے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا۔ سلطان قلادن نے اس عہد شکنی پر اسے ملامت کی' مگر وہ اس سے متاثر نہیں ہوا۔ بلکہ اس نے اپنی فوجیں حسام الدین لاشین جاندار کی قیادت میں قلعہ شوبک کی طرف بھیجیں اور اس نے وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ لہٰذا سلطان نے نور الدین بیلیک ایدمری کو فوجیں دے کر بھیجا تو اس نے ماہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذوالقعدہ ۶۷۸ھ میں یہ علاقہ اس سے واپس لے لیا۔ اس کے بعد ہی سعید الکرک میں فوت ہو گیا۔

مسعود خسرو کی باغی حکومت: اس کے بعد الکرک میں امراء کا اجتماع اس کے نائب ایدکین فخری کی قیادت میں ہوا۔ ایدکین فخری نے اپنا نائب ایدغری حرانی کو مقرر کیا اور سعید کے بھائی خسرو کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اس کا لقب مسعود نجم الدین رکھا۔ اس نے موالی کو اپنے اوپر مسلط کر لیا۔ چنانچہ وہ بے حساب اور بے اندازہ مال و دولت خرچ کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے الکرک کا وہ تمام ذخیرہ صرف کر دیا جو ملک ظاہر اور بعض امرائے شام نے وہاں جمع کر رکھا تھا۔

محاصرہ اور صلح: انہوں نے فوجیں بھیج کر صلیب پر قبضہ کر لیا اور صرخد کا محاصرہ بھی کیا مگر وہ فتح نہیں ہو سکا انہوں نے سنقر اشقر سے بھی خط و کتابت کی جو باغی ہو گیا تھا۔ لہٰذا سلطان قلادن نے ایبک افرم کی قیادت میں الکرک کے محاصرہ کے لئے فوجیں بھیجیں' چنانچہ اس کا سخت محاصرہ کیا گیا۔ آخر کار مسعود نے یہ درخواست پیش کی کہ ناصر داؤد بن اعظم نے جس طرح مصالحت کی تھی' اسی طرح کا صلح نامہ اس کے ساتھ بھی کیا جائے۔ سلطان نے یہ شرط منظور کر لی اور اس قسم کا صلح نامہ ہو گیا۔

مسعود کی حکومت کا خاتمہ: مسعود نے دوبارہ بغاوت اختیار کی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا نائب حاکم علاء الدین ایدغری حرانی اس کے پاس سے بھاگ کر سلطان کے پاس پہنچ گیا اور اس کی بغاوت کی تصدیق کی لہٰذا سلطان نے ۶۸۵ھ میں اپنے نائب حسام الدین طرنطائی کو فوجیں دے کر الکرک کے محاصرہ کے لئے بھیجا۔ فوجوں نے اس کا محاصرہ کیا۔ آخر کار مسعود اور اس کے بھائی شلامش کو پناہ دے کر الکرک پر قبضہ کر لیا گیا اور ان دونوں بھائیوں کو سلطان قلادن کے پاس مصر بھیج دیا گیا۔ سلطان نے ان دونوں کی تعظیم و تکریم کی اور انہیں اپنے لڑکے کے ساتھ شامل رکھا۔ یہ سلسلہ اس کی وفات تک جاری رہا۔ اس کے بعد اشرف ان دونوں کو لے کر قسطنطنیہ بھاگ گیا۔

سنقر الاشقر کی خودسری: شمس الدین سنقر الاشقر جب دمشق کا نائب حاکم ہوا تو اس نے خود مختار حاکم بننے کا عزم مصمم کر لیا تھا۔ اس نے ظاہر یہ جماعت سے قلعوں کو چھین لیا تھا اور ان پر اپنے حاکم مقرر کر دیئے تھے اور سلطان منصور قلادن سے یہ مطالبہ کیا کہ عریش سے لے کر دریائے فرات تک کا تمام علاقہ شام کی مملکت میں شامل کر کے اس کے زیر حکومت کر دیا جائے اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ سلطان نے اس کے ساتھ اس بات کا معاہدہ کیا تھا۔

اعلان بغاوت: جب سلطان نے قلعۂ دمشق کا حاکم اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) حسام الدین لاشین صغیر سلحدار کو ماہ ذوالحجہ ۶۷۸ھ میں مقرر کیا تو سنقر نے اس کو بہت ناپسند کیا اور بغاوت کا اعلان کر دیا اور اپنے آپ کو بادشاہ مشہور کیا۔ جب اسے قلادن کی تخت نشینی کی خبر ملی تو اس نے اپنی حمایت کے لئے ان سے حلف اٹھوایا اور جس نے حلف نہیں اٹھایا اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا لقب الکامل رکھا۔ یہ تمام کارروائی اس سال کے ماہ ذوالحجہ میں ہوئی۔

اس نے قلعہ کے (شاہی) حاکم لاشین کو گرفتار کر لیا اور سیف الدین کو شامی اصلاع اور قلعوں میں اپنی حمایت کے لئے حلف (اطاعت) حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ نیز شام کا وزیر مجد الدین اسماعیل بن کسیرات کو مقرر کیا اور خود سنقر قلعہ میں رہنے لگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افرم سے ملاقات: اس اثناء میں سلطان نے ایک افرم کو فوجیں دے کر الکرک اس وقت بھیجا جب الکرک کا حاکم سعید فوت ہو گیا تھا جب وہ غزہ پہنچا تو وہاں بیلیک ایدمری بھی قلعہ شوبک کو فتح کر کے واپس آیا ہوا تھا اور دونوں کی ملاقات ہوئی تھی۔ سنقر الاشقر نے انہیں خبردار کیا اور افرم سے مخاطب ہو کر اس نے سلطان پر الزام لگایا کہ اس نے اسے شام کا واحد حکمران نہیں بنایا اور قلعۂ دمشق اور حلب کی حکومت دوسرے لوگوں کو دے دی (اس ملاقات کے بعد) افرم نے سلطان کو ایک خط لکھا' جس کا اس نے جواب دیا اور ہدایت کی کہ افرم اسے ان حرکتوں سے باز رکھے۔

مگر سنقر (اپنی حرکتوں سے) باز نہیں آیا بلکہ اس نے شام کے مختلف علاقوں سے فوج اکٹھی کی اور عرب بدوؤں کو جمع کر کے قراسنقر القری کی قیادت میں یہ فوج غزہ بھیج دی۔ افرم اور اس کے ساتھیوں نے اس فوج کا مقابلہ کر کے اسے شکست دی اور ان کے افسروں کی ایک جماعت مقید کر کے سلطان قلادن کے پاس بھیج دی۔ سلطان نے انہیں رہا کر کے خلعت عطا کیے۔

سنقر کی شکست: جب شکست خوردہ فوجیں دمشق پہنچیں تو سنقر الاشقر اپنی فوجوں کے ساتھ باہر چراگاہ میں خیمہ زن ہوا۔ اس نے غزہ میں مقیم امراء کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ اتنے میں سلطان نے مصری فوجوں کو علم الدین سنجر الاشین منصوری اور بدرالدین بلکتاش فخری سلحداری کی قیادت میں روانہ کیا۔ وہ فوجیں دمشق کی طرف روانہ ہوئیں۔ دمشق کے قریب ان کا مقابلہ سنقر الاشقر کی فوجوں سے ہوا اور مصری فوج نے سنقر کو ماہ صفر ۶۷۹ھ میں شکست دے دی' آگے بڑھ کر انہوں نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور علم الدین سنجر الاشین منصوری کو قید سے رہا کر کے اسے دمشق کا نائب حاکم بنا دیا گیا۔ قلعہ دمشق کا حاکم سیف الدین سنجار منصوری مقرر رہا اس کے بعد سلطان کو فتح دمشق کی اطلاع دی گئی۔

شاہِ تاتار سے خط و کتابت: سنقر (شکست کھانے کے بعد) رحبہ پہنچا۔ وہاں کے حاکم نے اس کا مقابلہ کیا تو وہ عیسیٰ بن مہنا کے پاس پہنچ گیا وہاں سے وہ اپنی شکست خوردہ فوجوں کے پاس گیا اور ان سب نے تاتاریوں کے بادشاہ ابغا سے خط و کتابت کی اور اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ شام کو فتح کر لے۔ مگر اس نے یہ بات نہیں مانی۔

شیزر پر قبضہ: سنقر نے صہیون اور شیزر پر قبضہ کر لیا۔ اس لئے سلطان مصر نے عزالدین افرم کی قیادت میں شیزر کا محاصرہ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں جس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

حملۂ تاتار کی خبر: اس عرصہ میں یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا بادشاہ ابغا' سنقر اور ابن مہنا کے ورغلانے سے شام پر حملہ کرنے والا ہے اور اس نے بلادالروم کے حاکم صفار کو بھی اس کی مغل فوجوں کے ساتھ طلب کیا ہے اور اپنے بھتیجے بیدو ابن طرخان حاکم ماردین اور حاکم سیس کو آذربائیجان کی سمت سے روانہ کیا ہے اور وہ خود شام کے راستے سے آ رہا ہے اور اس کی اگلی فوجیں اس کے بھائی منوکتمر کی قیادت میں کوچ کر رہی ہیں۔

دشمن کے خلاف اتحاد: جب ایسی خبریں لگاتار پہنچنے لگیں تو افرم نے شیزر کے مقام سے محاصرہ اٹھا لیا اور سنقر اشقر کو دعوت دی کہ وہ مل کر مسلمانوں کے دشمن کے خلاف جہاد کرے۔ چنانچہ اس نے یہ دعوت قبول کر لیا اور ابغا (تاتاری بادشاہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ترک موالات کر کے مسلمانوں کی فوج میں شامل ہونے کے لئے صہیون سے روانہ ہوا۔

سلطان کی فوج کشی: ادھر سلطان نے مصر میں فوجیں جمع کیں اور شام کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے مصر میں اپنے فرزند ابوالفتح کو اپنا جانشین بنایا اور اس کی ولی عہدی کا اعلان کیا۔ چنانچہ اس بارے میں اس کا تحریری فرمان عوام کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔ پھر وہ فوجوں کو اکٹھا کر کے ماہ جمادی الاولیٰ ۶۷۹ھ میں روانہ ہوا اور غزہ پہنچ گیا۔

حلب کی مساجد کی تباہی: ادھر تاتاری فوجیں جب حلب پہنچیں تو وہاں کے باشندے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان کے گھر ویران ہو گئے۔ ان فوجوں نے وہاں پہنچ کر گھروں اور مسجدوں کو جلا ڈالا۔ اس تباہی کا ذمہ دار سیس اور ارمینیہ کا حاکم تھا۔ جب انہیں یہ خبر ملی کہ سلطانِ مصر غزہ پہنچ گیا ہے تو وہ بھاگ کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔

حفاظتی فوج کا تقرر: سلطان نے حمص اور شام کے ساحلی شہروں پر مزید فوجیں متعین کی تاکہ فرنگیوں کے حملے سے ان کی حفاظت ہو سکے اس کے بعد سلطان بھی مصر واپس چلا گیا۔

سنقر کی واپسی: سنقر اشقر بھی صہیون چلا گیا۔ اب اس کی فوج کے بہت سے افراد اسے چھوڑ کر شام چلے گئے۔ اس کے ساتھ صرف سنجر دوادار' عز الدین اردین اور وہ امراء باقی رہے جنہوں نے اس کی بغاوت کے وقت اسے شام کے قلعوں پر قبضہ دلایا تھا۔

حصن مرقب میں شکست: ان فرنگیوں کو جو مرقب کے قلعوں میں تھے' جب تاتاریوں کے حملہ شام کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے قریبی علاقوں پر قتل و غارت شروع کی۔ جب تاتاری شام سے لوٹ گئے تو حصن الاکراد کے حاکم بلیان طباخی نے سلطان سے ان پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی اور (اجازت ملنے پر) وہ اپنے قلعوں کی محافظ فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ اس نے ترکمان فوجوں کو بھی جمع کر لیا تھا جب وہ مرقب کے قلعہ کے پاس پہنچا تو وہ اس کے نیچے خیمہ زن ہوا اور قلعہ والوں کو مقابلہ کے لئے بلوایا۔ مگر وہ پہاڑ کے دشوار گزار راستوں میں پھنس گیا۔ اس وقت ان فرنگیوں نے یک دم حملہ کر کے اسے شکست دے دی' جس سے مسلمانوں کا نقصان ہوا۔

فرنگیوں سے صلح نامہ: جب یہ اطلاع سلطانِ مصر کو پہنچی تو وہ ۶۷۹ھ کے آخر میں ان سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اور اپنے بجائے اپنے فرزند کو جانشین بنایا جب وہ روحاء کے مقام پر پہنچا تو وہاں فرنگیوں کے ایلچیوں نے اس سے ملاقات کی تاکہ وہ اہل مرقب کے ساتھ مصالحت کر لے (انہوں نے وعدہ کیا کہ) اس کے بدلے میں وہ ان مسلمانوں کو قید سے رہا کر دیں گے جو بلیان کے ہمراہ جنگ میں گرفتار ہوئے تھے۔ چنانچہ سلطان نے ماہ محرم ۶۸۰ھ میں ان سے صلح نامہ کر لیا۔ پھر اس نے بیت الاستبار کے حاکم اور اس کے فرزند سے بھی صلح کی۔ نیز طرابلس کے حاکم سمند بن تیمند اور حاکم عکا کے ساتھ بھی ان کے شہروں' اسماعیلی قلعوں اور نئے مفتوحہ علاقوں کے بارے میں صلح کے معاہدے کئے۔ سلطان کی شرائط یہ تھیں کہ مسلمانوں کے حکام لاذقیہ میں مقیم رہیں گے اور وہ کسی قلعہ کے قیدی اور دوسرے لوگوں کی مدد نہیں کریں گے اور نہ وہ کسی فتنہ و فساد میں تاتاریوں کے ساتھ سازش کریں گے اور جہاں تک ممکن ہو گا وہ انہیں مسلمانوں کے علاقوں میں سے گزرنے کی اجازت نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں گے۔ سلطان نے ان کے ساتھ یہ معاہدہ گیارہ سال کے لئے کیا تھا۔ اور اپنے امراء میں سے کچھ لوگوں کو فرنگیوں کے پاس ان سے (اس معاہدہ کے لئے) حلف اٹھوانے کے لئے بھیجا تھا۔

سازشیوں کا قتل: اس عرصے میں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ اس کے امراء کی ایک جماعت اسے اچانک قتل کرنے کی سازش کر رہی ہے اور انہوں نے اس (سازش) میں فرنگیوں کو بھی شریک کیا تھا۔ اس کا سرغنہ کوندک تھا۔ چنانچہ جب وہ بسیان پہنچا تو سلطان نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے انہیں قتل کرا دیا اور جو اس (سازش میں شریک تھے وہ مشتبہ قرار دیئے گئے۔ چنانچہ وہ سنقر کے پاس صہیون پہنچ گئے۔

علاقوں کا تبادلہ: دمشق پہنچ کر سلطان نے قلعہ شیزر کے محاصرہ کے لئے فوجیں بھیجیں آخر کار سلطان اور اشقر کے درمیان قاصدوں کا تبادلہ ہوا اور ان شرائط پر صلح ہوئی کہ سنقر اشقر شیزر سے دست بردار ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اس کے معاوضہ میں اسے شغر اور بکاس کا علاقہ دیا جائے۔ یہ بھی طے پایا کہ اشقر اپنے قلعوں کی حفاظت کے لئے صرف چھ سو سوار کا فوجی دستہ رکھے گا اور وہ ان امراء کو نکال دے گا جو اس کے پاس بھاگ کر آئے ہیں۔ جب یہ معاہدہ مکمل ہو گیا تو اس کو نافذ کرنے کے لئے فرمان جاری ہو گیا۔

اشقر کے پاس سے سنجر دواوار مصر کے پاس چلا آیا تو سلطان نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ سلطان نے شیزر کا حاکم بلیان طباخی کو مقرر کیا۔

الکرک کا معاملہ: اس سے پہلے ملک ظاہر کے فرزند جو الکرک میں تھے۔ سلطان سے یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ وہ صلح نامہ میں سلطان داؤد کے زمانے کی طرح الکرک کے علاقہ پر قانع ہو گئے۔ سلطان نے ان کے رشتے داروں کو قاہرہ سے بھیجا اور ان کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کر لیا اور امیر سلحدار اور قاضی تاج الدین الاثیر کو ان سے حلف اٹھوانے کے لئے بھیجا۔

تاتاریوں کا زبردست حملہ: ۶۸۰ھ میں تاتاریوں نے ہر سمت سے شام کی طرف فوج کشی کی۔ چنانچہ تاتاریوں کا (بادشاہ) ابغا خود مغلوں اور تاتاریوں کی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ جب وہ رحبہ کے مقام پر پہنچا تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا (اس محاصرہ میں) اس کے ساتھ حاکم ماردین بھی شریک تھا۔ اس (بادشاہ) کے بھائی منکوتمر نے بھی شام کی طرف فوج کشی کی۔ شمالی علاقے کا بادشاہ منکوتمر، جو دوشی خان کی اولاد سے تھا، وہ بھی اپنے پائے تخت سے ابغا بن ہلاکو کی مدد کے لئے شام پر حملہ آور رہا۔ وہ قسطنطنیہ سے گزرتا ہوا قیساریہ اور تفلیس کے درمیان خیمہ زن ہوا۔ پھر وہ منکوتمر بن ہلاکو کے پاس پہنچا اور اس کے ساتھ مل کر اس نے شام کی طرف پیش قدمی کی۔

اسلامی لشکر کا مقابلہ: سلطان مصر دمشق سے مسلمانوں کی فوجوں کو لے کر تاتاریوں سے پہلے حمص پہنچ گیا۔ وہاں اس کے ساتھ سنقر الاشقر بھی امرائے ظاہریہ سمیت شامل ہو گیا۔

اسّی ہزار کی تاتاری فوج: تاتاریوں کے زبردست لشکر میں روم، فرنگی، ارمن اور کرج اقوام سمیت اسّی ہزار سے زائد فوج تھی۔ فریقین کا حمص کے مقام پر مقابلہ ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی صفوں کے سپہ سالار: سلطان مصر کی میمنہ (دائیں طرف کی فوج) میں حاکم حماۃ محمد بن المظفر۔ نائب حاکم دمشق لاشین سلحدار تھے۔ عیسیٰ بن مہنا عرب بدوؤں کی قیادت کر رہے تھے۔ میسرہ (بائیں طرف کی فوج) میں سنقر الاشقر' ترکمان فوج اور ظاہر یہ کی جماعت اور ان کے امراء کے ساتھ شریک تھا۔ قلب (درمیانی صفوں) میں سلطان کا نائب حسام الدین طرنطائی' حاجب رکن الدین اباجی اور فوج کا کثیر حصہ اور ممالیک (مصر) شریک تھے۔ سلطان (بذاتِ خود) جھنڈوں کے نیچے اپنے موالی اور مخصوص ملازمین کے ساتھ شریک جنگ تھا۔

تاتاریوں کو شکست: تاتاری فوجیں بھی مختلف دستوں میں منقسم تھیں۔ یہ جنگ پندرہویں رجب ۶۸۰ھ میں ہوئی۔ جنگ صبر و استقلال کے ساتھ زور و شور کے ساتھ جاری رہی۔ پھر مسلمانوں کا میسرہ منتشر ہو گیا اور تاتاریوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اس کے بعد تاتاریوں کا میسرہ منتشر ہوا اور ان کی یہ فوجیں پیچھے ہٹ کر اپنے بادشاہ منکوتمر کی طرف جو قلب (درمیانی حصہ) میں تھا' بھاگیں تو اسے شکست ہو گئی اور تاتاری فوج نے بھی مسلمانوں کے میسرہ کا تعاقب کرنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ جب وہ سلطان کے پاس سے گزرے تو (انہوں نے یہ دیکھا کہ) سلطان اپنے مقام پر ڈٹا ہوا ہے اور ثابت قدمی سے جنگ کر رہا ہے۔ اس کے بعد رسد اور خوراک والے بھی لوٹ آئے۔

تاتاریوں کا تعاقب اور تباہی: (تاتاریوں کی شکست کے بعد) سلطان مصر (قلادن) خیمہ نشین ہو گیا۔ دوسرے دن اس نے دشمن کے تعاقب کے لئے کوچ کیا اور ان قلعوں کا قصد کیا جو دریائے فرات کے اطراف میں تھے تاکہ دشمن کی فوجوں کو روکا جائے۔ لہٰذا انہوں نے راستہ تبدیل کر لیا اور وہ دریائے فرات کے نامعلوم مقامات میں گھس گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دریا میں ڈوب گئے۔ ان میں سے کچھ فوج سلمیہ کے جنگل بیابانوں میں سے گزری (اور ان میں بھٹک کر) تباہ و برباد ہو گئی۔

ابغا کا فرار: ابغا (تاتاریوں کا بادشاہ) رحبہ کے مقام پر تھا' جب اسے (فوج کی شکست) کی خبر ملی تو وہ بغداد بھاگ گیا۔

تاتاری حکام کی موت: اس کے بعد سلطان (قلادن) نے فوجوں کو ان کے اصلی ٹھکانوں کی طرف بھیج دیا۔ سنقر الاشقر صہیون چلا گیا۔ ظاہر یہ جماعت کے افراد پیچھے رہ گئے اور وہ سلطان کے حامی بن گئے۔ اب سلطان دمشق آ گیا اور یہاں سے اس سال ماہ شعبان کے آخر میں مصر پہنچا۔

مصر پہنچتے ہی اسے اطلاع ملی کہ منکوتمر بن ہلاکو ہمدان میں فوت ہو گیا ہے اور شمالی علاقہ کا بادشاہ منکوتمر صرائے میں مر گیا ہے۔ لہٰذا اس خبر کے بعد اسے فتح کامل حاصل ہوئی۔

شاہِ تاتار کی ہلاکت: ابغا بن ہلاکو بھی ۶۸۱ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کی موت کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے وزیر شمس الدین الجریض کو اپنے بھائی منکوتمر کے اچانک قتل کا ملزم قرار دیا۔ تاتاری بادشاہ (ابغا) نے اسے گرفتار کر کے اس کے بارے میں تحقیقات کرائی تو جوینی نے کسی کو پوشیدہ بھیج کر (اس کے کھانے میں) زہر ملوا دیا جس سے وہ مر گیا۔

مغل حاکم کی گرفتاری: ابغا نے ایک دوسرے مغل حاکم پر بھی اپنے بھائی کی موت کا الزام لگایا جو الجزیرہ کا کوتوال تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ وہ (الزام کی خبر سن کر) بھاگ گیا۔ جب سلطان قلادن نے ایک فوجی مہم موصل کے علاقے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجی اور وہ سنجر کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے اس مذکورہ مغل امیر کو دیکھا' وہ اسے سلطان کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے مقید رکھا' اس کے بعد اسے رہا کر کے اس کا نام اپنے رجسٹر میں درج کرا دیا۔ چنانچہ وہ تاتاریوں کے بہت سے واقعات بیان کرتا تھا اور کچھ واقعات اس کی روایت سے ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں۔

حلب کی تباہی کا انتقام: اس سال سلطان نے دوسری فوجی مہمیں بھی بلاد الروم میں سیس (ارمینیہ) کے علاقہ کی طرف بھیجیں۔ کیونکہ ارمنوں نے شہر حلب اور اس کی مساجد کو تباہ کیا تھا۔ لہٰذا ان سے انتقام لینا (ضروری) تھا۔ ان فوجوں نے ان کے علاقوں کا صفایا کر دیا تھا۔ وہاں انہوں نے ایک مقام پر بعض تاتاری حکام کو بھی دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے ان کو شکست دے کر بھگا دیا۔ یہ فوجیں بلغار کے پہاڑوں تک بھی پہنچیں اور وہاں سے مال غنیمت حاصل کر کے واپس آ گئیں۔ اسی زمانے میں سلطان نے شمس الدین قراسنقر منصوری کو حلب بھیجا تاکہ وہ حلب کے قلعہ اور جامع مسجد کی مرمت کرائے جنہیں تاتاریوں نے تباہ کر دیا تھا۔ چنانچہ اس نے ان کی اس طرح تعمیر و مرمت کرائی کہ ان کی حالت پہلے سے بہتر ہو گئی۔

نکودار کا اعلانِ اسلام: اس کے بعد تاتاریوں کے بادشاہ مسلمان ہونے لگے۔ سب سے پہلے یکدار (نکودار) بن ہلاکو حاکم عراق نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اس نے اپنا (اسلامی) نام احمد رکھا۔ اس کے ایلچیوں نے تحریری طور پر یہ خبر سلطان مصر کو پہنچائی۔ ایلچیوں کے نام یہ ہیں: (۱) شمس الدین اتابک (۲) مسعود بن کیکاؤس حاکم بلاد الروم (۳) قطب الدین محمود شیرازی قاضی سیواس (۴) شمس الدین محمد بن الصاحب جو حاکم ماردین کا خاص ملازم تھا۔ اسی (کے اسلام لانے کی خبر) کے خط پر تاریخ جمادی الاولیٰ ۶۸۱ھ لکھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے اس (واقعہ) کو کرامت پر محمول سمجھا۔ بہر حال اس خط کا مناسب جواب دیا گیا۔

قودان کا قبولِ اسلام: اس کے بعد قودان بن طقان کا ایلچی آیا جو اپنے بھائی منگوتمر کی موت کے بعد ۶۸۲ھ میں شمالی علاقہ کی سلطنت کا بادشاہ ہوا تھا۔ اس نے بھی اپنی بادشاہت اور مسلمان ہونے کی خبر پہنچائی۔ اس نے خلیفہ سے (جو مصر میں رہتا تھا) اپنی بادشاہت کی منظور' لقب اور اپنے قریبی علاقوں کے کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے (اسلامی) جھنڈا حاصل کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ اسے یہ سب چیزیں عطا کی گئیں۔

قلعہ مرقب کی تسخیر: ۶۸۲ھ میں منصور بن المظفر حاکم حماۃ ماہ شوال میں فوت ہو گیا۔ سلطان قلادن نے اس کے فرزند مظفر کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اسے اور اس کے رشتہ داروں کے لئے خلعت بھجوائے۔ پھر ۶۸۴ھ میں ماہ ربیع الاوّل میں سلطان قلعہ مرقب کا محاصرہ کرنے کے لئے شام روانہ ہوا۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں نے دشمن کی مدد کی تھی۔ چنانچہ سلطان نے وہاں پہنچتے ہی اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد سلطان صہیون سے سنقر الاشقر کی آمد کا انتظار کرتا رہا مگر وہ نہیں آیا تو سلطان مصر چلا آیا۔

قلعہ الکرک کی تسخیر: (مصر پہنچ کر) سلطان نے اپنے نائب حاکم حسام الدین طرنطائی کو الکرک کے محاصرہ کے لئے فوج دے کر بھیجا کیونکہ شلامش اور خسرو باغی ہو گئے تھے۔ وہ (فوج لے کر) ۶۸۵ھ میں الکرک پہنچا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر کار انہوں نے پناہ طلب کی تو حسام الدین انہیں مصر سلطان کے پاس لے آیا (اور الکرک پر قبضہ کر لیا۔)
سلطان گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی ملاقات کے لئے گیا اور اس نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ مگر جب ان کا چال چلن خراب ہو گیا تو سلطان نے بدگمان ہو کر انہیں قید کر کے قسطنطنیہ جلاوطن کر دیا اور الکرک کا حاکم عز الدین منصوری کو مقرر کیا۔ اس کے بعد بیبرس دویدار کو حاکم مقرر کیا جو اخبار الترک کا مؤلف ہے۔

فتح صہیون: سلطان نے حسام الدین طرنطائی کو دوبارہ لشکر دے کر اس مقصد کے لئے بھیجا کہ وہ صہیون میں سنقر الاشقر کا محاصرہ کرے' کیونکہ وہ بھی باغی ہو گیا تھا اور اس نے سلطان کے شہروں پر حملہ کیا تھا۔ وہ ۶۸۶ھ میں صہیون پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب سنقر اور اس کے ساتھیوں نے ہتھیار ڈال دیئے (اور صیہون پر قبضہ ہو گیا) تو وہ اسے سلطان کے پاس (مصر) لے آیا اور اسے قلعہ میں ٹھہرایا گیا۔ چنانچہ وہ سلطان کے پاس مقیم رہا تا آنکہ سلطان فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا فرزند اشرف بادشاہ ہوا۔

شاہِ قسطنطنیہ کی وفات: ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ فرنگی ۶۰۰ھ میں قسطنطنیہ پر قابض ہو گئے اور انہوں نے رومیوں کو شکست دی تھی۔ میخائیل ان کا مذہبی پیشوا تھا وہ اسی کے قریب کسی قلعہ میں رہتا تھا۔ آخر کار اسے موقع ملا تو اس نے رات کے وقت قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا اور وہاں جو فرنگی تھے انہیں مار ڈالا جو زندہ بچے وہ اپنے جہازوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے لہٰذا رومیوں نے اکٹھے ہو کر میخائیل کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور جو بادشاہ اس سے پہلے تھا وہ مارا گیا۔ سابق شاہ قسطنطنیہ اور شاہِ مصر کے ساتھ اور اس کے بعد سلطان قلادن کے ساتھ گہرے تعلقات تھے اور ان میں تحفوں کا تبادلہ بھی ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ جب بنو ظاہر کو جلاوطن کیا گیا تو وہ اس بادشاہ کے پاس جا ٹھہرے۔

۶۸۱ھ میں میخائیل (شاہِ قسطنطنیہ) فوت ہو گیا تو اس کا فرزند ماندر بادشاہ ہوا۔ وہ راونس کے لقب سے مشہور تھا۔
میخائیل اشکری کے نام سے بھی مشہور تھا اور اس کے بعد اس کے فرزند بنو الاشکری کہلاتے تھے اور یہی لوگ آج کل (ابن خلدون کے زمانے تک) قسطنطنیہ کے بادشاہ ہیں۔

نوبہ کے حالات: ۶۷۵ھ میں جب ملک ظاہر حکمران تھا' نوبہ کا بادشاہ (مصر) آیا تو اس نے اپنے بھتیجے کے خلاف جس کا نام داؤد تھا امداد طلب کی تھی' کیونکہ اس نے اسے شکست دے کر اس کے قبضے سے اس کا علاقہ چھین لیا تھا۔ سلطان ظاہر نے امداد دینے کا وعدہ کیا تھا اور وہ اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔ اس عرصے میں داؤد کی طاقت میں اضافہ ہو گیا تھا اور سلطنت کی حدود وسیع ہوتی گئیں۔ یہاں تک کہ وہ مصر کے بالائی حصہ (صعید) کی آخری حد یعنی اسوان کے قریب تک پہنچ گئیں۔

داؤد کے خلاف جنگ: (یہ حالت دیکھ کر سلطان ظاہر نے اقسنقر فارقانی اور ایبک افرم کو فوج دے کر بھیجا اور اس کے ساتھ نوبہ کے (سابق) بادشاہ مرتشکین کو بھی بھیجا۔ جب یہ لوگ روانہ ہوئے تو انہوں نے عرب کی فوج کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا جب وہ راس الجنادل پہنچے تو وہ اس علاقے پر قابض ہو گئے اور وہاں کے باشندوں کو پناہ دی۔ جب وہ آگے بڑھے تو ان کا بادشاہ داؤد سے مقابلہ ہوا۔ انہوں نے اسے شکست دی اور اس کی فوجوں کا صفایا کر دیا۔ مصری فوجوں نے اس کے بھائی بہن اور والدہ کو گرفتار کر لیا۔ داؤد سوڈان کے علاقے کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے حاکم نے جب اسے دیکھا تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دے دی اور اسے گرفتار کر لیا۔ بعد میں اسے بیڑیوں میں جکڑ کر سلطان کے پاس بھیج دیا گیا جہاں وہ قلعہ میں مقید رہا اور وہیں فوت ہو گیا۔

جائز بادشاہ کا تقرر: اب (حقیقی بادشاہ) مرتشکین نوبہ کا بادشاہ ہو گیا۔ اس کے ذمے یہ شرائط تھیں کہ وہ سالانہ خراج کی مقررہ رقم ادا کرے اور مقررہ تحائف بھیجا کرے۔ ایک شرط یہ بھی تھی کہ اسوان کے قریبی قلعے خالص سلطان کی ملکیت ہی رہیں گے۔ نیز وہ اپنے بھتیجے داؤد اور اس کے تمام ساتھیوں کو اپنے علاقے سے نکال دے گا۔ چنانچہ اس نے یہ تمام شرائط پوری کر دیں۔

نوبہ پر فوج کشی: اس کے بعد سلطان ظاہر فوت ہو گیا اس کی اور اس کے فرزندوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ جب منصور قلادن بادشاہ ہوا تو اس نے ۶۸۶ھ میں علم الدین سنجر خیاط اور عزالدین کورانی کی قیادت میں نوبہ کی طرف فوجیں روانہ کیں ان کے ساتھ قوص کا حاکم عزالدین اید مرسیفی بھی شامل تھا۔ اس نے فوج میں مشہور عرب خاندانوں کے افراد' مغرب کے لوگوں اور بنو ہلال کے قبائل کو بھرتی کر لیا تھا۔ مشہور خاندانوں میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کی اولاد اور شریف' شیبان اور کنز الدولہ کی اولاد بھی (فوج میں) شامل تھی۔ یہ فوج دنقلہ میں مشرقی اور مغربی سرحدوں پر نقل و حرکت کرتی رہی۔ نوبہ کا بادشاہ اسی زمانے میں بقول نودی بیتمامون تھا جو میرے خیال میں غالباً مرتشکین کا بھائی تھا۔ جب اس کی فوج مقابلہ کے لئے آئی تو اس نے شکست کھائی اور مصری فوجیں ان کا دنقلہ کے پیچھے پندرہ دن تک تعاقب کرتی رہیں۔

دیگر حالات: اس کے بعد بیتمامون کے بھانجے کو حاکم بنا کر فوج مصر واپس چلی گئی (ان کے جانے کے بعد) بیتمامون دنقلہ آیا اور اس کے اس علاقہ کا اقتدار سنبھال لیا۔ اس کا بھانجا مصر بھاگ گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے سلطان (قلادن) سے فریاد کی تو سلطان نے اس کی مدد کے لئے عزالدین ایبک افرم کو فوج دے کر بھیجا اس کے ساتھ تین فوجی افسر تھے اور قوص کا حاکم عزالدین بھی ان کے ہمراہ تھا۔ یہ فوج کشی ۶۸۸ھ میں ہوئی۔

نوبہ کا وہ بادشاہ اسوان ہی میں فوت ہو گیا تھا اور وہیں مدفون ہوا۔ تو اس کا نائب فریاد رسی کے لئے سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اس کے ساتھ مرتشکین کے بھتیجے داؤد کو بھیجا' جو قلعہ مصر میں اسیر تھا۔ جرنیس نے فوجوں کے سامنے پیش قدمی کی' تو بیتمامون بھاگ کر دریائے نیل کے وسط میں ایک ایسے جزیرہ میں جا کر پناہ گزین ہوا جو دنقلہ سے پندرہ مرحلہ کے فاصلے پر تھا۔ جزیرہ کے قریب اس کثرت سے پتھر تھے کہ وہاں تک کشتیوں کا پہنچنا بہت مشکل تھا۔ بیتمامون وہاں سے نکل کر ابواب میں پناہ گزین ہو گیا (ایسی صورت میں) اس کے ساتھی بھی لوٹ گئے اور فوجیں بھی دنقلہ واپس آ گئیں۔ اور انہوں نے داؤد کو حاکم بنایا اور پھر ۶۸۹ھ میں مصر لوٹ گئیں۔ فوج کشی کی (اس مہم میں) انہیں نو مہینے صرف ہوئے۔ وہاں وہ داؤد (کی مدد) کے لئے اپنا ایک افسر بھی مقرر کر آئے تھے۔

جب فوج مصر واپس چلی گئی تو بیتمامون دنقلہ واپس آ گیا۔ اس نے داؤد کے (مقرر کردہ حاکم) کو قتل کر کے اس افسر کو جو کہ وہاں موجود تھا سلطان کے پاس بھجوایا تا کہ وہ سلطان کے ساتھ اس کی مصالحت کرا دے (اس نے وعدہ کیا کہ) وہ اس کے بدلے میں مقرر کردہ محصول ادا کرتا رہے گا۔ سلطان نے اس کی یہ تجویز منظور کر لی اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے علاقے کا حاکم بحال ہو گیا۔

طرابلس کے حالات

وہ فرنگی جو طرابلس میں مقیم تھے بار بار عہد شکنی کرتے رہے اور مختلف سمتوں میں حملہ کرتے رہے تھے۔ اس لئے سلطان مصر نے مصر و شام کی فوجوں کو اکٹھا کیا اور ان کی خامیوں کو دور کیا۔ اس نے محاصرہ کے (جدید) آلات بھی تیار کئے' وہاں وہ دو ماہ محرم ۶۸۸ھ میں فوج لے کر پہنچا اور اس شہر کا محاصرہ کر کے وہاں مجانیق نصب کرا دیئے۔ چونتیس دن تک محاصرہ کرنے کے بعد سلطان نے طرابلس کو بزور شمشیر فتح کر لیا اور وہاں قتل عام کرایا۔

طرابلس کی تباہی: بعض فرنگی جان بچانے کے لئے جنگی کشتیوں میں سوار ہوئے' مگر بادِ مخالف نے پھر انہیں ساحل پر پہنچا دیا' جہاں انہیں یا تو قتل کر دیا گیا یا گرفتار کر لیا گیا۔ بادشاہ مصر نے طرابلس شہر کو تباہ اور ویران کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے نذرِ آتش کر کے تباہ و برباد کر دیا گیا۔ سلطان نے اس شہر سے متعلق جس قدر قلعے تھے ان سب کو فتح کر لیا۔ پھر سلطان نے محافظ فوجیں اور اپنا حاکم حصن الاکراد میں مقرر کیا اور ایک اور قلعہ تعمیر کرایا' تاکہ وہاں اس کا حاکم اور محافظ فوجیں رہ سکیں۔ اس کا نام بھی طرابلس رکھا گیا جو آج تک (تابعہد ابن خلدون) موجود ہے۔

فتح طرابلس کی تاریخ: اس شہر (طرابلس) کی تاریخ (اسلامی) فتوحات کے زمانے سے یہ ہے کہ جب امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں شام کے حاکم تھے تو انہوں نے طرابلس فتح کرنے کے لئے سفیان بن محنف الازدی کو (فوج دے کر) بھیجا۔ انہوں نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور اس کے بالمقابل ایک اور قلعہ تعمیر کر لیا۔ وہاں کے باشندے محاصرہ سے تنگ آ کر وہاں سے بحری کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ گئے (یوں یہ شہر فتح ہو گیا تو) سفیان بن محنف نے حضرت معاویہ کو اس کے مفتوح ہونے کی اطلاع دی۔ چنانچہ امیر معاویہ وہاں سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہر سال فوجیں بھیجا کرتے تھے۔

رومی پادری کا مرکز: خلیفہ عبدالملک بن مروان (کے عہد خلافت میں) اس کے پاس روم کا ایک بڑا پادری آیا۔ اس نے خلیفہ سے اجازت طلب کی کہ وہ اسے آباد کر کے وہاں رہے گا اور اس کے عوض وہ (سالانہ) خراج ادا کرتا رہے گا۔ خلیفہ نے اسے اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ کچھ عرصہ (طرابلس میں) رہا۔ پھر وہاں کے مسلمانوں سے غداری کر کے بلاد روم روانہ ہوا۔ مگر مسلمانوں کے جنگی جہازوں نے اسے سمندر ہی میں گرفتار کر لیا (اور خلیفہ کے پاس بھیج دیا) خلیفہ عبدالملک یا ولید بن عبدالملک نے اسے قتل کرا دیا اس کے بعد یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔

طرابلس کے مختلف حکام: یہاں کے حکام دمشق ہی سے مقرر ہو کر آتے تھے مگر جب فاطمیوں کی حکومت قائم ہو گئی تو انہوں نے یہاں مستقل حکام مقرر کئے چنانچہ پہلے یہاں کا حاکم امان الخادم مقرر ہوا۔ پھر (بالترتیب) سر العادلۃ' ابو السعادۃ' علی بن عبدالرحمٰن' نزال' مختار الدولہ بن نزال یہاں کے حکام مقرر ہوتے رہے۔ یہ سب فاطمی حکام کے ارکان سلطنت سے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوعمار کی حکومت: پھر یہاں کا قاضی امین الدولہ ابوطالب حسن بن عمار خودمختار حاکم ہو گیا۔ وہ ۴۶۴ھ میں فوت ہوا۔ وہ شیعوں کا بہت بڑا عالم اور فقیہ تھا اور اس نے وہ کتاب تصنیف کی ہے جو خراب الدولہ ابن منقز بن کمود کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے بعد اس کا بھائی ابوالحسن بن محمد بن عمار حاکم ہوا۔ اس کا لقب جلال الدین تھا۔

فرنگیوں کا محاصرہ: ۴۹۲ھ میں فرنگیوں کا ایک حاکم صنجیل جس کا نام میمنت تھا' فوت ہو گیا۔ صنجیل ایک شہر کا نام بھی ہے۔ جو اس کے نام پر موسوم ہو گیا۔ صنجیل اس (طرابلس) کا طویل عرصہ تک محاصرہ کرتا رہا تھا (اس کا حاکم) ابن عمار اس کی حفاظت کرنے سے عاجز آ گیا تھا۔ اس لئے وہ عراق کے سلجوقی محمد بن فلک شاہ کے پاس امداد حاصل کرنے کے لئے پہنچا۔ اس نے اپنے چچازاد بھائی المناقب کو طرابلس میں اپنا جانشین بنایا۔ اس کے ساتھ سعد الدولہ فتیان بن الاعز بھی تھا' جسے ابوالمناقب نے قتل کر دیا اور اس نے افضل بن امیر الجیوش کی اطاعت قبول کر لی جو اس زمانے میں فاطمی خلفاء کا خودمختار حاکم تھا۔

صنجیل (فرنگی حاکم) طرابلس کے محاصرہ کے دوران ہی مر گیا تھا اور اس کے بجائے فرنگیوں کا ایک افسر سردانی ان کا حاکم مقرر رہوا۔

فاطمی حکام کا تسلط: (فاطمی سپہ سالار) افضل نے طرابلس پر اپنا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ مگر وہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے بجائے مال و دولت سمیٹنے میں مشغول رہا۔ افضل کو اس کے بارے میں یہ خبر ملی کہ وہ خودمختار بننا چاہتا ہے مگر اس نے اپنی بری حرکتوں کی وجہ سے اہل شہر کو اپنا مخالف بنالیا تھا۔ لہٰذا افضل نے دوسرا حاکم اس کے بجائے بھیجا اور امداد کے لئے مصر سے جنگی جہاز بھی پہنچ گئے۔ اس کے بعد شہر کے ارباب اقتدار کو گرفتار کر لیا گیا اور فخر الملک بن عمار کے باقی ماندہ اہل وعیال کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا گیا۔

ابن عمار کی ناکامی: فخر الملک بن عمار (جو سلجوقی بادشاہ کے پاس امداد کے لئے گیا تھا) ان کی امداد سے مایوس ہو کر واپس آ گیا۔ کیونکہ وہ باہمی خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ وہ ۵۰۲ھ میں دمشق واپس آیا اور (وہاں کے حاکم) طغتگین اتابک کے پاس ٹھہرا۔

طرابلس کے فرنگی حکام: (فرنگی حکام) سردانی نے سات سال کے محاصرہ کے بعد طرابلس کو فتح کر لیا۔ لہٰذا صنجیل کے فرزند نے یورپ سے آ کر طرابلس پر قبضہ کر لیا اور طرابلس کا شہر اس کی سلطنت میں تیس سال تک شامل رہا۔ پھر کچھ فرنگی افسروں نے اس کے خلاف بغاوت کی اور پطرس اعور نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد طرابلس کا (فرنگی) حاکم القوش بطرار ہو گیا۔ جب اتابک زنگی حاکم موصل اور بیت المقدس کے فرنگی بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی اور اس میں فرنگیوں کو شکست ہوئی تو اس جنگ میں القوش (حاکم طرابلس) گرفتار ہو گیا۔

فرنگی بادشاہ جان بچا کر تغریب کے قلعہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ زنگی نے اس کا محاصرہ کیا۔ آخر کار فریقین نے اس پر مصالحت کی کہ وہ تغریب حوالے کر دے گا اور زنگی ان قیدیوں کو رہا کرے جو جنگ میں گرفتار ہوئے تھے (اس صلح کی رو سے القوش بھی رہا ہو گیا) اور وہ طرابلس واپس چلا گیا' اور وہاں کافی عرصہ تک حکومت کرتا رہا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اچانک) اسماعیلیہ فرقہ کے کچھ افراد نے اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد رہند طرابلس کا اس وقت حاکم مقرر ہوا' جب کہ وہ ابھی بچہ تھا۔ وہ فرنگی فوجوں کے ساتھ ۵۵۷ھ میں جنگ حارم میں شریک تھا جس میں ملک عادل نے فرنگیوں کو شکست دی تھی اور اس جنگ میں رہند گرفتار ہوا تھا اور وہ بہت دیر تک مقید رہا۔ آخر کار جب سلطان صلاح الدین یوسف ابن ایوب تخت نشین ہوا۔ تو اس نے ۵۷۰ھ میں اسے رہا کر دیا اور وہ طرابلس پہنچ گیا۔ اس وقت سے طرابلس کی حکومت اس کے اور اس کی اولاد کے پاس رہی۔ تا آنکہ سلطان منصور قلادن نے ۶۸۸ھ میں طرابلس کو فتح کر لیا۔

ہسپتال اور دار العلوم کا قیام: سلطان منصور قلادن نے یہ مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ وہ قاہرہ میں ایک ہسپتال قائم کرے گا۔ اس نے اس مقصد کے لئے بہت سے مقامات کا معائنہ کیا۔ آخر کار اسے فاطمی خلفاء کے محلوں میں سے دو محلوں کے قریب الدار القطبیہ کا مقام پسند آیا اور اس نے وہاں ہسپتال قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اصل حویلی کو ہسپتال کے لئے مقرر کیا اور اس کے سامنے اس نے علوم وفنون کی تعلیم کے لئے اعلیٰ درس گاہ اور اپنے لئے ایک مقبرہ کی تعمیر تجویز کی۔ ان سب کی تعمیر و تکمیل کے لئے اس نے علم الدین شجاعی کو مقرر کیا۔ چنانچہ اس نے بہت جلد یہ تمام عمارتیں تعمیر کرا دیں اور یہ ۶۸۲ھ میں مکمل ہو گئیں۔ سلطان نے ان کے اخراجات کے لئے مصر وشام کی بہت سی جائیدادیں اور اراضی وقف کیں۔

وقف کر دینے کا اعلان: (جب ہسپتال مکمل ہو گیا تو) ایک مقررہ دن کے موقع پر وہ ہسپتال پہنچا اور ایک طبی شربت کا پیالہ پی کر کہا: ''میں نے یہ ہسپتال اپنے اور اپنے سے کمتر (ہر خاص وعام) مخلوق کے لئے وقف کر دیا ہے''۔ چنانچہ یہ ہسپتال اس کی نہایت عمدہ یادگار ہے۔

عکا پر فوج کشی: سلطان منصور قلادن نے اپنے فرزند علاء الدین کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور اس کا لقب الصالح رکھا تھا' مگر وہ ۶۸۷ھ میں فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بجائے دوسرے فرزند خلیل کو ولی عہد بنایا۔ اس عرصہ میں عکا کے فرنگیوں نے بغاوت کی اور انہوں نے گرد ونواح کے (مسلمانوں کے) علاقوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے اسی زمانے میں وہاں سے (مسلمان) تاجروں کا ایک قافلہ رومی اور ترک غلاموں کو لے کر گزرا۔ وہ یہ غلام سلطان کے لئے لے جا رہے تھے کہ اتنے میں فرنگیوں نے انہیں لوٹ لیا اور گرفتار کر لیا۔

قلادن منصور کی وفات: (یہ خبر سن کر) سلطان نے ان سے جنگ کرنے کے مصمم ارادہ کر لیا اور عید الفطر کے بعد ۶۸۹ھ میں فوج لے کر روانہ ہوا اس نے اپنے فرزند خلیل کو قاہرہ میں اپنا جانشین بنایا۔ اس کے ہمراہ زین الدین سیف اور علم الدین شجاعی وزیر تھے (وہاں پہنچ کر) وہ شہر کے باہر خیمہ زن ہوا کہ اچانک وہ بیمار ہو گیا لہٰذا اسے اپنے محل پہنچایا گیا۔ وہاں اس کا مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ ماہ ذو القعدہ ۶۸۹ھ میں فوت ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: سوم

منصور قلادن کے جانشین

خلیل اشرف کی حکومت: (اس کی وفات کے بعد) اس کے فرزند خلیل کے ہاتھ پر بیعت لی گئی اور اس کا لقب اشرف رکھا گیا۔ اس وقت حسام الدین طرنطائی منصور کا نائب تھا۔ خلیل نے اسے اس عہدہ پر برقرار رکھا اور اس کے ساتھ زین الدین سیف کو آستانۂ عالیہ کی نیابت میں شریک کیا۔ اس نے علم الدین شجاعی کو بھی وزیر برقرار رکھا۔ بدر الدین بیدو (بدستور) اس کا وزیر مالیات رہا اور عز الدین ایبک خزانہ دار تھا۔

حکام کا تقرر: اس وقت حسام الدین لاشین سلحدار دمشق کا حاکم تھا اور شمس الدین قراسنقر جوکندار حلب کا نائب حاکم تھا۔ خلیل نے دونوں کو برقرار رکھا۔ اس نے اپنے والد کے مقرر کردہ جتنے حکام تھے' انہیں فی الحال برقرار رکھا۔ تاہم اس نے تھوڑے دنوں کے بعد اپنے نائب حسام الدین طرنطائی کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا اور اس کی جمع کردہ تمام مال و دولت کو ضبط کر لیا۔ وہ اپنی دولت کو چھپایا کرتا تھا۔ کم از کم اس کے پاس چھ لاکھ دینار تھے' جو سب کے سب اس کے شاہی خزانہ میں جمع کرا دیئے گئے تھے۔

نئے وزیر کا تقرر: اب بدر الدین مستقل طور پر اس کا نائب مقرر ہو گیا تھا۔ خلیل نے محمد بن عثمان بن سلعوس کو حجاز سے بلوا کر اسے وزیر مقرر کیا۔ وہ اس سے پہلے شام کا ایک تاجر تھا۔ اس کے والد کے عہد میں وہ اس کا مقرب بارگاہ ہو گیا تھا اور اس کی اچھی خدمت کی تھی۔ لہٰذا اس نے اسے اپنی شام کی جاگیروں کا منتظم بنا دیا۔ جہاں رہ کر اس نے بہت رقم وصول کر کے دی۔ اب اسے مصر کے دفتر کا نگران مقرر کیا گیا۔ یہاں آ کر اس نے بہت مظالم برپا کئے' جس کی اطلاع سلطان کے نائب طرنطائی تک پہنچی تو سلطان نے اس کی دولت ضبط کر لی اور اسے سزا دے کر اسے شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

محمد بن عثمان نے اسی سال حج کیا تھا (اور وہ حجاز میں مقیم تھا)۔ جب خلیل اشرف تخت نشین ہوا تو اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اسے بلوا بھیجا اور اسے وزیر مقرر کیا۔ یہاں آتے ہی اس نے بہت اثر و رسوخ حاصل کر لیا۔ وہ خواص کا کام کرتا تھا اور عوام الناس سے الگ تھلگ رہتا تھا۔

خلیل اشرف نے شمس الدین سنقر کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ اس نے اپنے نائب السلطنت طرنطائی کے ساتھ عز الدین سیف کو بھی گرفتار کیا تھا کیونکہ اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ طرنطائی کے ساتھ مل کر اس کے خلاف سازش کر رہا ہے مگر جب اس کی بے گناہی ثابت ہوئی تو اس نے اسے رہا کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عکا کا محاصرہ: (انتظام سلطنت درست کرنے کے بعد خلیل اشرف نے ۶۹۰ھ میں عکا کے محاصرہ کا قصد کیا تا کہ اپنے والد کی فوجی مہم کی تکمیل کرے۔ چنانچہ اس نے فوجوں کو تیار کیا اور اہل شام کو دعوتِ جہاد دی۔ وہ قاہرہ سے فوج کشی کر کے تیز رفتاری کے ساتھ براہِ راست عکا پہنچا۔ شام کے حکام اور حاکم حماۃ مظفر بن منصور (فوج لے کر) اس کے پاس عکا پہنچا۔ محاصرہ کے بعد قلعہ پر مجانیق (قلعہ شکن آلات) سے حملہ کیا گیا' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قلعہ کی کئی برجیاں ٹوٹ گئیں' جہاں سے فوجیوں نے گھسنے کی کوشش کی تو دشمن نے ان پر تیراندازی کی۔ تاہم انہوں نے مٹی سے خندق کو بھرنے کی کوشش کی' یہاں تک کہ اسے پاٹ دیا۔ شکستہ برجیوں کو زمین کے برابر ہموار کر دیا اور اسی سمت سے شہر میں گھس کر دشمن کا صفایا کر دیا اور بے حد قتل و غارت کی۔ شکست خوردہ اور بچے کھچے دشمن سپاہی ان بڑے بڑے برجوں میں پناہ گزین ہوئے جو ابھی تک قائم تھے۔ اس لئے دس دن تک ان کا بھی محاصرہ کر کے مسلمان سپاہی ان میں بھی گھس گئے اور انہیں تہ تیغ کیا۔

فتح عظیم: عکا ۶۹۰ھ میں فتح ہوا۔ یہ شہر فرنگی کفار کے قبضے میں ایک سو تین سال تک رہا۔ کیونکہ فرنگیوں نے سلطان صلاح الدین کے قبضے سے اسے ۵۸۷ھ میں حاصل کیا تھا۔

فرنگی شہروں کی تباہی: سلطان خلیل اشرف کے حکم سے عطا کا شہر تباہ و برباد کر دیا گیا جب اس کی خبر صور' صیدا' صقلیہ اور حیفا کے فرنگیوں کو ملی تو وہ ان شہروں کو ویران چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان جب ان شہروں میں سے گزرا تو اس کے حکم کے مطابق یہ تمام (فرنگی) شہر برباد کر دیئے گئے۔ پھر سلطان دمشق روانہ ہو گیا۔

سلطان نے راستے میں حسام الدین لاشین حاکم دمشق کو پکڑ لیا۔ کیونکہ اس کے شیطان (مخبروں) نے اسے اطلاع دی تھی کہ سلطان اسے اچانک قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ فرار ہونے کے لئے سوار ہو گیا۔ اس کے تعاقب میں علم الدین سنجر شجاعی گیا تھا۔

پھر سلطان بیروت گیا اور اسے فتح کر لیا۔ سلطان الکرک کے پاس سے بھی گزرا تو وہاں کے نائب حاکم رکن الدین بیبرس دوادار نے جو مؤرخ بھی تھا۔ اپنا استعفیٰ پیش کیا لہٰذا سلطان نے اس کے بجائے جمال الدین اقسز اشرفی کو الکرک کا حاکم مقرر کیا۔

جب سلطان قاہرہ واپس آیا تو اس نے سلطان ظاہر کے دونوں فرزندوں شلامش اور خسرو کو اسکندریہ کے قید خانے سے رہا کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا۔ جہاں پہنچنے کے بعد شلامش فوت ہو گیا۔ سلطان نے حسام الدین لاشین منصوری اور شمس الدین سنقر الاشقر کو بھی جیل خانے سے رہا کر دیا۔ علم الدین سنجار نائب حاکم دمشق کو گرفتار کر کے پہلے سے مصر بھیج کر مقید کر دیا گیا تھا۔

سلطان نے یہ حکم دیا کہ قلعہ کے اوپر کے شہ نشینوں کو جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ وسیع اور بلند کیا جائے اور اس کے سامنے جشن اور عید کے دنوں میں سلطان کے جلوس کے لئے ایک گنبد تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ میدان اور گھوڑوں کے بازار کے قریب ایسی عمارت تعمیر کی گئی۔

فتح قلعۃ الروم: سلطان خلیل اشرف نے جب حسام الدین لاشین کو چھوڑ دیا تھا تو اس کو شام کے حاکم کے عہدے پر بحال

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ ۶۹۱ھ میں اپنی فوج لے کر شام روانہ ہوا۔ دمشق پہنچنے کے بعد وہ حلب پہنچا اور وہاں سے اس نے قلعہ الروم کی طرف فوج کشی کی اور اسی سال کے جمادی الاولیٰ میں اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور تیس دن تک محاصرہ کرنے کے بعد سلطان نے اس قلعہ کو بزور شمشیر فتح کر لیا اور وہاں کی منتشر فوجوں کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد قلعہ کو تباہ و برباد کر دیا اور وہاں بطرک الارض کو قیدی بنا لیا۔

حلب کا نیا حاکم: پھر وہاں سے واپس آ کر سلطان نے ماہ شعبان میں حلب میں قیام کیا اور قراسنقر ظاہری کے بجائے حلب کا نائب حاکم سیف الدین طباقی کو بنایا۔ کیونکہ سلطان نے قراسنقر کو ممالک کا سردار بنا دیا تھا۔

لاشین کی دوبارہ گرفتاری: وہاں سے سلطان دمشق پہنچا اور عید الفطر منائی (شام کے حاکم) لاشین کو بدگمانی ہوئی تو وہ عید الفطر کی رات کو وہاں سے بھاگ گیا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں سوار بھجوائے تو کسی عرب بدو نے اپنے قبیلے میں (سے گزرتے ہوئے) اسے پکڑ لیا اور اسے لے کر سلطان کے پاس آیا۔ سلطان نے اس کو بیڑیوں میں جکڑ کر قاہرہ بھجوا دیا اور دمشق کا حاکم عز الدین ایبک حمیدی کو علم الدین سنجر شجاعی کے بجائے مقرر کیا۔

سلطان کا نیا مشیر: جب سلطان مصر واپس آیا تو اس نے علم الدین شجاعی کو رہا کر دیا مگر وہ رہائی کے ایک سال بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے سنقر اشقر کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔ سلطان کے نائب بیدو کو جب لاشین کی بے گناہی معلوم ہوئی تو اسے رہا کر دیا۔ ایک مہینے کے بعد الاثیر فوت ہو گیا' اس کے منصب پر اس کے فرزند عماد الدین ایوب کو مقرر کیا گیا۔ ایوب کو سلطان منصور نے اپنی حکومت کے آغاز میں مقید کر دیا تھا۔ مگر سلطان خلیل اشرف نے اسے اسی سال رہا کر دیا تھا۔ یوں وہ تیرہ سال تک قید میں رہا ....

....

......مگر اب سلطان اشرف نے رہا کر کے اسے اپنی ہم نشینی اور مشورہ کے لئے مخصوص کر لیا۔

میر منشی کی وفات: (اسی سال) سلطان کے میر منشی اور پرائیویٹ سیکرٹری قاضی فتح الدین محمد بن عبداللہ بن عبدالظاہر فوت ہو گیا۔ اس کا سلطان اور اس کے والد کے دربار میں بلند مقام تھا۔ اب سلطان نے اس کے بجائے فتح الدین احمد بن الاثیر حلبی کو (اس منصب کے لئے) مقرر کیا۔ ابن عبدالظاہر کا فرزند علاء الدین علی تھا۔ سلطان نے اس کے ساتھ بھی نوازش کی اور اسے بھی منشیوں میں ملازم رکھ لیا۔

نائب السلطنت سے بدگمانی: بعد ازاں جب سلطان مصر کے بالائی حصہ (صعید) میں سیر و شکار کے لئے گیا تو اس نے بیدو نائب السلطنت کو دار الخلافہ کے انتظام کے لئے اپنا جانشین مقرر کیا مگر جب وہ قوص پہنچا تو ابن اسلموس نے اسے پوشیدہ طور پر یہ اطلاع پہنچائی کہ بیدو (نائب حاکم) نے مصر کے بالائی حصہ (صعید) میں بے شمار زرعی اراضی اپنے قبضہ میں کر رکھی ہے۔ چنانچہ وہاں جا کر سلطان نے ان کا معائنہ کیا اور جب ان اراضی کی کثرت کو (بری طرح) محسوس کیا تو وہ بیدو سے بدگمان ہو گیا۔ جب سلطان اشرف مصر واپس آیا تو اس نے اس سے اس کی کچھ جاگیریں واپس لے لیں۔ اس وقت سے بیدو کے بارے میں اسے شک و شبہ رہنے لگا تھا' اس لئے بیدو نے خیموں اور عمدہ مویشیوں کے تحفے سلطان کو پیش کئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ ارمن سے مصالحت: ۶۹۲ھ میں سلطان نے شام کے سفر کی تیاری کی اور بیدو کو لشکر دے کر پہلے بھیج دیا اور خود الکرک پہنچا اور وہاں کے حالات درست کر کے شام پہنچا۔ وہاں ارمینیہ اور سیس کے حاکم کے ایلچی نے اس سے ملاقات کی اور اس کی طرف سے مصالحت کا اظہار کیا۔ اس مقصد کے لئے وہ تھسنا' مرعش اور تل حمدون کے قلعے (سلطان کے) حوالے کرنے کے لئے تیار تھا۔ چنانچہ سلطان نے مصالحت کر لی اور ان (مذکورہ بالا) قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ قلعے حلب کی اراضی کے راستوں کے موڑ پر واقع تھے تھسنا کا قلعہ تو مسلمانوں کا تھا مگر جب ہلاکو نے حلب کو فتح کیا تو یہ قلعہ شاہ ارمن وسیس کو فروخت کر دیا تھا۔

پھر سلطان اسی سال کے ماہِ رجب میں حمص پہنچا۔ اس کے ساتھ حاکم حماۃ مظفر بھی تھا سلطان نے سلمیہ میں قیام کیا۔ وہاں اس سے عرب قبائل کے سردار مہنا بن عیسیٰ نے ملاقات کی۔ سلطان نے اسے اور اس کے دونوں بھائیوں محمد و فضل اور اس کے فرزند موسیٰ کو گرفتار کر کے لاشین کے ساتھ دمشق بھیج دیا۔ وہاں سے وہ مصر بھیجے گئے اور وہاں وہ سب قید میں رہے۔ سلطان نے ان کے بجائے عرب قبائل پر محمد بن ابی بکر بن علی بن جدیلہ کو حاکم مقرر کیا۔

جب سلطان حمص میں تھا تو اس نے الکرک کے نائب حاکم کو یہ ہدایت کی کہ وہ قلعہ شوبک کو تباہ و برباد کرا دے۔ چنانچہ یہ قلعہ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان مصر کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے اگلی فوج بیدو کے ساتھ روانہ کی اور خود اپنے خواص کے ساتھ پچھلی فوج میں واپس آیا۔ جب وہ مصر پہنچا تو اس نے لاشین منصوری کو قید سے رہا کر دیا۔

سلطان اور بیدو کی ناچاقی: نائب السلطنت بیدو سلطان اشرف پر چھایا ہوا تھا اور اشرف اس کی خود مختاری کی وجہ سے اس سے بدگمان تھا' خود بیدو بھی اشرف سے ناراض اور کبیدہ خاطر رہتا۔

سلطان کی ناراضگی: ۶۹۳ھ میں سلطان اشرف بحیرہ میں شکار کے لئے نکلا' اور اس نے اپنے وزیر ابن السلموس کو مال اور کپڑے وغیرہ فراہم کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے دیکھا کہ بیدو (نائب سلطنت) اور دیگر امراء وہاں پہلے سے پہنچے ہوئے تھے' اور وہاں جو عمدہ چیزیں تھیں وہ سب حاصل کر لی تھیں۔ اس نے سلطان کو خط لکھا تو سلطان بہت ناراض ہوا اور اس نے بیدو کو بلوا کر اسے بہت زجر و توبیخ کی۔ اس معاملے میں بیدو نے (بظاہر) اس کے ساتھ نہایت نرم رویہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ سلطان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

امراء کی سازش: اس کے بعد بیدو اپنے ساتھیوں کی طرف گیا اور ان سے بادشاہ پر حملہ کرنے کی سازش کی۔ اس سازش کے سرغنے لاشین منصوری حاکم دمشق اور قرا سنقر منصوری حاکم حلب تھے۔ ان کے علاوہ تمام امرائے مصر سلطان اشرف سے ناراض تھے۔ کیونکہ اس نے اپنے ادنیٰ ملازموں کو ان پر ترجیح دے رکھی تھی۔ چنانچہ جب ایک دفعہ ابن سلموس نے اسے لکھا کہ مال کی قلت ہے تو اس نے اپنے موالی کو قلعہ کی طرف منتقل کر دیا' تاکہ اخراجات میں کمی ہو' مگر اس کی قلت (بدستور) برقرار رہی۔

سلطان اشرف کا قتل: ایک دن سلطان سیر و شکار کے لئے باہر نکلا ہوا تھا کہ (مذکورہ بالا) امرائے مصر نے اس کا تعاقب کیا اور اُسے شکار کرتے ہوئے پکڑ لیا۔ جب سلطان کو ان سے خطرہ محسوس ہوا تو انہوں نے بہ عجلت تمام تلوار کے پے در پے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر حملے کئے۔ سب سے پہلے وار بیدو کا تھا اور دوسرا وار لاشین نے کیا۔ انہوں نے اسے قتل کر کے زمین پر گرا دیا۔ یہ واقعہ اس سال کے ماہ محرم کی پندرہویں تاریخ کو ہوا۔

بیدو کی عارضی بادشاہت: اس کے بعد وہ اپنے خیموں کو لوٹ گئے۔ انہوں نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ وہ بیدو کو بادشاہ بنائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بادشاہ بنا کر اس کا لقب القاہر رکھا۔ بیدو نے بیسری شمسی اور سیف الدین بکتمر سلحدار کو گرفتار کر کے انہیں شاہی قلعہ لے جانے کے ارادے سے اپنے ساتھ رکھا۔

بیدو کا قتل: اسی وقت زین الدین سیف بھی (کسی اور جگہ) شکار کے لئے نکلا ہوا تھا، اسے (بادشاہ کے قتل) کی خبر شکار کرتے ہوئے ملی تو وہ (فوراً) ان کے تعاقب کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ سوس جاشنگیر حسام الدین استاذ الدار، رکن الدین سوس اور طقجی، جاشنگیر یہ جماعت کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ان (بیدو اور ان کے ساتھیوں) کو طرآنہ کے مقام پر جا پکڑا۔ جب بیسری، بکتمر نے جو خیمے میں گرفتار تھے، انہیں دیکھا تو وہ کتبغا اور ان کے ساتھیوں کی طرف بھاگ گئے، بلکہ بیدو کے ساتھ جو عرب قبائل کے سپاہی تھے وہ بھی بھاگ گئے۔ بیدو نے ان کے ساتھ جنگ کی مگر مارا گیا اور اس کے ساتھی قراسنقر اور لاشین وغیرہ بھی قاہرہ بھاگ گئے۔ بیدو کا سر نیزہ پر لٹکا کر لے جایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ لاشین ابن طولون کی جامع مسجد کی اذان کے مینارہ پر پوشیدہ ہو گیا تھا۔

محمد الناصر کی پہلی بادشاہت: کتبغا اور اس کے ساتھ قلعہ مصر پہنچے، وہاں علم الدین شجاعی تھا۔ انہوں نے سلطان اشرف بھائی محمد بن قلادن کو بلوا کر اس کے ہاتھ پر (بادشاہت کے لئے) بیعت کر لی اور اس کا لقب ناصر رکھا۔ نائب السلطنت کتبغا مقرر ہوا، اور حسام الدین اتابک اور علم الدین سنجر وزیر بنا۔ (وزیر مالیات) استاذ الدار رکن الدین سوس جاشنگیر بنایا گیا۔

سازشیوں کا قتل: یہ سب (امراء) خود مختار اور مطلق العنان تھے۔ ناصر کو کوئی اختیار حاصل نہیں تھا۔ ان امراء نے ان لوگوں کو تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی جنہوں نے بیدو کے ساتھ مل کر سلطان کے قتل کرنے کی سازش کی تھی چنانچہ انہیں قتل، سولی اور قطع و برید سے ختم کیا گیا۔ نوبہ کے حاکم بہادر اور اقوش موصلی کو بھی قتل کیا گیا اور ان کی لاشیں جلا دی گئیں۔

سرغنوں کی رہائی: کتبغا نے لاشین اور قراسنقر کے بارے میں جو قتل کے اصل سرغنہ تھے سفارش قبول کی اور وہ دونوں پوشیدہ مقامات سے نمودار ہو کر سلطنت کے اعلیٰ مناصب پر بحال ہو گئے۔ پھر جب محمد بن سلموس اسکندریہ سے واپس آیا تو اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر شجاعی نے اس کی جائیداد ضبط کر لی اور اسے سزا دی گئی۔ چنانچہ وہ اسی دوران فوت ہو گیا۔

عز الدین ایبک افرم صالحی کو قید سے رہا کر دیا گیا۔ اسے سلطان اشرف نے ۶۹۲ھ میں مقید کیا تھا۔

کتبغا کی بغاوت: سلطان ناصر کے ساتھ اس کے وزیر شجاعی کے تعلقات بہت گہرے ہو گئے تھے اور وہ ناصر کا خاص اور ہمراز بن گیا تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ وہ امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لے۔ چنانچہ ناصر نے ان امراء کو نظر بند کر دیا۔ ان میں سیف الدین کرجی اور سیف الدین طوجی بھی شامل تھے۔ کتبغا سے یہ واقعہ پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ اس کی اطلاع کتبغا کو اس وقت ملی جب وہ قلعہ کے میدان میں ایک جلوس کی رہنمائی کر رہا تھا اور امراء اس کے سامنے سوار ہو کر جا رہے تھے۔ وہ اس خبر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بہت پریشان ہوا اور وہ شجاعی اور ناصر دونوں سے بدگمان ہو گیا۔ اتنے میں شجاعی کا ایک غلام اس جلوس میں کتبغا کی طرف بڑھا اور اسے قتل کرنے کے لئے تلوار نکالی تو اس کے ایک غلام نے اس (غلام) کو قتل کر دیا۔ کتبغا اور اس کے ساتھ کے امراء قلعہ میں داخل نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے استاذ الدر۔ (وزیر مالیات) سوس جاشنگیر کو گرفتار کر کے اسکندریہ بھیج دیا' اس کے بعد فوج کو بلوا کر اکٹھا کیا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان ناصر نے ان کے پاس ایک افسر کو (گفت وشنید کے لئے بھیجا) تو انہوں نے یہ شرط پیش کی کہ شجاعی کو ان کے حوالے کیا جائے۔

وزیر شجاعی کا قتل: جب سلطان نے یہ بات نہیں مانی تو ان (امراء) نے قلعہ کا سات دن تک محاصرہ کیا اور پھر سخت جنگ شروع ہوگئی۔ قلعہ کے اندر جو فوج رہ گئی تھی وہ بھی بھاگ کر کتبغا کے محاذ پر پہنچ گئی۔ شجاعی ان کے مقابلے کے لئے نکلا مگر کچھ نہ کر سکا اور وہ سلطان کے پاس چلا گیا۔ وہ بہت خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس لئے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ چنانچہ غلام اسے قید خانے کی طرف لے گئے' مگر راستے ہی میں اس کو قتل کر دیا۔

ممالیک کا شہر میں داخلہ: جب کتبغا اور اس کے ساتھیوں کو اس (کے قتل) کی اطلاع ملی تو ان کے تمام شک وشبہات دور ہو گئے اور انہوں نے سلطان سے پناہ کی درخواست کی۔ سلطان نے ان کی جاں بخشی کی۔ پھر انہوں نے سلطان سے (اس بارے میں) حلف اٹھوایا۔ جب اس نے حلف اٹھوایا تو وہ قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد کتبغا نے عوام کو داد و دہش سے نوازا۔ اور ان تمام ممالیک کو رہا کر دیا جو شجاعی کی مداخلت کی وجہ سے (باہر) نظر بند تھے۔ کتبغا نے ان کو شہر کی مختلف سرکاری عمارتوں میں لا کر بسایا' کیونکہ وہ قریباً نو ہزار افراد تھے۔ یوں وہ شہر میں رہنے لگے۔

ممالیک کا فتنہ وفساد: ۶۹۴ھ میں جب ماہ محرم میں نئے سال کا آغاز ہوا تو ان (ممالیک) نے (فتنہ وفساد کے لئے) ایک رات مقرر کی۔ اسی رات وہ سب سوار ہو کر (باہر نکل آئے) انہوں نے قید خانوں میں سے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا اور امراء کے گھروں کو لوٹ لیا۔ ابھی ان کا منصوبہ مکمل نہ ہونے پایا تھا کہ صبح ہو گئی۔ صبح سویرے حاجب بہادر فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لئے پہنچ گیا۔

فساد کا قلع قمع: اس نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا اور وہ منتشر ہو گئے۔ ان میں سے اکثر گرفتار کر لئے گئے اور انہیں مختلف قسم کی سزائیں دی گئیں کچھ قتل کر دیئے گئے' باقی لوگوں کو مار پیٹ کے بعد معزول کر دیا گیا۔ عز الدین ایبک افرم کو بھی رہا کر کے اسے امیر جندار کے عہدہ پر بحال کر دیا گیا۔ مگر وہ جلد ہی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان کا نظم ونسق برقرار ہو گیا۔ تاہم اس کا نائب کتبغا اس پر چھایا رہا اور کچھ عرصہ تک یہی صورتِ حال برقرار رہی۔

کتبغا کی بادشاہت

جب کتبغا اور شجاعی میں ناچاقی ہوئی اور اس کے بعد (مذکورہ بالا) فتنہ وفساد ہوا تو کتبغا بظاہر کشیدہ خاطر رہا۔ اور اپنے فرائض منصبی نیابت سے منقطع ہو کر بیمار بن گیا۔ سلطان اس کی عیادت کے لئے جاتا رہا۔ اس اثناء میں اس کے گہرے دوستوں نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ بالکل خود مختار ہو کر تخت نشین ہو جائے۔ چونکہ وہ ابتداء ہی سے اس قسم کے اقتدار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خواہاں تھا۔ اس لئے اس نے امرائے مصر کو اکٹھا کر کے انہیں اپنی (بادشاہت کے لئے) بیعت کی دعوت دی۔ انہوں نے (اس مقصد کے لئے) اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ناصر کو (بادشاہت سے) معزول کر دیا اور پھر کتبغا خود شاہی محل گیا اور وہاں تخت شاہی پر بیٹھا اور العادل اپنا (شاہی) لقب رکھا۔ اس کے بعد اس نے سلطان (ناصر) کو شاہی محل سے بالکل نکال دیا۔ وہ اس وقت اپنی والدہ کے ساتھ کسی کمرہ میں رہتا تھا۔

حکام کا تقرر: کتبغا نے حسام الدین لاشین کو نائب السلطنت اور الصاحب فخر الدین عمر بن عبدالعزیز خلیلی کو جو پہلے استاذ الدار (وزیر مالیات) تھا' وزیر مقرر کیا۔ اسے علاء الدین ابن قلادن ولی عہد کے دفاتر کی نگرانی سے تبدیل کر کے یہاں مقرر کیا گیا تھا کتبغا نے عزالدین ایبک افرم صالحی کو امیر جندار' بہادر حلبی کو امیر حاجب اور سیف الدین منماص کو استاذ الدار (افسر مال) مقرر کیا۔ اس نے سلطنت کے دیگر عہدے اپنے علاقوں (ممالیک) کے درمیان تقسیم کر دیئے تھے۔

شام میں اقتدار: کتبغا نے شام کے حکام کو لکھا کہ وہ اس کے حق میں بیعت حاصل کریں۔ انہوں نے تعمیل حکم کی۔ اس نے طرابلس کے حاکم عزالدین ایبک خازندار کو گرفتار کر کے اس کے بجائے فخر الدین ایبک موصلی کو حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ خازندار حصن الاکراد میں رہنے لگا اور موصلی طرابلس میں رہتا تھا اور وہ حاکم کا مرکزی مقام ہو گیا۔

تاتاری جماعت کی آمد: ۶۹۵ھ میں سلطان عادل کتبغا کے پاس تاتاریوں کی ایک جماعت آئی جو اربدانیہ کے نام سے موسوم تھی۔ ان کا سردار طرنطا کی تھا' وہ اپنے چچازاد بھائی بدولی کنجاب کا گہرا دوست تھا جو تاتاریوں کا بادشاہ تھا جب غازان تخت نشین ہوا تو طرنطائی کو اس سے خوف لاحق ہوا۔ کیونکہ اس کے قبائل خازان اور موصل کے درمیان تھے۔

شاہ تاتار کے باغی: غازان نے ان تاتاریوں کا محاصرہ کر لیا جو مارتکن سے متعلق تھے اور ان کا راستہ روک لیا۔ اس نے اپنے ایک حاکم قطقرا کو روانہ کیا تاکہ وہ طرنطائی اور اس کے قبیلہ کے اکابر کو گرفتار کر لئے۔ چنانچہ وہ اسی سواروں کو لے کر اس کی طرف روانہ ہوا۔ طرنطائی اور اس کے ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد دریائے فرات کو عبور کر کے وہ شام کی طرف بھاگ گئے۔

شام و مصر میں استقبال: جب دیار بکر کے تاتاریوں نے ان کا تعاقب کیا تو پلٹ کر ان پر حملہ کیا اور انہیں بھی شکست دے دی اس کے بعد سلطان عادل (کتبغا) نے سنجر دوادار کو حکم دیا کہ وہ ان کا استقبال کرے۔ ان کی آمد پر نائب حاکم دمشق نے جشن منایا۔ پھر وہ مصر کی طرف روانہ ہوئے تو شمس الدین قراسنقر نے ان کا استقبال کیا اور وہ قلعہ کے دروازہ کے پاس امرائے مصر کے ساتھ مل کر بیٹھنے لگے جس سے امراء ناک بھوں چڑھانے لگے اور یہی (نصرت) سلطان عادل کی معزولی کا سبب بن گئی جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔

تاتاریوں سے تعلقات: بہرحال ان تاتاری (امراء) کے آنے کے بعد ان کی قوم کے باقی افراد بھی (مصر) آ گئے۔ ان میں سے اکثر (راستے ہی میں) مر گئے تھے' اب ان (تاتاریوں نے) سلطنت میں بھی اثر و رسوخ قائم کر لیا اور ترک خاندانوں کے ساتھ ان کا خلط ملط ہونے لگا۔ وہ مسلمان بھی ہو گئے تھے اور وہ ان کی اولاد سے خدمت لینے لگے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شادی بیاہ کے بعد ان سے رشتہ داری بھی قائم ہوگئی تھی۔

کتبغا کے خلاف سازش: مصر کے ارکانِ سلطنت سلطان کتبغا عادل سے اس وجہ سے ناراض ہو گئے کہ اس نے اپنے ممالیک کو ان پر مقدم کر رکھا تھا بعد ازاں اس نے اربدانیہ تاتاریوں کو ان کے برابر درجہ دیا ہے لہٰذا انہوں نے اسے معزول کرنے کے لئے باہم مشورہ کیا۔

شام کا سفر: ۶۹۵ھ میں ماہ شوال میں سلطان شام کی طرف روانہ ہوا اور اس نے حاکم دمشق عز الدین ایبک حموی کو معزول کر دیا اور اس کے بجائے اپنے موالی میں سے سیف الدین غزلو کو حاکم دمشق مقرر کیا۔ بعد ازاں سیر وشکار کر کے حمص پہنچا۔ وہاں اس کی ملاقات حاکم حماۃ مظفر سے ہوئی۔ سلطان نے اس کی تعظیم وتکریم کی اور اسے اس کے شہر واپس کر دیا۔

اُمرائے مصر کا متفقہ فیصلہ: جب سلطان مصر واپس جانے کی تیاریاں کر رہا تھا تو اس وقت امرائے مصر نے اسے بادشاہت سے معزول کرنے اور اس کے ممالیک کا صفایا کرنے کا متفقہ فیصلہ کر لیا تھا جب (کتبغا) فلسطین کے مقام عوجاء پر پہنچا تو اُسے اطلاع ملی کی بیسری شمسی نے تاتاریوں سے خط وکتابت کی ہے۔ کتبغا نے اس بات کو سخت ناپسند کیا اور اسے سخت دھمکی دی۔ مگر امرائے مصر اس بات ہی سے مشتعل ہو گئے اور وہ اپنے فیصلے کو (عمل میں لانے کے لئے) متفق ہو گئے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل امراء اور ان کے ساتھیوں نے لاشین کے ہاتھ پر (بادشاہت کے لئے) بیعت کر لی (۱) بدر الدین بیسری (۲) شمس الدین قراسنقر (۳) سیف الدین قفجاق (۴) بہادر حلبی حاجب (۵) بکتاش فخری (۶) بیلیک خازندار (۷) اقوش موصلی (۸) بکتمر سلحدار (۹) سلار (۱۰) طغجی (۱۱) کرجی (۱۲) معطائی۔

وفاداروں کا قتل: یہ لوگ بکتوت ازرق کے خیمے میں پہنچے اور اسے قتل کر دیا جب ان کے پاس میجاص آیا تو انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ جب سلطان کتبغا اپنی مختصر جماعت لے کر پہنچا تو انہوں نے اس پر بھی حملہ کر کے اور شکست دے کر دمشق کی طرف بھگا دیا۔

لاشین کی بادشاہت

آخر کار لوگوں نے لاشین کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کا لقب منصور رکھا۔ مگر اس کے سامنے یہ شرط رکھی کہ وہ صرف اپنی تنہا رائے کے مطابق حکومت نہیں کرے گا۔ اس نے یہ شرط تسلیم کر لی اور مصر پہنچ کر وہ شاہی قلعہ میں داخل ہو گیا۔

دمشق میں پناہ: جب کتبغا دمشق پہنچا تو اس کا نائب حاکم سیف الدین غزلو اس سے ملا اور اس نے اسے قلعہ میں پناہ دی۔ اس نے لاشین کے مخصوص افراد اور ان امراء سے جو اس کے ساتھ تھے احتیاطی تدابیر اختیار کیں اور اس کے موالی کی ایک جماعت کو بھی پناہ دی۔ اتنے میں وہ فوجیں بھی پہنچ گئیں جو رحبہ میں تھیں، جن کا سپہ سالار جاغان تھا۔ یہ لوگ لاشین کے حامی تھے۔ اس لئے دمشق کے بیرونی علاقے میں آ کر جمع ہو گئے تھے۔ یہ متفقہ طور پر لاشین کی بیعت کا اعلان کر رہے تھے۔

کتبغا کی حکومت کا قطعی خاتمہ: جب سلطان کتبغا عادل کی حکومت کا کوئی امکان باقی نہیں رہا تھا تو اس نے ہتھیار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈال دیئے اور اسے وہاں کے قلعے میں مقید کر دیا گیا۔ اس نے صرف دو سال بادشاہت کی۔ اب اس نے (اپنے لئے) صرف صرخد کی حکومت کے لئے درخواست کی۔ اس (درخواست) کے بعد دمشق کے امراء نے بھی لاشین کے پاس اپنی بیعت اور وفاداری کا پیغام بھیج دیا اور سیف الدین جاغان قلعہ میں داخل ہو گیا۔

حکام مصر کی تبدیلی: لاشین نے اہل دمشق کو لکھا کہ کتبغا کو مصر بھیج دیا جائے اس نے کتبغا کا یہ مطالبہ بھی تسلیم کر لیا کہ اسے صرخد کی حکومت دی جائے دمشق کا (نیا) حاکم قفجق منصوری بھی وہاں پہنچ گیا۔ لاشین نے مصر میں رکن الدین بیبرس جاشنگیر اور دیگر ممالیک کو بھی قید سے رہا کر دیا۔ اس نے قراسنقر کو نائب السلطنت اور سیف الدین سلار کو استاذ الدار (افسر مال) اور سیف الدین بکتمر سلحدار کو امیر جندر مقرر کیا۔ اس نے بہادر حلبی کو بھی اعلیٰ عہدہ دیا اور فخر الدین خلیلی کو بدستور وزیر مقرر کیا۔ تاہم (کچھ عرصے کے بعد) اسے معزول کر کے اس کے بجائے شمس الدین سنقر اشقر کو وزیر مقرر کیا۔

۶۹۶ھ کے آخر میں لاشین نے اپنے نائب قراسنقر اور سیف الدین سالار (افسر مال) استاذ الدار کو گرفتار کر لیا اور سلار کے بجائے اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سیف الدین منکوتمر حسامی کو (استاذ الدار) مقرر کیا اور سیف الدین قفجق منصوری کو نائب السلطنت مقرر کیا۔

جامع ابن طولون کی تعمیر: لاشین نے ابن طولون کی جامع مسجد کی از سر نو تعمیر کا حکم دیا اور اس کام کے لئے علم الدین سنجر دوادار کو مقرر کیا۔ اس نے اس کے (تعمیری) اخراجات کے لئے اپنے ذاتی مال سے ایک لاکھ بیس ہزار دینار کا عطیہ دیا اور اس کے لئے جائیدادیں اور اراضی وقف کیں۔

ناصر کی الکرک کی طرف روانگی: ۶۹۷ھ میں لاشین نے (سابق سلطان) ناصر محمد بن قلادن کو سیف الدین سلار استاذ الدار کے ساتھ الکرک بھجوا دیا۔ اس وقت اس نے اپنے شاہی محل کے عالم زین الدین ابن مخلوف سے یہ بات کہی ''یہ میرے استاد کا فرزند ہے اور حکومت میں اس کا نائب میں ہوں اور اگر مجھے یقین ہوتا کہ وہ حکومت کر سکتا ہے تو میں ضرور اسے تختِ شاہی پر بٹھاتا۔ مجھے اس وقت (اس کی جان کا) خطرہ ہے اس لئے میں نے اسے الکرک بھجوا دیا ہے''۔ چنانچہ وہ ماہ ربیع الاول میں الکرک پہنچ گیا۔

علامہ نووی تحریر فرماتے ہیں: ''اس نے اس کے ساتھ جمال الدین ابن اقوش کو بھی بھیجا تھا''۔

بیسری کی وفات: سلطان لاشین نے اسی سال اپنے نائب السلطنت منکوتمر کی شکایت پر بدر الدین بیسری شمسی کو گرفتار کر لیا۔ کیونکہ (سلطان) لاشین نے (حکومت کا) کام اس کے سپرد کرنا چاہا تھا۔ مگر بیسری نے اسے اس کام سے باز رکھا اور اس کی برائی کی۔ منکوتمر نے بیسری کے ایک غلام کو پوشیدہ طور پر سلطان کے پاس بھجوا کر یہ کہلوایا کہ وہ (بیسری) بغاوت کا ارادہ کر رہا ہے۔ اس وجہ سے سلطان نے اسی سال کے آخر ربیع الثانی میں گرفتار کر کے اسے قید خانے میں ٹھونس دیا اور وہ قید خانے ہی میں فوت ہو گیا۔

اراضی کا نیا انتظام: سلطان نے اسی سال بہادر حلبی اور عز الدین ایبک حموی کو بھی گرفتار کیا۔ سلطان لاشین نے اس سال یہ بھی حکم دیا کہ وہ جاگیریں جو گردونواح کی ہیں لوٹا دی جائیں اور اس مقصد کے لئے اس نے حکام اور منشیوں کو بھیجا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کام کا پورا انتظام سلطنت کے محاسب اعظم (مستوفی الدولہ) عبدالرحمٰن الطویل نے انجام دیا۔

نئی تقسیم: مورخ حماۃ المؤید نے تحریر کیا ہے ''پہلے مصر چوبیس قیراط (حصوں) پر تقسیم تھا' ان میں چار حصے سلطان کے ہوتے تھے۔ اس میں مناصب اور تنخواہیں وغیرہ سب شامل تھیں۔ دس امراء اور اطلاق وزیادات کے لئے تھے' اور دس اجناد کے لئے ہوتے تھے۔ لہٰذا (اب) دس حصے امراء' اطلاقات وزیادات اور اجناد دونوں کے ہوگئے اور چودہ حصے سلطان کے ہوگئے اس طرح لشکر دوگنا ہوگیا''۔

علامہ نووی کا بیان: علامہ نووی تحریر فرماتے ہیں

''مخصوص افراد کے لئے روک میں الجزیرہ' اطفیح' دمیاط' منفلوط اور کوم احمر کے علاقے (اضلاع) مقرر کر دیئے گئے تھے۔ نیز ۶۹۶ھ سے خراج کا سال تبدیل کر دیا گیا یہ شمار کے لحاظ سے تھا (اس کی صورت یہ ہوئی کہ) تینتیس سال گزرنے کے بعد ایک سال کا (اضافہ) ہوگیا۔ شمسی اور قمری سالوں میں یہی فرق ہے۔ یہ فوج کے دفتر میں فرق دور کرنے کے لئے جو کچھ کیا گیا جو صرف قلم کی تبدیلی ہے ورنہ حقیقت میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اس قاعدہ کے بعد ملکی اراضی کی تقسیم کی گئی اور صرف چند محکمے (اس قاعدہ سے) مستثنیٰ کر دیئے گئے''۔

منکوتمر کی امراء سے مخالفت: جب سیف الدین منکوتمر نائب السلطنت مقرر ہوا تو سلطان سے خصوصی تعلقات رکھنے کی وجہ سے سلطنت کے کاموں پر چھا گیا۔ اس نے سلطان (لاشین) سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اسے اپنا ولی عہد بنائے۔ دیگر امرائے (مصر) نے اس مطالبہ کو پسند نہیں کیا اور سلطان کو اس سے باز رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منکوتمر ان کا مخالف ہوگیا۔ اور (سلطان سے) ان کی شکایتیں کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اس نے بعض امراء کو گرفتار کرا لیا اور باقی گرد ونواح میں بھاگ گئے۔

ارمینیہ پر فوج کشی: سلطان نے ۶۹۷ھ میں سیس اور ارمینیہ کے شہروں پر فوج کشی کے لئے مندرجہ ذیل امراء وحکام کو روانہ کیا۔ (۱) بکتاش امیر سلاح (۲) قراسنقر (۳) بکتمر سلاح دار (۴) ترلار (۵) تمراز (۶) الغی حاکم صفد (۷) حاکم طرابلس (۸) حاکم حماۃ۔ ان کے بعد علم الدین سنجر دوادار کو بھی روانہ کیا۔

ارمینیہ کے قلعوں کی تسخیر: سیس کے ایلچی ان کے پاس آئے (مگر وہ نہیں مانے) وہ وہاں تین دن تک قتل وغارت کرتے رہے اور وہاں کا صفایا کر دیا۔ پھر وہ بغراس پہنچے' وہاں سے وہ مرج انطا کیہ گئے اور وہاں وہ تین دن تک مقیم رہے۔ پھر وہ بلاد الروم میں جسر الحدید پہنچے۔ وہاں سے انہوں نے تل حمدون کا قصد کیا تو اسے ویران پایا۔ کیونکہ وہاں کے ارمنی باشندے قلعہ نجمیہ چلے گئے تھے انہوں نے قلعہ مرعش کو فتح کر لیا اور قلعہ نجمیہ کا چالیس دن تک محاصرہ کیا' آخر کار مصالحت کے ساتھ اسے فتح کر لیا۔ (اس یلغار میں) انہوں نے گیارہ قلعے (ارمینیہ کے) فتح کئے' ان میں مصیصہ اور حموم کے قلعے بھی شامل تھے۔ ان کے باشندوں نے خوف زدہ ہو کر اطاعت قبول کر لی تھی اور فوجیں حلب واپس آ گئیں۔

تاتاری حملہ کی افواہ: سلطان لاشین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاری شام پر حملہ کرنے والے ہیں لہٰذا اس نے فوجیں جمال الدین اقوش افرم کی قیادت میں دمشق روانہ کیں اور اسے حکم دیا کہ وہ دمشق سے فوجیں نکال کر قفجق (نائب حاکم) کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلب پہنچے۔ چنانچہ وہ روانہ ہو کر حمص پہنچا' اور وہاں مقیم ہو گیا۔ پھر انہیں یہ اطلاع ملی کہ تاتاری فوجیں واپس چلی گئی ہیں۔

اس کے بعد بکتمر کی شکایت سے متاثر ہو کر سلطان نے سیف الدین طباخی حاکم حلب کو حکم دیا کہ وہ بکتمر سلحدار اور حاکم صفد الغی' نیز حلب کے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لے۔ طباخی نے انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر اسے کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

حمص میں پناہ: تدلار بسار کے مقام کی طرف چلا گیا جہاں وہ فوت ہو گیا' مگر باقی امراء اپنے (مقام پر) ڈٹے رہے۔ جب انہوں نے (خطرہ) محسوس کیا تو وہ حمص کے نائب حاکم قفجق کے پاس بھاگ آئے جہاں اس نے انہیں پناہ دے دی اور پھر ان کے بارے میں سلطان کو سفارش کا خط لکھا مگر سلطان نے اس کا جواب دینے میں تاخیر کی۔

امراء کا فرار: سیف الدین کرجی اور علاء الدین ایدغری نے پناہ دینے پر اسے معزول کر دیا۔ اس پر اسے شک و شبہ ہوا۔ سلطان نے اس کے بجائے دمشق کا حاکم جاغان کو مقرر کیا۔ اس نے قفجق سے انہیں (بھیج دینے کا) مطالبہ کیا تو وہ روانہ ہو گئے اور اس کا لشکر بھی منتشر ہو گیا۔ اس نے دریائے فرات کو عبور کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ عراق پہنچ گیا۔ اس سے پہلے انہوں نے حمص کے نائب حاکم کو گرفتار کر لیا تھا اور اسے ساتھ لے گئے تھے۔

دشمن کے علاقے میں: جب وہ دشمن کے ملک میں پہنچ چکے تو انہیں سلطان لاشین کے قتل کی خبر ملی' لہٰذا اب ان کے لئے واپس جانا ممکن نہ تھا۔ اس لئے وہ واسط کے قریب غازان (شاہ تاتار) کے دربار میں حاضر ہوئے۔ قفجق کا تاتاری فوج سے تعلق تھا۔ اس کا باپ غازان کی خاص فوج میں شامل تھا۔

فیروز کا قتل: جب سلطان (مصر) لاشین اور غازان (شاہ تاتار) کے درمیان جنگ چھڑی تو اس موقع پر غازان کے اتابک فیروز کی اپنے بادشاہ سے ناچاقی ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس نے سلطان لاشین کو وہاں پناہ گزین ہونے کے لئے خطوط لکھے تھے جس کا علم غازان ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے قطلو شاہ نائب حاکم کو (اس کے بارے میں) حکم دیا اور اس نے اسے گرفتار کر کے اسے قتل کر دیا تھا۔ غازان نے بغداد میں اپنے دونوں بھائیوں کو بھی قتل کر دیا تھا۔

منکوتمر کی چغل خوری: سلطان لاشین نے اپنی سلطنت کے تمام کام اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) منکوتمر کے سپرد کر دیئے تھے۔ مگر اس نے دست درازی شروع کر دی اور مطلق العنان بننے کی کوشش کی۔ امرائے مصر نے اس کی حرکتوں کو پسند نہیں کیا تو اس نے سلطان کو ان کے خلاف بھڑکا دیا اور انہیں سزائیں دلوائیں یا انہیں دور دراز بھگا دیا تھا۔

امراء کی مخالفت: ان میں سے سیف الدین کرجی جاشنگیر کا سردار تھا۔ اسی طرح قراسنقر بھی اشرف کے ساتھ تھا اور ممالیک کی جماعت اس کی حامی تھی۔ منکوتمر نے اسے اُن قلعوں کا حاکم بنانا چاہا تھا جو ارمینیہ اور سیس (ارمینیہ خورد) کے علاقوں میں فتح ہوئے تھے' مگر اس نے معذرت پیش کی' (عہدہ قبول نہیں کیا) اور منکوتمر کے خلاف شکایتیں کرنے لگا۔ اس نے قفجق کے معاملے میں جو جاشنگیر یہ جماعت کا سردار تھا اس کی حمایت کی۔ طقجی بھی جاشنگیر یا جماعت کے ایک بڑے سردار طنطنائی کا رشتہ دار تھا۔ ایک دن منکوتمر نے اس کے ساتھ سخت کلامی کی' جس سے وہ (طنطنائی) بہت رنجیدہ ہوا' اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوڑتا ہوا کرجی اور طقجی کے پاس آیا تو وہ سب سلطان کو اچانک قتل کرنے پر متفق ہو گئے۔

لاشین کا قتل: ان امراء نے رات کے وقت سلطان کے محل کا قصد کیا' جب کہ وہ شطرنج کھیل رہا تھا۔ اس کے پاس حنفیہ کا قاضی حسام الدین بیٹھا ہوا تھا۔ اسے کرجی نے بتایا کہ غلاموں کے نہ آنے کے لئے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اس نے یہ بات پسند نہیں کی' تاہم کرجی اس کے سامنے اپنی تمام کارروائی کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی تلوار کو ایک رومال میں چھپالیا۔

جب سلطان عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھا تو اس نے تلوار نکال کر سلطان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت سلطان کی تلوار نہیں ملی۔ اس لئے سب نے مل کر اپنی تلواروں سے اس پر پے در پے حملے کئے۔ یہاں تک کہ سلطان قتل ہو گیا۔ انہوں نے قاضی کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر پھر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔

منکوتمر کا قتل: وہاں سے نکل کر کرجی طقجی کے پاس گیا۔ جہاں وہ اس کا انتظار کر رہا تھا وہ دونوں مل کر منکوتمر کے پاس گئے تو اس نے طقجی سے پناہ مانگی تو اس نے اس کی جاں بخشی کر کے اسے ایک کنوئیں کے اندر بند کر دیا۔ پھر وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے اور یہ فیصلہ کیا کہ اسے بھی قتل کر دیا جائے' چنانچہ وہ بھی مارا گیا۔

لاشین کا مختصر حال: لاشین کا قتل ماہ ربیع الاوّل ۶۹۸ھ میں ہوا۔ وہ علی بن المعز ایبک کا غلام تھا۔ جب وہ قسطنطنیہ جلاوطن ہوا تو وہ اسے قاہرہ چھوڑ گیا تھا۔ منصور قلاؤن نے مالک کے غائبانہ قاضی کے ذریعے اسے ایک ہزار درہم میں خرید لیا وہ لاشین صغیر کے نام سے موسوم تھا۔ کیونکہ لاشین کے نام کا اس سے بڑی عمر کا ایک حاکم اور بھی تھا جو اس سے عمر میں بڑا تھا اور وہ حمص کا نائب حاکم تھا۔

حلب سے امراء کی آمد: لاشین کے قتل کے بعد امرائے مصر اکٹھے ہوئے ان میں رکن الدین بیبرس جاشنگیر' سیف الدین سلار افسر مال اور حسام الدین لاشین رومی بھی شامل تھے۔ ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر سیس (ارمینیہ) کے علاقے سے جمال الدین اقوس افرم بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ وہ دمشق سے نائب حاکم اور فوجوں کو حمص روانہ کر کے دمشق سے واپس آیا تھا۔ اس کے علاوہ عزالدین ایبک خزندار اور بدرالدین سلحدار بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے قلعہ کی حفاظت کی اور الکرک میں ناصر محمد بن قلاؤن کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ مصر آ کر بادشاہت کا کام سنبھال لے۔

طقجی کا قتل: اس وقت طقجی نے خود تخت نشین ہونے کا ارادہ کیا تھا مگر اتفاق ایسا ہوا کہ وہ امراء جو حلب میں تھے' وہ سیس (ارمینیہ) کی فتوحات کے بعد وہاں پہنچ گئے۔ ان میں سیف الدین کرجی' شمس الدین سرقنشاہ بھی تھے اور ان کا سپہ سالار بدر الدین بکتاش امیر سلاح تھا۔ (جب وہ قاہرہ کے قریب پہنچے تو امراء نے اسے مشورہ دیا کہ وہ سوار ہو کر ان کے استقبال کے لئے جائے۔ اس نے پہلے پہل تو ناک بھوں چڑھائی پھر (بادل ناخواستہ) سوار ہو کر گیا اور ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے اس سے سلطان کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ''وہ قتل کر دیا گیا ہے''۔ لہٰذا ان لوگوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔

کرجی کا قتل: اس وقت کرجی (اصل قاتل) قلعہ کے قریب تھا۔ وہ فوراً سوار ہو کر بھاگ گیا۔ اسے قبرستان کے قریب پکڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر قتل کر دیا گیا اور بکتاش اور دیگر امراء قلعہ میں داخل ہو گئے۔

امرائے مصر کی حکومت: پھر یہ امراء مصر میں (مشورہ کے لئے) اکٹھے ہوئے مشورہ میں یہ امراء شریک تھے (۱) سلار (۲) بیبرس (۳) ایبک جامدار (۴) اقوش افرم (۵) بکتمر امیر جندار (۶) کرت الحاجب۔ یہ لوگ الکرک سے ناصر کی آمد کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے دمشق کے امراء کو اپنی کارروائی سے مطلع کیا تو انہوں نے ان کی حمایت کی۔

انہوں نے بہاء الدین قرا ارسلان سیفی کو جاغان حسامی کو گرفتار کرنے کے لئے دمشق بھیجا۔ چنانچہ اس نے اسے گرفتار کر کے مقید کر دیا اور وہ چند دنوں کے بعد فوت ہو گیا۔ مصر کے امراء نے اس کے بجائے سیف الدین قطلو بک منصوری کو (دمشق کا حاکم بنا کر) بھیجا۔

سلطان ناصر کی دوبارہ حکومت: ناصر محمد بن قلادن ماہ جمادی الاولیٰ ۶۹۸ھ میں مصر پہنچ گیا اور اہل مصر نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس نے سالار کو نائب السلطنت' بیبرس کو افسر مال' بکتمر جوکندار کو امیر جندار اور شمس الدین اعسر کو وزیر مقرر کیا۔

حکام کا تقرر: اس نے فخر الدین خلیلی کو مقرر کرنے کے بعد اسے معزول کر دیا۔ اس نے سیف الدین قطلو بک کے بجائے جمال الدین اقوش افرم کو دمشق کا حاکم مقرر کیا۔ اس نے سیف الدین قطلو بک کو مصر بلا کر اسے حاجب مقرر کیا۔ سیف الدین کرت کو طرابلس کا حاکم بنا کر بھیجا گیا اور قلعوں کا حاکم سیف الدین کرای مقرر ہوا۔ سلطان ناصر نے بلبان طباخی کو حلب کا حاکم برقرار رکھا۔ اس نے قرا سنقر منصوری کو قید سے رہا کر کے اسے ضبینہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اور جب سال کے آخر میں اسے حاکم حماۃ مظفر کی وفات کی خبر ملی تو اس نے قرا سنقر کو حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔

سلطان نے امراء میں خلعت تقسیم کئے اور لوگوں کو سخاوت اور بخشش سے مالا مال کیا۔ یوں اس کی سلطنت مستحکم ہو گئی۔ البتہ بیبرس اور سلار اس پر چھائے رہے۔

تاتاریوں کی فوج کشی: یہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ تاتاریوں اور اہل مصر کی حکومتوں کے درمیان نا چاقی ہو گئی تھی اور غازان نے شام پر حملہ کرنے کے لئے فوجیں اکٹھی کر لی تھیں۔ اس نے شلامش بن امال ابن بکو کو پچیس ہزار مغل فوج دے کر بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے بھائی قطقطو کو بھی روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ سیس (ارمینیہ) کی سمت سے حملہ کرے۔

سپہ سالار کی بغاوت: اس نے کوچ کیا مگر (آگے چل کر) وہ خود بادشاہ بن بیٹھا اور فوج کو اپنا مطیع بنایا اور پھر اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔ اس نے ترکمانوں کے سردار ابن قرحان کو بھی لکھ کر بلوایا تو وہ دس ہزار سواروں کو لے کر اس کے پاس پہنچا یوں وہ ساٹھ ہزار سواروں کو لے کر روانہ ہوا۔ جب اس نے سیواس پر حملہ کیا تو وہ ناکام رہا۔ پھر اس نے مخلص رومی کو مصر کے بادشاہ کے پاس بھیج کر امداد طلب کی تو سلطان مصر نے دمشق کے نائب حاکم کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی مدد کرے۔

شاہ مصر کی امداد: جب غازان (شاہ تاتار) کو (بغاوت کی) یہ خبر ملی تو اس نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک تاتاری سپہ سالار مولائی کی قیادت میں پینتیس ہزار سوار بھیجے۔ جب وہ سیواس پہنچا تو شلامش کا لشکر اس سے الگ ہو گیا اور تاتاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجیں مولائی کی فوج میں چلی گئیں اور ترکمانی فوج پہاڑوں کی طرف چلی گئی۔ شلامش خود اپنی شکست خوردہ فوج کو لے کر سیس بھاگ گیا اور وہاں سے دمشق کے راستے مصر پہنچا۔ اس نے سلطان لاشین سے درخواست کی کہ وہ اسے فوجی امداد فراہم کرے تا کہ وہ اس کے ذریعے اپنے اہل وعیال کو شام میں منتقل کر سکے۔ لہٰذا سلطان نے حلب کے نائب حاکم کو حکم دیا کہ وہ اس قسم کی مدد فراہم کرے اس نے اس کے ساتھ بکتمر حلبی کی قیادت میں ایک فوج بھیجی اور وہ سب سیو اس پہنچے' وہاں تاتاری فوج نے ان کا مقابلہ کیا۔

باغی فوج کی شکست: اس نے انہیں شکست دی' جس میں بکتمر حلبی مارا گیا۔ شلامش جان بچا کر کسی قلعہ میں پناہ گزین ہوا' مگر غازان نے اسے وہاں سے نکلوا کر اسے قتل کرا دیا' مگر اس کا بھائی قطقطو اور مخلص رومی مصر پہنچ گئے' جہاں ان دونوں کو جاگیریں دی گئیں اور انہیں مصری فوج میں شامل کر لیا گیا۔

ناصر کی فوج کشی: جب ناصر بادشاہ ہوا تو اسے یہ اطلاع ملی کہ غازان شام پر فوج کشی کرنے والا ہے۔ لہٰذا اس نے فوجیں تیار کیں۔ پہلے اس نے قطبلک کبیر اور سیف الدین غزار کی قیادت میں فوجیں بھیجیں پھر ان کے پیچھے پیچھے ۶۹۸ھ کے آخر میں وہ بھی فوج لے کر روانہ ہو گیا۔

سازش کا قلع قمع: جب سلطان ناصر غزہ پہنچا تو اسے یہ اطلاع ملی کہ بعض ممالیک (غلام) اس پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور اریدانیہ (تاتاریوں کی جماعت) جو کتبغا کے پاس آئی ہوئی تھی' اس سازش میں شریک ہے۔ ابھی وہ اس خبر کی تحقیق کر رہا تھا کہ انہی لوگوں کا ایک غلام تلوار کو نیام سے نکالے ہوئے اور فوجوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے جب کہ وہ غزہ کے باہر صف آراء تھیں' وہاں پہنچا' وہ تو اسی وقت مارا گیا اور جب اس اچانک واقعہ کے بعد تحقیقات کی گئی تو اصل حقیقت ظاہر ہو گئی۔ چنانچہ سب سے پہلے اربدانیہ جماعت اور ان کے سردار طرنطائی کا کام تمام کیا گیا نیز ممالیک کے کچھ افراد کو قتل کیا گیا اور باقی افراد کو الکرک میں مقید کر دیا گیا۔

تاتاریوں سے مقابلہ: سلطان وہاں سے عسقلان گیا۔ پھر دمشق پہنچا۔ وہاں سے روانہ ہو کر اس نے (شاہ تاتار) غازان سے سلمیہ اور حمص کے درمیان مجمع المروج کے درمیان مقابلہ کیا۔ اس کے ساتھ کرج اور ارمن کی قومیں تھیں اور اس کی اگلی فوج میں وہ ترک امراء تھے جو شام سے بھاگے ہوئے تھے' ان میں یہ لوگ شامل تھے۔ قفجق منصوری' بکتمر سلحدار' فارس الدین البکی اور سیف الدین غزار۔

ناصر کی شکست: فریقین میں ربیع الاول کی پندرہویں تاریخ کو مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں تاتاریوں کے میمنہ (دائیں طرف کی فوج) کو شکست ہوئی۔ مگر شاہ غازان ثابت قدم رہا۔ پھر اس نے (اسلامی لشکر کے) قلب (درمیانی حصہ) پر حملہ کیا۔ اس وقت (سلطان) ناصر کو شکست ہوئی اور بہت سے (مسلم) امراء شہید ہو گئے' جن میں حسام الدین قاضی حنفیہ اور عماد الدین اسماعیل ابن الامیر بھی شامل تھے۔ غازان وہاں سے حمص گیا اور شاہی ذخیروں پر قابض ہو گیا۔

اہل دمشق میں بے چینی: (شکست کی) یہ خبر دمشق پہنچی تو عوام میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی اور ان میں شور و غل برپا ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا مشائخ وعلماء کی ایک جماعت غازان (شاہ تاتار) سے ملاقات کے لئے نکلی جن کی پیشوائی شیخ بدرالدین بن جماعۃ' شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور شیخ جلال الدین قزدینی کررہے تھے اس وقت شہر میں بدنظمی پھیلی ہوئی تھی۔

مشائخ کی غازان سے ملاقات: مشائخ وعلماء نے غازان سے پناہ حاصل کرنے کی درخواست کی۔ اس نے کہا: ''امن وامان کا حکم نامہ تمہارے خلاف ہے''۔ اس عرصہ میں اس کے امراء بھی آ گئے' جن میں اسماعیل بن الامیر اور شریف رضی بھی شامل تھے۔ اس نے نامۂ امان جسے ان کی زبان میں فرمان کہتے ہیں' پڑھ کر سنوایا۔ اس کے بعد امراء شہر کے باہر کے باغوں میں پیدل گھومنے لگے۔ علم الدین سلحدار قلعہ بند ہو گیا تھا۔ اسماعیل نے اسے پیغام پہنچایا کہ اگر وہ ہتھیار ڈال دے تو اسے پناہ دے دی جائے گی' مگر اس نے انکار کیا۔

قلعۂ دمشق کی حفاظت: اس نے دمشق کے مشائخ اور علماء کو اس کے پاس بھیجا مگر وہ اپنے فیصلہ پر ڈٹا رہا (اس نے قلعۂ دمشق تاتاریوں کے حوالے نہیں کیا) کیونکہ سلطان نے پوشیدہ پیغام اسے قلعہ کی حفاظت کے لئے پہنچایا تھا (اور تحریر کیا تھا کہ) امدادی فوج غزہ کے مقام پر موجود ہے۔

اتنے میں قفجق بکتمر وہاں پہنچ گیا تو وہ میدان میں مقیم ہو گئے انہوں نے محافظ قلعہ سنجر کو اطاعت کا پیغام بھجوایا تو اس نے انہیں بری طرح جواب دیا اور کہا ''سلطان (ناصر) پہنچ رہا ہے اور اس نے تاتاری فوج کو جو اس کا تعاقب کر رہی تھی شکست دے دی ہے''۔

غازان کے نام کا خطبہ: آخر کار قفجق دمشق کے اندر پہنچ گیا' اس نے (شاہِ تاتار) غازان کا وہ فرمان پڑھ کر سنایا جس میں اسے دمشق اور شام کے تمام علاقے کی حکومت سپرد کر دی گئی تھی اور اسے قاضی کا اختیار بھی دیا تھا۔ اس نے جامع دمشق میں غازان کے نام کا خطبہ پڑھا۔

دمشق اور مضافات کی تباہی: اب تاتاری فوجیں شہر دمشق میں گشت کرتی تھیں اور فتنہ وفساد برپا کرتی تھیں ان کا یہی طریقہ صالحیہ اور اس کے گردونواح کے دیہاتوں اور مزہ اور داریا میں بھی رہا۔ (یہ خطرناک حالت دیکھ کر) شیخ ابن تیمیہ (گھوڑے پر) سوار ہو کر شیخ الشیوخ نظام الدین محمود شیبانی کے پاس پہنچے جو عادلیہ میں مقیم تھے ابن تیمیہ شیخ الشیوخ کو اپنے ساتھ سوار کر کے لے گئے اور وہاں سے مفسدوں کو نکلوایا۔

(شہر کے) مشائخ شکایت کرنے غازان (شاہ تاتار) کے پاس بھی پہنچے مگر انہیں ملاقات کرنے سے روک دیا گیا' مبادا کہ وہ تاتاریوں کے خلاف کوئی کارروائی کرے اور اس سے اختلاف پیدا ہو اور اس نتیجے میں شہر والوں پر تباہی نازل ہو' لہٰذا وہ وہاں سے لوٹ کر وزیر سعد الدین اور ارشد الدین کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ان کے جنگی قیدی چھوڑ دیئے۔

اہل دمشق پر بھاری تاوان: اہل دمشق میں یہ افواہ اڑ گئی کہ شاہِ غازان نے شہر کو لوٹنے کی اجازت دے دی ہے (یہ خبر سن کر) لوگ پریشانی کی حالت میں شیخ الشیوخ کے پاس پہنچے اور انہوں نے اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے اپنے اوپر چار لاکھ درہم (تاوان) مقرر کرا لیا۔ چنانچہ عوام سے مار پیٹ اور قید کی سزا دے کر زبردستی یہ تاوان ادا کرایا گیا۔ یہاں تک کہ یہ مکمل ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع اموی کی بے حرمتی: تا تاری فوجیں مدرسۂ عادلیہ میں مقیم ہوئیں تو قلعہ کے حاکم ارجواش نے اس میں آگ لگا دی' اور قلعہ پر جامع اموی کی چھت کے قریب منجنیق نصب کرادی گئی۔ انہوں نے اس میں آگ لگادی۔ چنانچہ اس کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ مغل فوجیں اس کی حفاظت کرتی تھیں مگر انہوں نے جامع مسجد کی ہر طرح سے بے حرمتی کی۔

اہل قلعہ نے بھی حملہ کیا اور انہوں نے اس نجار (بڑھئی) کو قتل کر دیا جو منجنیق بنا تا تھا۔ حاکم قلعہ نے اس کے اردگرد کے تمام مکانات' مدارس' عمارتیں اور دارالسعادہ کو تباہ و برباد کرادیا اور جو نہیں کر سکتے تھے اس کا مطالبہ کیا۔

مساجد و مدارس کی تباہی: (اس زمانے میں) قاضیوں اور خطیبوں کو ذلیل و رسوا کیا گیا۔ مساجد میں نماز با جماعت اور جمعہ کا پڑھنا بھی موقوف ہو گیا اور بری طرح قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ یہاں تک کہ علم حدیث کی درسگاہیں اور مدارس بھی تباہ و برباد ہو گئے۔

قفجق کا تقرر: غازان (شاہ تاتار) نے دمشق اور شام کے پورے علاقے پر قفجق کو حاکم مقرر کیا اور حماۃ و حمص کا حاکم بکتمر سلحدار کو بنایا اور صفد و طرابلس اور ساحلی علاقوں کا حاکم فارس الکبی کو مقرر کیا۔ اس نے اپنا نائب قطلوشاہ کو مقرر کیا اور شام کی حفاظت کے لئے اس کو ساٹھ ہزار کی فوج دی۔ اس کے بعد وہ اپنے وطن واپس ہو گیا اور اپنے ساتھ اپنے وزیر بدرالدین فضل اللہ' شرف الدین ابن الامیر اور علاء الدین قلانسی کو ساتھ لے گیا۔

قطلوشاہ (نائب) نے قلعۂ دمشق کا محاصرہ کر لیا مگر وہ اس سے فتح نہ ہو سکا۔ لہٰذا اس نے کوچ کرنے کا قصد کیا۔ قفجق (حاکم شام) نے اس سال کے جمادی الاولیٰ میں رذیل افراد کو بھی اس کے ساتھ شامل کرایا۔ اب قفجق (بلا شرکت غیرے) تن تنہا حاکم ہو گیا اور اس نے کسی حد تک امن و امان قائم کیا۔ اس نے اپنے ممالیک (غلاموں) کو افسر مقرر کیا۔

تا تاری لشکر میں جو ترک فوجوں کے دستے تھے وہ بھی دمشق سے واپس چلے گئے وہ بیت المقدس' غزہ اور رملہ پہنچے۔ وہاں انہوں نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ ان کا سپہ سالار اس وقت تا تاری امیر مولائی تھا۔ شیخ ابن تیمیہ اس کے پاس گئے اور اس سے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ اس نے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

سلطان کی دوبارہ فوج کشی: سلطان ناصر قلعۂ دمشق پہنچ گیا تھا اور اس کے ساتھ کتبغا العادل بھی آ گیا تھا۔ وہ اپنے مرکز حکومت صرخد سے جنگ میں شریک ہوا اور جب شکست ہو گئی تو وہ بھی سلطان کے پاس مصر آ گیا اور نائب السلطنت سلار کی ملازمت میں رہنے لگا۔ یہاں آ کر سلطان نے فوجی انتظامات درست کئے اور ان پر دل کھول کر مال و دولت خرچ کی پھر وہ صالحیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

سابق حکام کی آمد: سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ غازان شام سے کوچ کر گیا ہے اب اس کے پاس حاکم حلب بلبان الطباخی' طرابلس کے راستے پہنچ گیا تھا۔ نیز حاکم دمشق جمال الدین افرم اور سیف الدین کرائی حاکم طرابلس

....

.. بھی پہنچ گئے۔ سلطان نے ان کی فوجیں اپنے ساتھ شامل کر لیں۔ اسے یہ بھی اطلاع ملی کہ غازان کا نائب قطلوشاہ بھی غازان کے بعد شام سے چلا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام پر دوبارہ قبضہ: لہٰذا (سلطان کا سپہ سالار) بیبرس فوج لے کر آگے بڑھا تو اس کے اور قبجق (موجودہ حاکم شام) اور بکتمر دالیکی کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور ان سب نے اطاعت کا اظہار کیا اور وہ بیبرس وسلار کے پاس پہنچے۔ انہوں نے اسی سال کے ماہ شعبان میں انہیں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ وہ صالحیہ میں مقیم تھا (جب اسے ان کی آمد کی اطلاع ملی تو) وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی ملاقات کے لئے گیا اور ان کا سرگرمی کے ساتھ استقبال کیا اور انہیں جاگیریں عطا کیں۔ اس نے قبجق کو قلعۂ شوبک کا حاکم بنا دیا۔

شامی حکام کا تقرر: اس کے بعد سلطان نے مصر واپس جانے کے لئے کوچ کیا۔ بیبرس اور سلار بھی مصر چلے گئے۔ انہوں نے جمال الدین اقوش افرم کو دمشق کا حاکم بنایا اور حلب کا نائب حاکم قراسنقر منصوری جوکندار کو مقرر کیا کیونکہ بلبان طباخی نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ طرابلس کا حاکم سیف الدین قطلبک کو مقرر کیا گیا اور حماۃ کا حاکم کتبغا کو بنایا گیا۔ دمشق کا قاضی بدر الدین بن جماعہ کو مقرر کیا گیا۔ کیونکہ امام الدین بن سعد الدین قزوینی فوت ہو گئے تھے۔ بیبرس اور سلار مصر شوال کی پندرہویں تاریخ کو واپس آ گئے تھے۔

(جب افرم حاکم کی حیثیت سے دمشق پہنچا تو) اس نے اہل دمشق میں سے ہر اس شخص کو سزا دی جس نے تاتاریوں کی مذمت کی تھی۔ اس نے جبل کسروان اور درزیہ (دروزیوں) پر بھی فوج کشی کی' کیونکہ انہوں نے شکست کے موقع پر (مسلمان) فوجوں کو نقصان پہنچایا۔ اس نے اہل دمشق کے لئے تیراندازی اور ہتھیاروں کا استعمال کرنا ضروری قرار دیا۔ اسی زمانے میں اہل دمشق و مصر کے لئے چار مہینے کے لئے (مزید) محصول ادا کرنا اور دیہاتوں کی حفاظت ضروری قرار دی گئی۔

۷۰۰ھ میں یہ افواہیں بار بار گشت کرتی رہیں کہ تاتاری فوج نقل و حرکت کر رہی ہے لہٰذا سلطان (مصر) نے رعایا پر ٹیکس بڑھا دیئے تاکہ اس کی فوج مزید طاقت ور ہو جائے۔ جب یہ زائد محصول وصول ہو گئے تو وہ (طاقتور) فوج لے کر شام کی طرف روانہ ہوا۔ وہ غزہ میں چند دنوں تک مقیم رہا اور وہاں رہ کر فوجی انتظامات کرتا رہا۔ پھر اس نے دو ہزار سوار دمشق کی طرف بھیجے اور خود مصر ماہ ربیع الآخر کے آخر میں واپس آ گیا۔

غازان کی دوبارہ فوج کشی: جب غازان فوج لے کر روانہ ہوا تو علاقوں کی رعایا پہلے سے بھاگ گئی تاہم (اس کی فوج اس قدر زیادہ تھی کہ) راستے اور (بڑے بڑے) میدان ان کے لئے تنگ ثابت ہوئے' وہ خود حلب اور مرس کے درمیان مقیم ہوا اور جنگ شروع کی۔ اس نے انطاکیہ اور جبل السمر تک تمام شہروں کا صفایا کر دیا۔ (آخر میں) سخت سردی' کثرتِ باراں اور کیچڑ اور دلدل ان کے راستے میں رکاوٹ بنے' نیز خوراک اور غلہ کی قلت بھی ہو گئی اور سخت برف باری سے چراگاہیں بھی تباہ ہو گئی۔ ایسی حالت میں وہ اپنے وطن کی طرف کوچ کر گئے۔

سلطان مصر نے بکتمر سلحدار حاکم صفد کو شام کی طرف فوجیں دے کر بھیجا تھا اور اس کے بجائے سیف الدین فنحاص منصوری کو حاکم (صفد) بنایا تھا۔ پھر غازان اور سلطان ناصر کے درمیان خطوں اور ایلچیوں کا تبادلہ ہوا۔ سلطان نے حمص پر فارس الدین البکی کو حاکم مقرر کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستکفی کی خلافت

عباسی خلیفہ حاکم بامر اللہ احمد کو سلطان ظاہر نے ۶۶۰ھ میں خلیفہ بنایا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ وہ ۷۰۱ھ میں فوت ہوا۔ اس کی مدتِ خلافت اکتالیس سال تھی۔ اس نے اپنے فرزند ابو الربیع سلیمان کو ولی عہد بنایا تھا۔ چنانچہ سلطان ناصر نے اس کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی اور اس کا لقب المستکفی رکھا۔

بدوؤں کی سرکوبی: مصر کے بالائی حصہ (صعید) سے وہاں کی رعایا نے عرب بدوؤں (کے مظالم) کی شکایات بکثرت ارسال کیں۔ جب ان کا فتنہ وفساد حد سے بڑھ گیا تو سلطان نے شمس الدین قر اسنقر کو فوج دے کر ان کے خلاف روانہ کیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر ان کا صفایا کر دیا اور وہ اطاعت کرنے پر مجبور ہوئے سلطان نے ان پر یہ محصولات مقرر کیے: ''وہ پندرہ لاکھ درہم (نقد) ادا کریں گے۔ انہیں ایک ہزار گھوڑے' دو ہزار اونٹ اور دس ہزار بھیڑ بکریاں ادا کرنی ہوں گی''۔ انہوں نے یہ شرائط تسلیم کر لیں مگر بعد میں غداری کی تو نگرانِ سلطنت سلار اور بیبرس نے ان پر فوج کشی کی اور انہیں تباہ و برباد کر دیا (فوجی) ان کے مال و دولت اور مویشی سب لوٹ کر لے گئے۔

مکہ معظمہ کے حکام کی گرفتاری: اس کے بعد بیبرس اجازت لے کر فریضہ حج ادا کرنے کے لئے نکلا۔ اس وقت مکہ معظمہ کا حاکم ابونمی فوت ہو گیا تھا اور اس کے دو فرزند میثہ وخمیصہ مکہ معظمہ میں حکومت کر رہے تھے' ان دونوں نے اپنے دو بھائیوں عطیفہ اور ابو المغیث کو قید کر رکھا تھا لہٰذا وہ قید خانے میں سے نقب لگا کر نکل آئے اور بیبرس کے پاس پہنچ کر اپنے دونوں بھائیوں کے خلاف فریاد کرنے لگے۔ بیبرس نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور انہیں قاہرہ لے آیا۔

جزیرہ ارواد کی فتح: ۷۰۰ھ میں جنگی کشتیاں اور بیڑے جنگ جو فوجیوں سے بھر کر جزیرہ ارواد کی طرف گئے جو بحر طرطوس میں واقع ہے۔ وہاں فرنگیوں کی بڑی جماعت تھی۔ جنہوں نے وہاں قلعے بنوا کر رہائش اختیار کر رکھی تھی (جب وہ وہاں پہنچے تو) انہوں نے اس جزیرہ کو فتح کر لیا اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا کر اس جزیرہ کو تباہ اور ویران کر دیا اور اس کے نام و نشان مٹا دیئے۔

غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ: ۷۰۰ھ میں مغرب کا ایک وزیر پیغام رسانی کے سلسلے میں (مصر) آیا۔ اس نے مشاہدہ کیا کہ ذمی (غیر مسلم) نہایت خوش حال ہیں اور وہ ارکانِ سلطنت کے کاموں میں دخل دیتے ہیں۔ اس نے اس بات کو ناپسند کیا اور اس کی ناپسندیدگی کی خبر سلطان تک پہنچی تو اس نے (مصر) کے تمام علماء اور فقہاء کو جمع کیا تا کہ وہ اس طرزِ عمل کی حد بندی کر سکیں اور وہ طریقہ اختیار کر سکیں جو (ابتدائی) اسلامی فتوحات کے زمانے میں ذمیوں کے ساتھ معاہدات کے ذریعے اختیار کیا گیا تھا۔ چنانچہ ان تمام علماء کا متفقہ فیصلہ مندرجہ ذیل تھا۔

معاہدہ کے الفاظ: ذمیوں (غیر مسلموں) کا جداگانہ اور مخصوص شعار ہونا چاہئے۔ جس سے وہ پہچانے جا سکیں۔ مثلاً عیسائیوں کے لئے سیاہ عمامہ مخصوص ہوا اور یہودیوں کے لئے زرد عمامہ اور ان کی خواتین کے لئے بھی خاص علامات ہونی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ غیر مسلم (ذمی) کسی گھوڑے پر سوار نہ ہوں اور نہ وہ ہتھیار استعمال کریں۔ جب وہ گدھوں پر سوار ہوں تو انہیں عرض میں سوار ہونا چاہیے اور وہ راستے کے درمیانی حصے سے الگ رہیں وہ مسلمانوں کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کریں اور نہ مسلمانوں کی عمارتوں سے زیادہ اونچی عمارت تعمیر کریں۔ وہ اپنے (مذہبی) شعائر کا (کھلم کھلا) اظہار نہ کریں اور نہ ناقوس (زور سے) بجائیں۔ انہیں کسی مسلمان کو یہودی یا عیسائی بنانے کا اختیار نہیں ہے۔

(غیر مسلم) ذمی کسی مسلمان غلام کو نہ خریدیں اور نہ کسی مسلم جنگی قیدی پر قبضہ کریں اور نہ وہ چیز خریدیں جو مسلمانوں کے حصوں میں آچکی ہو۔

ان میں سے جو کوئی (عام) حمام میں داخل ہو تو وہ اپنے گلے میں گھنٹی باندھ لے جس سے اس کی شناخت ہو سکے۔ وہ انگوٹھی کے نگینے کا عربی میں نقش نہ کندہ کرائیں اور نہ اپنی اولاد کو قرآن کریم کی تعلیم دیں۔ وہ کسی مسلمان سے سخت محنت نہ لیں اور نہ آگ کو بلند کر کے روشن کریں۔ ان میں سے جو کوئی مسلمان عورت سے زنا کرے گا تو وہ قتل کر دیا جائے گا۔

معاہدہ کی تصدیق: (جب یہ معاہدہ پڑھ کر ان غیر مسلموں کو سنایا گیا تو) عیسائیوں کے بڑے مذہبی پادری نے معتبر گواہوں کے سامنے یہ کہا: ”میں نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی اور مخالفت کو حرام قرار دیا ہے“۔ یہودیوں کے بڑے سردار نے یہ کہا: ”میں نے اس معاہدہ پر دستخط کر کے اسے اپنے ہم مذہبوں اور گروہ کے لئے لازمی قرار دے دیا ہے“۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معاہدہ: مناسب ہے کہ اس موقع پر ہم اُس معاہدہ کی نقل پیش کریں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصر و شام کے عیسائیوں نے کیا تھا۔ اس کی عبارت یہ ہے:

”شام و مصر کے عیسائیوں کی طرف سے امیر المؤمنین (حضرت) عمرؓ کے نام یہ تحریر (معاہدہ) ہے:

”جب آپ (مسلمان) ہمارے پاس آئے تو ہم نے اپنی اور اپنی اولاد کی جان، مال اور ہم مذہبوں کی حفاظت کے لئے آپ سے درخواست کی تھی اور ہم نے اپنے اوپر یہ شرائط عائد کر لی ہیں“۔

معاہدہ کی شرائط: ”ہم اپنے شہروں میں اور ان کے چاروں طرف نہ کوئی نئی خانقاہ تعمیر کریں گے اور نہ کوئی گرجا بنائیں گے اور نہ کوئی نئی عمارت راہبوں کے لئے تعمیر کریں گے۔ جس کسی عمارت کی بنیاد پڑ چکی ہو یا وہ تباہ ہو چکی ہے تو اُسے از سرِ نو تعمیر نہیں کریں گے۔

ہم راہ گیروں اور مسافروں کے لئے اپنے دروازے کشادہ رکھیں گے اور جو ہمارے پاس سے مسلمان گزرے گا تو ہم اسے تین دن تک اپنے پاس ٹھہرائیں گے اور اسے کھانا کھلائیں گے۔

ہم اپنے گرجوں اور اپنے گھروں میں کسی جاسوس کو پناہ نہیں دیں گے اور مسلمانوں سے کوئی عیب نہیں چھپائیں گے اور نہ ہم اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیں گے اور نہ ہم اپنے مذہب کی تبلیغ کریں گے اور نہ کسی کو اس کی دعوت دیں گے اور اگر کوئی ہمارا رشتہ دار اسلام قبول کرنا چاہے تو ہم اُسے (مسلمان ہونے سے) نہیں روکیں گے۔

ہم مسلمانوں کی عزت و احترام کریں گے اور جب وہ ہمارے پاس بیٹھنے کا ارادہ کریں گے تو ہم اپنی مجالس میں ان کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔

www.KitaboSunnat.com

ہم ان (مسلمانوں) کے لباس ٹوپی' عمامہ اور جوتی میں مشابہت اختیار نہیں کریں گے اور نہ ان جیسے بال بنائیں گے اور نہ ان جیسے نام اور کنیت اختیار کریں گے۔

ہم (گھوڑے کی) زینوں پر سوار نہیں ہوں گے اور نہ تلوار گلے میں لٹکائیں گے۔ ہم نہ کوئی ہتھیار بنائیں گے اور نہ اپنے ساتھ ہتھیار رکھیں گے۔ ہم اپنی انگوٹھیوں میں عربی زبان میں نقش ونگار کندہ نہیں کرائیں گے۔ ہم جہاں کہیں ہوں گے اپنے مہمان کا استقبال کریں گے ہم اپنی کمر پر زنار باندھیں گے اور اپنی صلیبوں کو نمایاں نہیں کریں گے۔ ہم نہ مسلمانوں کے راستوں میں اور نہ ان کے بازاروں میں اپنا پہلو کھولیں گے اور مسلمانوں کے سامنے اپنے ناقوس نہیں بجائیں گے اور نہ اپنے مذہبی رسوم کی برسرِ عام نمائش کریں گے۔

ہم اپنے مردوں کے ساتھ (جنازوں میں) اپنی آوازیں نہیں بلند کریں گے اور نہ مسلمانوں کے راستوں اور ان کے بازاروں میں آگ روشن کریں گے اور نہ اپنے مردے ان کے پڑوس میں رکھیں گے۔

ہم اس غلام کو جو مسلمانوں کے حصوں میں آ چکا ہو نہیں خریدیں گے اور ان کے گھروں میں نہیں جھانکیں گے اور نہ ہم اپنے گھروں کو بہت بلند تعمیر کریں گے''۔

شرائط میں اضافہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ تحریر لائی گئی تو آپ نے اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا: ''ہم کسی مسلمان کو نہیں ماریں گے۔ ہم نے اپنے لئے اور اپنے ہم مذہب افراد اور قوم کے لئے یہ شرائط قبول کر لئے ہیں اور ان کے مطابق (مسلمانوں کی) حفاظت میں آنا قبول کیا ہے۔ اگر ہم ان شرائط کی جن کی ذمہ داری ہم نے اپنے اور اپنی قوم کے لئے قبول کی ہے کسی چیز کی خلاف ورزی کریں تو آپ پر ہماری ذمہ داری (اور حفاظت) عائد نہیں ہوگی اور پھر ہمارے ساتھ وہی سلوک ہو سکتا ہے جو مخالفوں اور دشمنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے''۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاہدہ کو نافذ کرنے کی اجازت دے دی اور اس میں مزید اس شرط کا اضافہ کیا۔ ''جو کسی مسلمان کو عمداً مارے گا (تو سمجھو کہ) اس نے معاہدہ توڑ دیا ہے''۔

معاہدہ کی شرعی حیثیت: (حضرت عمرؓ کے) اس معاہدہ کے مطابق ذمیوں کے بارے میں فقہائے کرام نے فتوے دیئے ہیں۔ یہی نص شرعی بھی ہے اور اسی کے مطابق (مزید مسائل کے لئے) قیاس واجتہاد کیا گیا ہے۔

ذمیوں کے عبادت خانوں کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے ''ہجرت نبویؐ کے بعد جو نیا گرجا تعمیر کیا گیا تھا' حضرت عمرؓ نے اس کے گرا دینے کا حکم دیا تھا اور صرف وہی گرجے اور عبادت گاہ (غیر مسلموں کے) باقی رہ گئے تھے جو ہجرت نبویؐ سے پہلے تعمیر ہوئے تھے۔ ایسے عبادت خانوں کی مرمت اور درستی کے بارے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف مشہور و معروف ہے۔

تاتاریوں کی زبردست شکست

۷۰۲ھ میں تاتاریوں کی فوجی نقل وحرکت کے بارے میں لگاتار خبریں موصول ہونے لگیں اور یہ پتہ چلا کہ قطلو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ (شاہ تاتار کا نائب) دریائے فرات کے قریب پہنچ گیا ہے اور اس نے حلب کے نائب حاکم کو یہ خط بھیجا ہے کہ ان کے شہر قحط زدہ ہیں اس لئے وہ دریائے فرات کے گردونواح میں چراگاہوں کی تلاش میں آ رہے ہیں۔

اس تحریر سے اس نے یہ فریب دیا کہ اس کا مقصد جنگ نہیں ہے۔ اس سے رعایا کو بھی یہ مغالطہ ہوا کہ وہ میدانوں سے بھاگ جائیں۔

تاتاریوں کی فوج کشی: پھر یہ خبریں موصول ہوئیں کہ تاتاریوں نے دریائے فرات کو عبور کر لیا ہے (یہ خبر سن کر) لوگ ہر طرف بھاگ گئے۔ تاتاری مرعش کے مقام پر مقیم ہوئے۔

رحبہ کا محاصرہ: اہل شام کی امداد کے لئے مصر سے فوجیں روانہ کی گئیں اور وہ دمشق پہنچ گئیں۔ وہاں انہیں یہ اطلاع ملی کہ سلطان قازان تاتاری فوجوں کو لے کر رحبہ کے شہر کے قریب پہنچ گیا ہے اور اس کا محاصرہ کر لیا ہے۔ وہاں کے نائب حاکم نے انہیں خوراک اور چارہ پیش کیا اور یہ معذرت کی کہ اگر وہ شام کو دوبارہ فتح کر لے تو وہ اس کا مطیع اور فرماں بردار ہے کیونکہ اس کے بعد رحبہ کا شہر اس کے مقابلہ میں معمولی چیز ہے اس نے اپنے فرزند کو بھی یرغمال کے طور پر پیش کیا (اس گفتگو کے بعد) بادشاہ نے اس سے کچھ تعرض نہیں کیا بلکہ تھوڑی دیر کے بعد اپنے وطن واپس جانے کے لئے اس نے دریائے فرات کو عبور کر لیا۔

مغل بادشاہ کی واپسی: تاتاری بادشاہ نے اہل شام کے نام ایک طویل خط ارسال کیا جس میں انہیں تنبیہ کی گئی تھی کہ وہ سلطان (مصر) سے فوجی امداد نہ حاصل کریں اور نہ اسے آمادۂ جنگ کریں۔ اس نے نرم اور ہمدردانہ لہجہ اختیار کر کے انہیں فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تھی۔

شاہی فوجوں کی آمد: بہر حال قطلو شاہ جوبان تاتاری فوجوں کو لے کر آگے بڑھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی فوج نوے ہزار یا اس سے بھی زیادہ تھی۔ جب (ان کی پیش قدمی) کی خبر سلطان (مصر) کو ملی تو اس نے مصری سلطنت کے نگران بیبرس کو فوجیں دے کر شام کی طرف بھیجا۔ سلطان اور سالار (فوجوں کو لے کر) اس کے بعد روانہ ہوئے' ان کے ساتھ خلیفہ ابوالربیع بھی تھا اور وہ مکمل صف بندی کے ساتھ کوچ کر رہے تھے۔ بیبرس دمشق پہنچا تو اس وقت حلب کا نائب حاکم قراسنقر منصوری تھا۔ اس کے پاس حماۃ کا حاکم کتبغا عادل اور اسد الدین کرجی نائب حاکم طرابلس بھی اپنی فوجیں لے کر پہنچے ہوئے تھے۔

حملہ کا آغاز: تاتاری فوجوں نے قرتیسین پر حملہ کیا وہاں ترکمان کے قبائل رہتے تھے انہوں نے جب انہیں دریائے فرات کو عبور کرتے ہوئے دیکھا تو وہ بھاگ گئے۔ مگر تاتاریوں نے ان کے سامان سمیت انہیں پکڑ لیا۔ ادھر سے حلب کے لشکر نے (ان تاتاریوں) کا تعاقب کیا اور ان پر حملہ کر کے ترکمان کے قبیلوں کو ان کے قبضے سے چھڑا لیا۔

مرج الصفر کا معرکہ: اب قطلوشاہ اور جوبان اپنی اپنی (تاتاری) فوجیں لے کر دمشق کی طرف بڑھے۔ یہ دونوں (تاتاری جرنیل) خیال کر رہے تھے کہ سلطان (فوج لے کر) مصر سے ابھی تک نہیں نکلا ہو گا۔ اس وقت مسلمانوں کی فوجیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکن الدین بیبرس کی قیادت میں مرج الصفر پر مقیم تھیں جو شقجب کے نام سے بھی موسوم ہے۔ وہاں کا نائب حاکم دمشق اقوش افرم بھی موجود تھا۔ یہ لوگ سلطان کی آمد کا انتظار کر رہے تھے جہاں انہیں تا تاریوں کی فوج کشی کا شک وشبہ ہوا تو وہ اپنے فوجی مراکز سے پیچھے ہٹ گئے' ان کے پیچھے ہٹنے سے (مسلمان) رعایا خوف زدہ ہوئی اور وہ مصر کے گردونواح کی طرف بھاگنے لگے مگر سلطان اسی سال کے یکم رمضان میں اپنی فوج کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور اسی وقت صف بندی کر کے ان کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ مرج الصفر کے مقام پر فریقین میں جنگ ہوئی۔ تا تاریوں نے سلطان کے میمنہ (دائیں طرف کی فوج) پر زوردار حملے کئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ثابت قدم رکھا۔ اور مسلمان فوج نے صبر واستقامت سے کام لیا اور وہ رات تک جنگ کرتی رہی۔ اس معرکہ میں (مسلمانوں کی) ایک جماعت شہید ہوئی۔

تا تاریوں کی شکست: اس کے بعد تا تاری فوج کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہوئی۔ سلطان نے اس کا تعاقب کیا اور صبح تک پہاڑ کا محاصرہ جاری رکھا۔ جب مسلمانوں نے محسوس کیا کہ وہ جان کی بازی لگا رہے ہیں تو انہوں نے کچھ سمتوں سے ان کا راستہ کھول دیا۔ چنانچہ ان (تا تاری افواج) کی بڑی تعداد چپکے سے قطلو شاہ اور جوبان کے پاس پہنچ گئی' جو باقی بچے ان پر شامی فوجوں نے حملہ کر کے انہیں تباہ وبرباد کر دیا۔

دلدل میں گرفتاری: مسلمان سوار فوجوں نے شکست خوردہ فوج کا سراغ لگا کر ان کا تعاقب کیا۔ درحقیقت وہ کیچڑ اور دلدل میں پھنس گئی تھی۔ کیونکہ سلطان نے دریا اور نہر والوں کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ ان میں شگاف کر دیں (چنانچہ دریا اور نہروں کا پانی میدانوں اور راستوں پر بہ نکلا) اور ان (دشمنوں) کے گھوڑے کیچڑ اور دلدل میں پھنس گئے اب مسلمان فوجوں نے (وہاں پہنچ کر) ان کے قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔

سلطان (مصر) نے قازان (غازان) کو (اس کی فوج کی بربادی کا) حال لکھا جسے (پڑھ کر) اسے بار بار افسوس ہوتا تھا۔ اس کا قلب خوف وحسرت سے شکستہ ہو گیا تھا۔ سلطان نے مصر کی طرف فتح کی بشارت پہنچائی۔

جشنِ فتح: اب سلطان دمشق پہنچا اور وہاں عید الفطر تک مقیم رہا۔ عید کے تیسرے دن وہ مصر کے لئے روانہ ہوا اور شوال کے آخر میں مصر پہنچا۔ وہاں اس کا شاندار جلوس نکالا گیا اور زبردست جشن ہوا۔ کیونکہ اس کے ذریعے اسلام کا بول بالا ہوا اور اسے فتح ونصرت حاصل ہوئی۔ شعراء نے بھی اس موقع پر قصیدے پڑھ کر سنائے۔

اسی سال حماۃ کا نائب حاکم کتبغا عادل فوت ہو گیا۔ وہ پہلے مصر کا بادشاہ رہ چکا تھا۔ اسے دمشق میں دفن کیا گیا۔ اسی سال بلبان جوکندار نائب حاکم حمص بھی فوت ہو گیا نیز مصر کے قاضی شیخ تقی الدین بن رفیق العبد بھی (اسی سال) فوت ہو گئے۔ وہ مصر کے چھ سال تک قاضی رہے تھے۔ ان کے بجائے شیخ بدر الدین ابن جماعہ کو (قاضی) بنایا گیا۔

شاہِ تا تار کی ہلاکت: تا تاریوں کا بادشاہ قازان (غازان) بھی (اسی سال) فوت ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس شکست کی خبر سن کر اسے بہت تیز بخار ہوا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی خربندا بادشاہ ہوا۔

اسی سال سلطان (ناصر) نے شریف (مکہ) ابونمی کے دونوں فرزندوں امیثہ اور حمیضہ کو قید سے رہا کر دیا اور ان دونوں کو ان کے دونوں بھائیوں عطیفہ اور ابو الغیث کے بجائے (مکہ معظمہ) کا حاکم مقرر کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارمنوں کے حالات

ارمینیہ کے رہنے والی ارمن اور کرج قوم قوبل بن ناحور بن آزر کی اولاد سے ہیں۔ ناحور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی تھے انہوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا اور ان کے نام کی مناسبت سے ان کے وطن کا نام ارمینیہ ہو گیا تھا۔ اس کا پایہ تخت خلاط تھا اور یہی ان کا دارالسلطنت تھا۔ ان کا بادشاہ تکفور کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

جب مسلمانوں نے ان کے ملک کو فتح کیا تو انہوں نے باقی ماندہ باشندوں پر جزیہ مقرر کر دیا تھا۔ ان پر مختلف حکام مقرر ہوتے رہے اور ان کے ملک میں فتنہ وفساد ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کا (دارالسلطنت) خلاط تباہ اور ویران ہو گیا۔ اس کے بعد ان کا پائے تخت حلب کے راستوں کے قریب سیس کی طرف منتقل ہوا تو اس کے ساتھ ساتھ ان کی آبادی بھی وہاں منتقل ہو گئی اور وہ مسلمانوں کو محصول ادا کرتے رہے۔

شاہ قلیچ بن الیون: سلطان نورالدین عادل کے عہد میں ان (ارمنوں) کا بادشاہ قلیچ بن الیون تھا۔ اس نے سلطان نور الدین عادل کے لئے (عمدہ) خدمات انجام دی اور سلطان نے بھی اسے جاگیر عطا کی (ارمنوں کے اس بادشاہ نے) مصیصہ اردن اور طرطوس کے علاقے رومیوں کے قبضے سے چھین لئے تھے۔ سلطان نورالدین کے بعد سلطان صلاح الدین نے بھی اسے سابقہ خدمات پر بحال رکھا۔ کچھ سالوں کے بعد اس نے ترکمانوں کے ساتھ غداری کی تو سلطان صلاح الدین نے ارمینیہ پر حملہ کر کے انہیں نقصان پہنچایا۔ آخر کار یہ لوگ مطیع ہو گئے اور ان کا بادشاہ بدستور جزیہ ادا کرنے لگا اور مطیع و فرمانبردار بن کر ایک اچھے پڑوسی کی طرح حلب کی سرحدوں پر رہنے لگا۔

شاہ ہیثوم: شاہ ظاہر کے زمانے میں ہیثوم بن قسطنطین ابن یانس ارمینیہ کا بادشاہ مقرر ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ قلیچ کی نسل سے تھا یا اس کے خاندان سے تھا۔ جب ہلاکو عراق اور شام کا بادشاہ ہوا تو ہیثوم نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ ہلاکو نے اسے بادشاہ برقرار رکھا۔ اس نے بھی شام کے جنگی حملوں میں تاتاریوں کا ساتھ دیا۔ وہ ۶۶۲ھ میں بلاد الروم کے تاتاری حاکم کے خلاف حملہ آور ہوا' اور حلب کے قبیلہ کلاب کے بدوؤں کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور انہوں نے عنتاب کے علاقے میں بہت فتنہ وفساد برپا کیا۔ پھر ہیثوم بن قسطنطین راہب بن گیا اور اس نے اپنے فرزند کو بادشاہ بنایا۔

شاہ ارمن کو شکست: ۶۶۴ھ میں سلطان ظاہر نے قلادن منصور حاکم حماۃ کی قیادت میں ارمینیہ کی طرف فوجیں روانہ کیں (ان کا بادشاہ) لیون اپنی فوجیں لے کر دربند کے قریب مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر شکست کھا کر گرفتار ہو گیا (اسلامی) لشکر نے سیس کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا (سابق بادشاہ) ہیثوم نے اپنے فرزند لیون کو چھڑانے کے لئے مال و دولت اور قلعے پیش کئے۔ اس پر سلطان ظاہر نے یہ شرط رکھی کہ وہ سنقر اشقر اور اس کے ساتھیوں کو ابغا بن ہلاکو کی قید سے چھڑا لائے۔ سلطان ہلاکو انہیں حلب کے قید خانے سے نکال کر لے گیا تھا۔ لہٰذا ہیثوم نے (ہلاکو سے) ان کی رہائی کے لئے درخواست کی تو ہلاکو نے (رہا کر کے) انہیں بھیج دیا۔ ہیثوم نے (اپنے فرزند کے فدیہ کے طور پر) پانچ قلعے بھی دیئے جن میں اغبان اور مرزبان کے قلعے بھی شامل تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیون کی حکومت: ہیثوم ۶۶۹ھ میں فوت ہوگیا اور اس کے بعد اس کا فرزند لیون بادشاہ ہوا اور اس کی نسل میں بادشاہت برقرار رہی۔ ارمنوں اور ترکوں کے درمیان جنگ ہوتی رہتی تھی۔ کیونکہ ترک ان کے پڑوسی تھے۔ اور حلب میں رہتے تھے۔ لہٰذا ترک بار بار ان کے ملک پر فوج کشی کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے مصالحت کر لی اور اطاعت قبول کر کے جزیہ ادا کرنے لگے۔ یہاں بلاد الروم کے فوجی نگران کی طرف سے تاتاریوں کی نگران فوج رہتی تھی۔

سنباط: جب لیون فوت ہوگیا تو اس کے بعد اس کا فرزند ہیثوم (ثانی) بادشاہ ہوا تو اس کے بھائی سنباط نے حملہ کر کے اسے تخت سے اتار دیا اور اس کی ایک آنکھ پھوڑنے کے بعد اسے قید کر دیا۔ اس نے اپنے دوسرے چھوٹے بھائی یروس کو بھی قتل کر دیا۔

اس کے عہد میں سلطان کتبغا عادل کی طرف سے ترک فوجوں نے قلعہ حموص پر حملہ کیا اور اس موقع پر ارمنوں نے سنباط کو کمزور سمجھ کر اسے (قتل کرنے کا) ارادہ کیا۔ تو وہ قسطنطنیہ بھاگ گیا۔

اندین: پھر ان (ارمنوں نے) اس کے (دوسرے) بھائی اندین کو بادشاہ بنایا۔ اس نے مسلمانوں سے صلح کر لی اور انہیں مرعش کا قلعہ دے دیا۔ نیز اس نے مسلمانوں کو وہ تمام قلعے دے دیئے جو دریائے جیجان کے کنارے پر واقع تھے۔ مسلمانوں نے ان قلعوں کو سرحد بنا لیا اور ان کے لشکر وہاں سے واپس آ گئے۔

ہیثوم ثانی کی دوبارہ حکومت: اندین نے اس کے بعد اپنے بھائی ہیثوم (ثانی) کو جو کانا ہوگیا تھا ۶۶۹ھ میں قید خانے سے رہا کیا وہ تھوڑے عرصہ تک تو اس کے ساتھ (امن وامان کے ساتھ) رہا پھر اس نے اندین پر حملہ کر کے اسے قسطنطنیہ کی طرف بھگا دیا اور خود سیس میں ارمنوں کا بادشاہ بن کر رہنے لگا۔ اس نے اپنے بھتیجے تروس معسول کو اپنا اتابک مقرر کیا۔ اس طرح اس کا نظم ونسق درست ہوگیا۔

ارمنوں کا فتنہ وفساد: وہ سلطان (تاتار) قازان کے ساتھ اس جنگ میں بھی شریک ہوا جو اس نے سلطان ناصر (مصر) کے ساتھ لڑی تھی۔ اس جنگ میں ارمنوں نے بہت فتنہ وفساد برپا کیا اور اپنے کچھ قلعے بھی واپس لے لئے اور تل حمدون کو تباہ وبرباد کر دیا۔

ارمنوں کی سرکوبی: جب سلطان ناصر نے ۷۰۳ھ میں تاتاریوں کو شکست فاش دی تو اس نے ارمینیہ کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے وہ قلعے واپس لے لئے اور حمص پر بھی قبضہ کر لیا۔ انہوں نے سیس کے میدانوں اور اس سے متعلقہ تمام علاقوں کو تباہ وبرباد کر دیا۔ اس (شاہ ارمن) نے اپنا مقررہ ٹیکس ادا نہیں کیا تو حلب کے نائب حاکم قراسنقر المنصوری نے ۷۰۷ھ میں چار امراء کے ساتھ ادھر فوج بھیجی تو اس نے ان کے علاقے کو تباہ کر دیا سیس میں تاتاریوں کی نگران فوج نے ان کا مقابلہ کیا تو انہیں شکست دی۔ اس میں ان کا سپہ سالار مارا گیا اور باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے۔

جزیہ کی ادائیگی: پھر مصر سے بکتاش فخری امیر البحر کی قیادت میں باقی ماندہ بحریہ کے ساتھ فوجیں بھیجی گئیں اور وہ غزہ پہنچیں (جب ہیثوم کو اس کی اطلاع ملی تو) وہ اس کے انجام بد سے خوف زدہ ہوگیا۔ لہٰذا اس نے حلب کے نائب حاکم کو پانچ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال اور اس کے پہلے سال کی جزیہ کی رقم ارسال کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسی کے ذریعے اس نے سلطان کے پاس سفارش پہنچائی۔ سلطان نے یہ سفارش قبول کر کے اس کی جاں بخشی کی۔

ارفلی کا قبول اسلام: اس زمانے میں بلاد روم میں تاتاریوں کا نگران فوجی افسر ارفلی تھا جب ابغا مسلمان ہو گیا تو وہ بھی مسلمان ہو گیا تھا اور اس کی اجازت سے اس نے ایک مدرسہ تعمیر کیا اور وہاں ایک اذان گاہ بھی تعمیر کرائی۔

ہیثوم کی چغل خوری: اس کے بعد اس کی حاکم سیس ہیثوم کے ساتھ ناچاقی ہو گئی لہٰذا ہیثوم ثانی نے شاہ تاتار خربندا کے پاس یہ شکایت بھجوائی کہ وہ (ارفلی) اہل شام کے ساتھ سازش میں شریک ہے اور انہیں سیس اور ان سے متعلق علاقوں پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کر رہا ہے۔ اس نے ثبوت کے طور پر مدرسہ اور اذان گاہ (کی تعمیر) کا واقعہ پیش کیا

ہیثوم کا قتل: ارفلی کے کسی رشتہ دار نے اسے (شکایت کا) یہ حال بتا دیا۔ لہٰذا اس نے (اپنے جذبۂ انتقام کو) پوشیدہ رکھا۔ ہیثوم کو ایک ضیافت میں بلوایا اور وہاں اس نے اس کو اچانک قتل کر دیا۔ اس نے ترکوں کے ایک نمائندہ کو بھی گرفتار کر لیا جو حلب کے نائب حاکم کی طرف سے مقررہ جزیہ کا مطالبہ کرنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس کا نام ایدغری شہرزوری تھا۔

نیا شاہ ارمن: ایدغری (ایک عرصہ تک) تاتاریوں کے قید خانے میں رہا۔ آخر کار ۷۰۱ھ میں وہ توریز کے مقام پر قید خانے سے بھاگ نکلا۔ اس نے سیس کا بادشاہ اوشین لیون کو بنایا۔

اظہارِ اطاعت: جب ارفلی خربندا کے پاس پہنچا تو اس سے پہلے ہیثوم (ثانی) کا بھائی الناق اس کی عورتوں اور اولاد کو لے کر فریاد کے لئے پہنچا ہوا تھا۔ شاہ خربندا نے ارفلی کے سامنے اس سے ہمدردی کا اظہار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے اس کے بھائی اوشین کو سیس کا بادشاہ برقرار رکھا۔ چنانچہ اس نے نہایت عجلت کے ساتھ ناصر کو مصر خط لکھا اور جزیہ ادا کرنے کا حسب سابق اقرار کیا اور کبھی کبھی جزیہ کی رقم ارسال کیا کرتا تھا۔

سلطان مغرب کے تحائف: اس زمانے میں مغرب اقصیٰ (مراکش) میں موحدین کے بعد بنو مرین کی سلطنت قائم تھی۔ اس خاندان کے بادشاہ یوسف ابن یعقوب بن عبدالحق نے ۷۰۴ھ میں (مصر کے) سلطان ناصر کے پاس اپنے ایلچی علاءالدین ایدغری شہرزوری کو بھیجا' وہ اس شہرزوری خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو سلطان ظاہر بیبرس کے زمانے میں مقربین بارگاہ میں سے ہوتے تھے۔ اس ایلچی کے ساتھ مغرب اقصیٰ کے لوگوں کا ایک عظیم الشان قافلہ جا رہا تھا جو فریضہ حج ادا کرنا چاہتا تھا (سلطان مغرب اقصیٰ نے) ایلچی کے ساتھ بہت عمدہ تحائف بھیجے تھے جن میں وہاں کے گھوڑے' خچر' اونٹ اور اس ملک کے خاص اور نادر اشیاء نیز خالص سونا بھی شامل تھا۔ سلطان ناصر نے اس قافلہ کا نہایت شاندار طریقے سے استقبال کیا اور ان کے ساتھ اپنا افسر بھیجا (جو حج کے) راستے میں انکی خوراک اور کھانے کا اچھی طرح سے انتظام کرے۔ وہ حج سے فارغ ہونے تک ان کے ساتھ مقرر تھا۔

تحائف کا تبادلہ: یہ ایلچی (علاءالدین) ایدغری ۷۰۵ھ میں حج سے فارغ ہوا تو سلطان ناصر نے اس کے ساتھ اس کے تحائف کا بدلہ اسی شان دار پیمانے پر بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے دو افسروں کو بھیجا۔ ان میں سے ایک ایدغری بابلی اور دوسرا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایدغری خوارزمی تھا اور دونوں کے لقب بھی علاء الدین تھے۔ یہ لوگ سلطان یوسف بن یعقوب کے پاس ماہ ربیع الآخر ۷۰۶ھ میں پہنچے جب کہ وہ تلمسان کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اس نے اس جماعت کو انعام و اکرام سے نوازا اور انہیں ان کے شایان شان اور بھیجنے والے سلطان کے لائق صلہ دیا۔ سلطان نے انہیں فاس اور مراکش کی سیاحت کے لئے بھیجا تا کہ وہ بچشم خود وہاں کے مسرت انگیز (حالات) کا معائنہ کر سکیں۔

دوبارہ تحائف: سلطان یوسف بن یعقوب تلمسان کا محاصرہ کرتے ہوئے فوت ہو گیا تھا مذکورہ بالا دونوں ایلچی فاس کے دورہ سے ماہ رجب ۷۰۷ھ میں واپس آئے تو اہل مغرب کے ایک عظیم قافلہ نے جو فریضہ حج ادا کرنے جا رہا تھا ان کا استقبال کیا یہ ایلچی سلطان ابو ثابت جزولی سے بھی ملے جو سلطان یوسف بن یعقوب کے بعد وہاں کا بادشاہ ہوا تھا۔ اس نے بھی ان کی بہت تعظیم و تکریم کی اور ان کے ساتھ سلطانِ ناصر کو دوبارہ گھوڑوں' خچروں اور اونٹوں کے تحائف بھیجے۔

قافلہ پر حملہ: یہ لوگ تلمسان کے پاس سے بھی گزرے' یہاں سلطان عثمان بن یغمر اس کے دونوں فرزند حکومت کرتے تھے۔ ان دونوں نے اس قافلہ کا اچھی طرح استقبال نہیں کیا۔ تاہم ان دونوں ایلچیوں نے اُن سے محافظ اور رہنما دستہ طلب کیا' جو ان کی ان کے ملک کی سرحد تک ان کی حفاظت کر سکے۔ کیونکہ سلطان یوسف بن یعقوب کی موت کے بعد تلمسان میں امن و امان قائم نہیں تھا۔ انہوں نے کچھ عربوں کو ان کے ساتھ بھیجا مگر وہ مفید نہیں ثابت ہو سکے۔ کیونکہ المریہ کے قریب قلعہ زغبہ کے بدمعاشوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے مقابلہ کیا مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکے کیونکہ یہ لٹیرے تمام قافلے پر غالب آ گئے تھے' انہوں نے تمام حاجیوں اور سلطان ناصر کے ایلچیوں کا سامان لوٹ لیا۔ وہ (فریاد لے کر) شیخ بکر ابن زغلی کے پاس پہنچے جو حمزہ کے وطن میں بجایہ کے قریب بنو یزید بن زغبہ کا شیخ تھا۔

سلطان بجایہ کی آمد: اس نے انہیں بجایہ کے سلطان ابو البقاء خالد کے پاس پہنچایا جو افریقیہ کے بادشاہ ابو زکریا یحییٰ بن عبد الواحد بن ابی حفص کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے انہیں پوشاکیں دیں اور انہیں تونس کے پائے تخت تک پہنچایا' جہاں اس کا چچازاد بھائی سلطان ابو عصیدہ محمد بن یحییٰ ابو واثق تھا۔ اس نے ان کا بے حد استقبال کیا اور ان کے ساتھ منومرین کی شاخ بنو دستار کے ایک افسر ابراہیم بن عیسیٰ نے سفر کیا۔

اندلس کا مجاہد: وہ اندلس کے مجاہدوں کا امیر تھا اور فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا جب وہ تونس میں سے گزرا تو اس کے سلطان نے اسے جزیرۂ جربہ کے فرنگیوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ اس نے اپنی قوم کے ساتھ وہاں فوج کشی کی۔ اس کے ساتھ بنومرین کا سردار عبدالحق بن عمر بھی تھا۔

ابو یحییٰ کیانی: شیخ ابو یحییٰ بن زکریا ابن احمد کیانی تونس کی فوج کے ساتھ اس کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اس نے کچھ عرصے تک ان کا ساتھ دیا مگر پھر ابو یحییٰ کیانی تونس کے سلطان سے ناراض ہو گیا تو وہ طرابلس چلا گیا۔ وہ سب لوگ مصر پہنچے تو سلطان مصر نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اس کے بعد وہ فریضۂ حج ادا کر کے مغرب (اقصیٰ) واپس چلے گئے۔

ابو یحییٰ کیانی نے سلطان ناصر سے امداد طلب کی تو سلطان نے مال و دولت اور بہت سے غلام (ممالیک) دے کر اس کی امداد کی اور یہی امداد اس کے لئے تونس کی سلطنت حاصل کرنے کا ذریعہ بنی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بیبرس کا عہدِ حکومت

۷۰۷ھ میں سلطان ناصر اور اس کے دونوں نگران سلطنت بیبرس اور سلار کے تعلقات میں کشیدگی اس حد تک بڑھی کہ اس نے شاہی احکام اور فرمانوں پر دستخط کرنا بند کر دیا۔ سلطان اور ان کے درمیان چغل خوروں نے ملامت کی اور ناراضگی کے پیغام پہنچائے بلکہ کچھ امراء اور حکام آدھی رات کے وقت قلعہ کے میدان میں سوار ہو کر پہنچے جنہیں محافظ فوجی دستوں نے روکا (اس قسم کے واقعات سے) سلطان بہت زیادہ پریشان ہو گیا۔ بکتمر جوکندار نے حالات درست کرنے کی کوشش کی اور سلطان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خاص غلاموں کو بیت المقدس جلاوطن کر دے۔ کیونکہ بیبرس کا خیال تھا کہ وہی اس فتنہ اور اختلافات کے نشوونما کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا سلطان نے انہیں بھگا دیا اور ان دونوں نگران حکام کو خوش کیا مگر کچھ عرصے کے بعد ان موالی کو بیت المقدس سے بلوا کر انہیں ان کی ملازمتوں پر بحال کر دیا گیا۔ پھر سلطان نے جوکندار پر چغل خوری کا الزام لگا کر اس کا تبادلہ کر دیا اور اسے صغد کے علاقے کا نائب حاکم بنا کر دور بھیج دیا۔

سلطان کا الکرک میں قیام: سلطان (اس قسم کے) خودسری اور استبداد کے کام کرتا رہا' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیبرس اور سلار نے اسے چھوڑ دیا اور ۷۰۸ھ میں اس نے فریضہ حج ادا کرنے کا ارادہ کیا اور وہ قلعہ الکرک کی طرف روانہ ہوا۔ امرائے مصر نے اسے الوداع کیا اور کچھ حکام اس کے ساتھ گئے۔ جب وہ قلعہ الکرک کے پاس سے گزرا تو وہ قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور اس نے وہاں کے نائب حاکم جمال الدین اقوش اشرف کو مصر بھجوا دیا۔ اس نے اپنے اہل و عیال کو بھی واپس بلوا لیا جو محمل حجازی کے ساتھ (حج کرنے کے ارادے سے) جا رہے تھے۔ چنانچہ وہ عقبہ کے مقام سے اس کے پاس لوٹ آئے۔

ناصر کی دست برداری: اس نے ان حکام کو بھی واپس کر دیا جو اس کے ساتھ آئے تھے اس کا ارادہ تھا کہ وہ قلعہ الکرک میں گوشہ نشین ہو کر عبادت میں مصروف ہو جائے۔

بیبرس کی تخت نشینی: اس نے اہل مصر کو اجازت دی کہ وہ جسے حکومت کے لائق سمجھیں اسے اپنا بادشاہ مقرر کر لیں لہٰذا تمام حکام مصر دارالنیابت میں اکٹھے ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ آخر کار اتفاق رائے سے انہوں نے بیبرس کو اپنا بادشاہ مقرر کیا اور ماہ شوال ۷۰۸ھ میں انہوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کا لقب مظفر رکھا۔ خلیفہ ابوالربیع نے اسے تخت پر بٹھایا۔ اس نے ناصر کو الکرک کا نائب حاکم مقرر کیا اور اس کے لئے اس نے جاگیریں مخصوص کیں۔

سیف الدین سلار بدستور سابق نائب السلطنت برقرار رہا۔ اس نے تمام عہدیداروں اور افسروں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ اہل شام نے اطاعت کا اظہار کیا اور بیبرس کی سلطنت قائم ہو گئی۔

ملک میں بے چینی: ۷۰۹ھ میں ناصر کے بعض موالی بھاگ کر (اس کے پاس) الکرک پہنچ گئے۔ سلطان بیبرس المظفر کو اس واقعہ سے پریشانی لاحق ہوئی اور اس نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا' مگر وہ نہیں مل سکے۔ البتہ دوسرے لوگوں پر الزامات لگائے گئے اور اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس سے (دوبارہ) بے چینی شروع ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامی حکام کی خط و کتابت: اس کے بعد شام کے حکام نے ناصر سے الکرک میں خط و کتابت شروع کر دی اور اس نے پہلے یہ ارادہ کیا کہ وہ ان کے پاس جائے، مگر پھر وہ لوٹ آیا۔ کیونکہ دمشق کے حاکم اقوش افرم کا خط آنے سے حالت تبدیل ہوگئی تھی۔

پھر جاشنگیر بیبرس نے (سابق) سلطان ناصر کو علاء الدین مغلطائی ایدغلی اور قطلو بغا کے ہاتھ پیغام پہنچایا جو غلط خبروں پر مشتمل تھا۔ اس سے وہ غیظ و غضب میں آ گیا اور اس نے دونوں ایلچیوں کو سزا دی۔

فریاد نامہ: ناصر نے شام کے حکام کے پاس بیبرس اور اس کے ساتھی امرائے مصر کے خلاف فریاد نامہ ارسال کیا۔ اس میں اس نے تحریر کیا تھا:

''میں نے بادشاہت ان کے حوالے کر دی اور خود تنگی میں زندگی گزار رہا ہوں۔ اس توقع پر کہ میں آرام اور سکون حاصل کر سکوں، مگر وہ اب بھی باز نہیں آئے ہیں اور مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں۔ وہ معزا ایبک اور بیبرس الظاہر کی اولاد کے ساتھ بھی اسی قسم کی باتیں کرتے رہے ہیں''۔

ناصر نے اپنی تربیت اور آزاد کر دینے کے حقوق جتا کر ان سے یہ امداد طلب کی کہ وہ ان لوگوں کو اس کی ایذا رسانی سے روکیں، ورنہ وہ (دشمن) تاتاریوں کے علاقے میں چلا جائے گا۔

شامی حکام کی اطاعت: ناصر نے یہ پیغام (خط) ایک سپاہی کے ہاتھ بھیجا۔ جو اقوش اشرفی کے زمانے میں قلعہ الکرک میں ملازم تھا اور وہ وہاں رہنے لگا تھا۔ وہ سیر و شکار کا بہت شوقین تھا اور سلطان سے اس کی واقفیت کسی شکار گاہ میں ہوئی تھی۔ سلطان نے ایک دن اس کے سامنے یہی شکایت کی اور خط بھیجنے کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا ''میں آپ کا پیغام شام کے حکام کو پہنچاؤں گا''۔ چنانچہ وہی یہ خط لے کر ان کے پاس آیا۔ وہ (اس کو پڑھنے سے) بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ''وہ اس کی خواہش کے مطابق اس کی اطاعت کریں گے''۔

مصری فوج کی روانگی: اس کے بعد (سابق) سلطان (ناصر) بلقاء پہنچا (اس کے پہنچتے ہی) حاکم دمشق جمال الدین اقوش افرم نے مصر میں جاشنگیر بیبرس کو صورت حال سے آگاہ کیا اور اس سے فوجی امداد طلب کی تاکہ وہ اس مقابلہ کر سکے۔ چنانچہ اس نے بڑے بڑے افسروں کے ساتھ چار ہزار کی فوج روانہ کی۔ اس نے ان فوجیوں کی خامیوں کو دور کر دیا تھا اور مصر کی باقی ماندہ فوج پر بھی بے تحاشا روپیہ صرف کیا۔

مصر میں ہنگامہ: اس کے بعد بہت افواہیں پھیل گئیں اور عوام میں شور و غل برپا ہو گیا۔ سلطان کے ممالیک (غلاموں) نے گرد و نواح کی طرف بھاگ جانے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ ان کا وجود خطرہ میں تھا۔ پھر یہ خبر ملی کہ (سابق) سلطان فیصلہ تبدیل کر کے بلقاء سے الکرک پہنچ گیا ہے۔ اس کے واپس آنے پر اس کے دوستوں اور ملازموں کے حوصلے پست ہو گئے اور اُسے بھی یہ اندیشہ ہوا کہ چونکہ یہ خبریں موصول ہو رہی تھیں کہ بیبرس فوج کشی کرنے والا ہے اس لئے کہیں مصری فوجیں ان پر حملہ نہ کریں۔

ناصر کی فوج کشی: ناصر نے اپنے ممالیک کو پوشیدہ پیغام بھیج کر انہیں اپنا طرفدار بنانا چاہا، وہ اس کے حامی ہو گئے۔ پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے شام کے جن حکام کو دوبارہ خط بھیجا ان میں شمس الدین اقسنقر نائب حاکم حلب اور سیف الدین نائب حاکم حمص شامل تھے۔ انہوں نے اطاعت کا اظہار کیا بلکہ حلب کے نائب حاکم نے اپنا فرزند بھی اس کے پاس بھیجا اور ان سب نے اسے فوج کشی کے لئے آمادہ کیا۔ چنانچہ ناصر ماہ شعبان ۹ ۷ ےھ میں قلعہ الکرک سے روانہ ہوا تو دمشق کے کئی حکام بھی اس کی فوج میں شامل ہو گئے۔

(حاکم دمشق) اقوش نے دو افسروں کو راستوں کی حفاظت کے لئے روانہ کیا تو وہ بھی (سابق) سلطان کی فوج میں شامل ہو گئے۔

حاکم شام کی بے بسی: (یہ خبر سن کر) بیبرس جاشنگیر نے تمام حکام کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ دمشق کے حاکم جمال الدین اقوش کی حمایت کریں۔ اور (سابق) سلطان ناصر کو دمشق پہنچنے سے روکیں مگر انہوں نے اس کی بات نہیں مانی اور وہ (سابق) سلطان سے مل گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اقوش بے یار و مددگار رہ گیا اور وہ بقاع اور شقیف کی طرف روانہ ہوا اور سلطان سے پناہ مانگی۔ چنانچہ ناصر نے اپنے دو بڑے افسروں کے ہاتھ اسے پروانۂ امن بھیج دیا۔

ناصر کا دمشق پر قبضہ: پھر سلطان دمشق میں (فاتحانہ طور پر) داخل ہو گیا اور اسے امیر جاندار سیف الدین کے حوالے کر دیا جو اس کے پاس صفد سے آیا تھا۔ اور اس نے ہجرت کر کے سلطان کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ لہٰذا سلطان نے اس کو بہترین صلہ دیا۔ اس کے بعد اقوش افرم بھی اس کے پاس پہنچ گیا۔ تو سلطان نے اس کی بے حد تعظیم و تکریم کی اور اسے دمشق کا حاکم برقرار رکھا۔

مصری عوام کی بغاوت: ادھر مصر میں جاشنگیر بیبرس کے معاملاتِ سلطنت بد سے بدتر ہوتے گئے۔ سلطان کے ممالیک وہاں سے نکل کر شام کی طرف بھاگنے لگے تو اس نے ان کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں اور ان فوجوں نے بھاگنے والوں کو پکڑ کر مار ڈالا یا زخمی کر دیا اور اس کے بعد وہ واپس آ گئے مگر مصر کے عوام کا ہنگامہ بڑھتا گیا۔ انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر کے کھلم کھلا بیبرس کی تخت سے دست برداری کا مطالبہ کیا۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو پکڑ کر سزا دی گئی۔ مگر اس کے باوجود ان کی سرکشی بڑھتی گئی۔

تجدید بیعت کی کوشش: جب جاشنگیر بیبرس کو زیادہ خطرہ محسوس ہوا تو اس نے لوگوں کو حلف (وفاداری) کے لئے اکٹھا کیا۔ جس میں خلیفہ (عباسی) بھی شریک ہوا' اور اس نے از سر نو (سلطان سے) اور عوام سے حلف (وفاداری) لیا اور بیعت نامہ کا ایک فرمان بھی ارسال کیا تاکہ جمعہ کے دن (مصر کی) جامع مسجد میں پڑھ کر سنایا جائے' مگر عوام نے شور و غل برپا کر دیا اور منبر پر ہنگامہ کرنے لگے۔

حامیوں کا اضافہ: اب بیبرس نے مال و دولت صرف کر کے لوگوں کو قابو کرنا چاہا۔ پھر اس نے شام کی طرف فوج کشی کا ارادہ کیا۔ مگر جب اس نے بڑے بڑے حکام کو روانہ کیا تو وہ سلطان (ناصر) کے ساتھ جا کر مل گئے۔ آخر کار سلطان بھی پندرھویں رمضان المبارک کو دمشق سے نکلا۔ اس نے غزہ کے حکام میں سے دو حکام کو روانہ کیا اور وہ دونوں وہاں پہنچ گئے۔ پھر عرب اور ترکمان بھی سلطان کی فوج میں شامل ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیبرس کی معزولی: جب یہ خبر جاشنگیر کے پاس پہنچی تو اس نے شمس الدین سلار، بدرالدین بکتوت جوکندار اور سیف الدین سلحدار کو اکٹھا کیا اور ان سے اس معاملہ میں مشورہ لیا تو انہوں نے یہ رائے دی کہ معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے اور اب صرف یہی صورت باقی رہ گئی ہے کہ ناصر کو بادشاہ بنا دیا جائے اور پھر اس سے درخواست کی جائے کہ وہ بیبرس کو الکرک یا حماۃ یا صہیون کا علاقہ دے دے۔ اس فیصلہ پر ان کا اتفاق رائے ہو گیا تھا۔ انہوں نے بیبرس دوادار اور سیف الدین بہادر کو بھیجا۔ انہوں نے جاشنگیر کی معزولی کی شہادت دی۔ اس لئے وہ قلعہ سے نکل کر اور اپنے غلاموں کو لے کر اطفیح کے مقام کی طرف چلا گیا، مگر وہاں نہیں رہا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اسوان کا قصد کیا۔ بیبرس (معزول سلطان) اپنے ساتھ جس قدر اس سے ممکن ہوا مال و دولت کا ذخیرہ اور اصطبل کے گھوڑے لے گیا۔

تیسری بار ناصر کی حکومت

سیف الدین سلار بدستور قلعہ کی حفاظت کرتا رہا۔ اس نے مساجد کے منبروں پر سلطان کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اذان گاہوں پر بھی سلطان (ناصر) کا نام پکارا جانے لگا اور سڑکوں اور گلیوں میں عوام اس (ناصر) کے نام کے نعرے لگاتے رہے۔ یوں سلار نے اس کی تخت نشینی کے رسوم و شعار کے سارے انتظامات مکمل کر لئے تھے۔

جشنِ تخت نشینی: جاشنگیر کے قاصد اس کا مطالبہ لے کر سلطان کے پاس پہنچے۔ تو سلطان نے اسے صہیون کا حاکم مقرر کر کے اسے پناہ دے دی۔ سلطان خود (مصر) عید الفطر کے مبارک دن پہنچا۔ وہاں سیف الدین سلار نے اس کا استقبال کیا اور اظہار اطاعت کیا۔ اس کے بعد سلطان (ناصر) قلعہ میں داخل ہو گیا اور وہاں ایوانِ شاہی میں عید کا عظیم جشن منایا اور عوام سے حلف (وفاداری) لیا۔

سلار کو اجازت: سلطان نے سلار کو بھی خلعت عطا کیا، اس کے بعد سلار نے اس سے اپنی جاگیروں کی طرف جانے کی اجازت مانگی تو سلطان نے اجازت دے دی۔ (اس کے بجائے) اس کا فرزند سلطان کا دربان مقرر ہوا اور وہ ماہ شوال کی تیسری تاریخ کو روانہ ہو گیا۔

مال و ذخیرہ ضبط: سلطان نے حکام کو اخمیم بھیجا انہوں نے جاشنگیر سے وہ تمام مال و دولت اور ذخیرہ چھین کر ضبط کر لیا جو وہ مصر سے لے گیا تھا اور ان سب اشیاء کو سرکاری خزانوں میں پہنچایا۔ ان کے ساتھ ان کے ممالیک کی وہ جماعت بھی لوٹ آئی جو خود بھی حکام تھے۔ انہوں نے سلطان کے پاس واپس آنے کو ترجیح دی۔

حکام کا تقرر و تبادلہ: سلطان نے سیف الدین بکتمر جوکندار امیر جاندار کو مصر کا نائب السلطنت مقرر کیا اور قراسنقر منصور کو دمشق کا حاکم بنایا۔ وہاں کا جو سابق حاکم افرم تھا اسے صرخد کا حاکم مقرر کیا گیا۔ سیف الدین قفجق کو حلب کا نائب حاکم متعین کیا اور سیف الدین بہادر طرابلس کا حاکم مقرر ہوا اور وہ سب شام کی طرف اپنے عہدے حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

نیا وزیر: سلطان نے ان امراء اور حکام کو گرفتار کر لیا جن پر اسے شک و شبہ تھا۔ اس نے ضیاء الدین ابوبکر کے بجائے فخر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین عمر الخلیل کو اپنا وزیر مقرر کیا۔

بیبرس کی گرفتاری: بعدازاں بیبرس جاشنکیر صہیون کی طرف روانہ ہوا (راستے) میں وہ حکام جو اس کے ساتھ تھے' لوٹ کر سلطان کے پاس چلے گئے۔ سلطان نے ان میں سے کچھ کو اپنے ممالیک (غلاموں) میں شامل کر لیا اور کچھ کو مقید کر دیا۔ اس کے بعد سلطان کی رائے تبدیل ہوئی اور اس نے قراسنقر اور بہادر کو جو ابھی غزہ میں مقیم تھے اور شام کی طرف روانہ نہیں ہوئے تھے' یہ پیغام بھیجا کہ وہ دونوں بیبرس کو گرفتار کر لیں۔ چنانچہ ان دونوں نے اسے گرفتار کر کے ماہ ذوالقعدہ کے آخر میں (مصر کے شاہی) قلعہ میں بھیج دیا' جہاں اسے نظر بند کیا گیا اور وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

سلار کا انجام: سلار نے سلطان ناصر کی حکومت قائم کرنے میں بہت کوشش کی تھی اور اسی نے اس کو بادشاہ بنایا تھا' اس لئے سلطان کو اس کے حقوق ادا کرنے کا بڑا خیال تھا۔ لہٰذا جب اس کی سلطنت مستحکم ہو گئی تو سلار نے سلطان سے یہ درخواست کی کہ وہ شوبک میں اپنی جاگیر کی طرف جانا چاہتا ہے تا کہ وہاں الگ تھلگ زندگی گزارے۔ سلطان نے نہ صرف اس کی اجازت دی بلکہ اس کی جاگیر میں بھی اضافہ کیا اور اسے خلعت عطا کیا اور اس کے ممالیک (غلاموں) کی جاگیر میں اضافہ کیا اور ایک سو ملازمین کو ان کی جاگیروں کے عطیہ کے ساتھ بھیجا۔ چنانچہ وہ ماہ شوال ۸۰۷ھ میں مصر سے شوبک کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد شوبک کے علاقہ کے ساتھ علاقہ الکرک کا اضافہ کر کے اسے جھنڈا' سنہری خلعت' بھاری اور قیمتی سواری اور جواہر دار پٹکا بھیجا گیا۔ سلار وہاں (امن و سکون کے) ساتھ رہنے لگا۔

بھائی کی سازش: ۸۱۰ھ میں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ امراء کی ایک جماعت بغاوت کی سازش کر رہی ہے' ان میں سلار کا بھائی بھی شریک ہے۔ لہٰذا سلطان نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور سلار کے ان حامیوں اور ملازموں کو بھی گرفتار کر لیا جو مصر میں موجود تھے۔

سلار کی وفات: پھر سلطان نے علم الدین جوالی کو بھیجا تا کہ وہ سلار کو الکرک سے لے آئے' تا کہ وہ (مصر میں) سکون اور اطمینان کے ساتھ رہے۔ چنانچہ وہ اسی سال کے ماہ ربیع الاوّل میں سالار کو لے آیا اور وہ (مصر میں) نظر بند کر دیا گیا۔ اور اسی نظر بندی کی حالت میں وہ فوت ہو گیا۔

اس کی بے اندازہ دولت: (اس کی موت کے بعد) مصر اور الکرک میں اس کے مال و متاع اور ذخیرہ کو ضبط کر لیا گیا۔ اس کی مال و دولت' موتی جواہرات' کپڑے' زرہیں' مویشی اور اونٹ بے اندازہ تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنی اراضی اور جاگیروں سے روزانہ ایک ہزار دینار آمدنی حاصل کرتا تھا۔

سلار کا ابتدائی حال: اس کا ابتدائی حال یہ ہے کہ جب اس نے تاتاریوں کی قید سے رہائی حاصل کی تو وہ علاء الدین علی بن منصور قلاؤن کا مولیٰ ہو گیا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے والد قلاؤن سے متعلق ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا تعلق اشرف اور پھر اس کے بھائی محمد بن ناصر سے قائم رہا' اور ہر ایک بادشاہ کے دور میں وہ اعلیٰ مرتبہ پر رہا۔ اس کی لاشین کے ساتھ بھی گہری دوستی تھی' اس لئے وہ اس کے دور میں بھی خدمات بجا لاتا رہا اور اس کا مقرب بارگاہ ہوا۔ وہ سلطان کی محبت حاصل کرنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتہائی کوشش کرتا رہا' تا آنکہ اسے زوال آ گیا۔

کہا جاتا ہے کہ جب وہ اپنے قید خانے میں ابھی جان کنی (عالمِ نزع) کی حالت میں تھا کہ اسے لوگوں نے بتایا کہ "سلطان تم سے خوش ہوگیا ہے"(اس بات سے وہ اس قدر خوش ہوا کہ) وہ فوراً لپک کر کھڑا ہوگیا اور پھر چند قدم چلنے کے بعد اس کا دم نکل گیا (وہ فوت ہوگیا)

حکام کے تقرر اور تبادلے: جب سلطان ناصر نے سیف الدین قفجق کو حلب کا نائب حاکم مقرر کیا تھا تو اس کے تھوڑے عرصے کے بعد وہ فوت ہوگیا۔ اس نے اس کے بجائے سلطان نے استدمر کرجی کو حلب کا نائب حاکم مقرر کیا۔ اس کا حماۃ سے ۱۱ے ھ میں یہاں تبادلہ کردیا گیا تھا (وہاں کے) لوگوں نے اس کے مظالم کی بہت شکایت کی' اس لئے سلطان نے اسے گرفتار کرلیا اور دمشق کے حاکم قراسنقر منصوری کو حلب کا حاکم مقرر کیا اور اس کے بجائے ۱۱ے ھ میں دمشق کا حاکم سیف الدین کرائی منصوری کو مقرر کیا۔ پھر سلطان اس پر بھی ناراض ہوگیا اور اسے نظر بند کردیا اور اس کے بجائے جمال الدین اقوش اشرفی کو الکرک سے منتقل کر کے دمشق کا حاکم مقرر کیا۔

جب طرابلس کا نائب حاکم محمد فوت ہوگیا تو اقوش افرم کا صرخد سے تبادلہ کر کے وہاں کا نائب حاکم مقرر کیا گیا۔

پھر سلطان نے مصر کے نائب السلطنت بکتمر جوکندار کو بھی گرفتار کر کے اسے قلعہ الکرک میں مقید رکھا اور اس کے بجائے بیبرس دوادار کو نائب السلطنت مقرر کیا۔

قراسنقر کی بغاوت: جب سلطان حلب کے نائب حاکم قراسنقر سے بھی بدگمان ہوگیا تو وہ جنگل بیابانوں کی طرف بھاگ گیا اور وہاں (عرب کے قبائل کے سردار) مہنا بن عیسیٰ کے ساتھ مل گیا۔

کہتے ہیں کہ قراسنقر نے سلطان سے حج ادا کرنے کی اجازت طلب کی' سلطان نے اس کی اجازت دے دی۔ مگر جب وہ جنگل بیابانوں کے درمیان سے گزرا تو اسے یہ سفر مشکل معلوم ہوا' اس لئے وہ لوٹ آیا۔ حلب میں جو حکام موجود تھے' انہوں نے سلطان کی اجازت کے بغیر اسے داخل ہونے سے روکا' اس لئے وہ دریائے فرات کی طرف پھر لوٹ گیا اور وہاں پہنچ کر مہنا بن عیسیٰ کو سلطان کے پاس اپنی سفارش کرانے کے لئے بھیجا۔ سلطان نے اس کی سفارش قبول کر کے اسے حلب کی حکومت پر بحال کردیا۔

شاہی حکم کی نافرمانی: پھر سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا بادشاہ خربندہ شام پر فوج کشی کرنے والا ہے۔ لہٰذا سلطان نے مصر سے شام کی طرف فوجیں بھیجیں اور شام کی فوجوں کو یہ ہدایت بھیجی کہ وہ ان (مصری) فوجوں کے ساتھ حمص کے مقام پر شامل ہوجائیں۔ اس بات سے قراسنقر بدگمان ہوگیا اور وہ حلب سے نکل کر دریائے فرات کو عبور کر کے بھاگ گیا۔ پھر اس کے دل میں کچھ خیال آیا تو اس نے سلطان سے پناہ مانگی اور کہا کہ وہ دریائے فرات کے قریب قیام کرے گا۔ سلطان نے اس کے قیام کے لئے شوبک کا علاقہ جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا' مگر اس نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ وہ دریائے فرات کے قریب ایک مقام میں مہنا بن عیسیٰ (عرب قبائل کے سردار) کے ساتھ رہنے لگا۔ پھر (شام کے) دیگر امراء نے بھی سرکشی اختیار کی اور وہ بھی بھاگ کر اس (قراسنقر) کے پاس پہنچ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ تاتار کی حمایت: ان میں طرابلس کا نائب حاکم اقوش افرم بھی شامل تھا۔ ان سب نے (تاتاریوں کے بادشاہ) خربندہ کے ساتھ شامل ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا اور وہ ماردین پہنچے۔ وہاں کے حاکم نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ اس نے انہیں نوے ہزار درہم دیئے اور ان کی خوراک اور رسد کا بندوبست کیا۔ وہاں سے وہ خلاط پہنچے جہاں انہیں خربندہ سے ملاقات کرنے کا اجازت نامہ موصول ہوا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس پہنچے اور اسے شام پر (حملہ کرنے کے لئے) آمادہ کیا۔

سازش کا الزام: جب سلطان (مصر) کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے شام کے حکام پر قراسنقر کے ساتھ ساز باز کرنے کا الزام لگایا۔ اس لئے انہیں ان کی فوجوں سمیت بلوالیا۔ پھر اس نے قراسنقر کے بجائے سیف الدین (سودی جمدار اشرفی) کو مقرر کیا اور اقوش کے بجائے بکتمر ساقی کو طرابلس کا حاکم مقرر کیا اور عرب (قبائل) کا سردار مہنا بن عیسیٰ کے بجائے اس کے بھائی فضل بن عیسیٰ کو مقرر کیا۔

شامی حکام کی گرفتاری: جب امراء حکام (شام) مصر پہنچے تو اس نے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ اس نے دمشق کے حاکم اقوش اشرفی کو بھی گرفتار کر لیا اور اس کے بجائے تنکز ناصری کو ۷۱۲ھ میں حاکم مقرر کیا اور باقی ماندہ اسلامی ممالک کی حکومت بھی اس کے سپرد کی۔ اس نے اپنے نائب السلطنت بیبرس دوادار کو بھی گرفتار کر کے قلعہ الکرک میں مقید کر دیا اور اس کے بجائے ارغون دوادار کو نائب السلطنت مقرر کیا۔

سلطان کی فوج کشی: سلطان نے قلعہ کے باہر فوجوں کو اکٹھا کیا اور اسی سال عید الفطر کے بعد کوچ کیا۔ راستے میں اسے یہ اطلاع ملی کہ خربندا (شاہ تاتار) رحبہ پہنچا تھا اور اس کا محاصرہ کرنے کے بعد وہاں سے لوٹ گیا (یہ سن کر) سلطان بھی دمشق کی طرف لوٹ گیا اور وہاں شام کے مختلف علاقوں میں فوجیں بھیجیں۔

فریضۂ حج کی ادائیگی: پھر وہ الکرک کی طرف روانہ ہوا اور اسی سال فریضۂ حج ادا کرنے کا ارادہ کیا اور الکرک سے حج کے سفر پر روانہ ہوا۔ وہ (حج سے فارغ ہو کر) ۷۱۳ھ میں شام واپس آ گیا۔ (یہاں آ کر) اس نے مہنا بن عیسیٰ کو اپنا طرف دار بنانے کے لئے پیغام بھیجا' مگر قاصد یہ پیغام لے کر آیا کہ اس نے اس کی یہ بات نہیں مانی۔ اس کے بعد ۷۱۶ھ میں وہ خربندا کے پاس پہنچ گیا' جہاں خربندا نے اسے عراق میں جاگیر بخشی اور وہ وہیں رہنے لگا پھر وہ خربندا کی موت کے بعد ہی واپس آیا۔

حماۃ پر ایوبی خاندان کی حکومت

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شہر حماۃ تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب کے ماتحت تھا۔ اس کو اس کے چچا سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۷۴ھ میں وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ یہ شہر اس کے قبضہ میں رہا' یہاں تک کہ اس نے ۵۸۷ھ میں وفات پائی۔ پھر اس کا فرزند ناصر الدین محمد یہاں کا حاکم مقرر ہوا اس کا لقب منصور تھا۔ وہ اپنے چچا سلطان صلاح الدین اور سلطانِ عادل کی وفات کے بعد ۶۱۷ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا فرزند قلیج ارسلان حاکم ہوا' اس کا لقب ناصر تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا بھائی مظفر جو ولی عہد تھا' کامل بن عادل کے پاس مقیم تھا۔ چنانچہ اس نے اُسے دمشق سے لشکر دے کر بھیجا اور اس نے اپنے بھائی سے یہ شہر چھین لیا اور خود حکومت کرنے لگا جب وہ ۶۴۳ھ میں فوت ہوا تو اس کا فرزند محمد' منصور کا لقب اختیار کر کے وہاں حکومت کرنے لگا۔

فتنۂ تاتار کا اثر: جب تاتاریوں نے شام پر حملہ کیا تو یوسف ابن عبدالعزیز کے ساتھ جو شام کا بادشاہ تھا' حاکم حماۃ منصور اور اس کا بھائی افضل بھی بھاگ کر مصر پہنچ گئے۔

پھر انہیں مصر کے ترکوں سے بھی خوف لاحق ہوا تو یہ جماعت ہلاکو کے پاس پہنچ گئی مگر منصور (حاکم حماۃ) مصر ہی میں مقیم رہا۔ اس عرصے میں ہلاکو نے شام پر قبضہ کر کے ناصر اور اس کے تمام ایوبی امراء کا خاتمہ کر دیا۔

جب ہلاکو خاں اپنی قوم کے فتنہ و فساد کی وجہ سے شام سے لوٹ گیا تو سلطان قطز نے شام پر حملہ کر کے اسے تاتاریوں کے قبضہ سے نکال لیا اور اس کی تمام سرحدوں اور شہروں پر حکومت کرنے لگا۔ اس وقت اس نے منصور کو حماۃ کی حکومت پر بحال کر دیا اور وہ وہاں کا حاکم ہو گیا۔

منصور کی بحالی: منصور نے (حاکم بننے کے بعد بھی) مصر کی طرف اپنی آمد و رفت جاری رکھی وہ تاتاریوں کے خلاف قلادن کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا جو ۶۳۰ھ میں حمص کے مقام پر ہوئی تھی۔

اس نے ارمینیہ وغیرہ کی طرف بھی جنگی مہمیں بھیجی تھیں اور سلاطین مصر جب مطالبہ کرتے تھے تو وہ اپنی فوجیں لے کر ان کے پاس پہنچتا تھا۔ اس کی وفات ۶۸۳ھ میں ہوئی۔

مظفر بن منصور کی حکومت: اس کے بعد سلطان قلادن نے اس کے فرزند مظفر کو اپنے باپ کی عملداری کا حاکم بنایا اور اس نے بھی (سلاطین مصر کے ساتھ) سابقہ رویہ برقرار رکھا اور جب لاشین کے بعد ناصر محمد بن قلادن مصر کا حاکم تسلیم کیا گیا تو ۶۹۸ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔

قراسنقر کی حکومت: اب منصور کی نسل منقطع ہو گئی تھی۔ اس لئے سلطانِ مصر نے ایک ترکی حاکم قراسنقر کو حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔ اس کا تبادلہ ضبینہ کے مقام سے کیا گیا تھا اور اسے ہدایات دی گئی تھیں کہ وہ ایوبی خاندان اور دیگر افراد کی جاگیریں بحال رکھے۔

کتبغا کا تقرر: اس کے بعد قازان شام پر غالب آ گیا اور ۶۹۹ھ میں وہ واپس چلا گیا۔ تو بیبرس اور سلار نے وہاں پہنچ کر تاتاریوں کے تسلط سے شام کو آزاد کرایا اس جنگ میں مصر کے سابق سلطان کتبغا نے جسے لاشین نے تخت سے اتار دیا تھا اور وہ صرخد کا نائب حاکم مقرر کیا تھا' بہادرانہ کارنامے انجام دیئے اور بیبرس اور سلار کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا تھا اور ان کے ساتھ دمشق بھی گیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسے حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔

کتبغا نے اس کے بعد ارمینیہ کی طرف فوج کشی کی اور سلطان ناصر کے ساتھ مل کر ۷۰۲ھ میں تاتاریوں کو شکست دی۔ اس کے بعد وہ حماۃ کی طرف لوٹ گیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف حکام: سلطان مصر نے اس کے بعد سیف الدین قفجق کو (حماۃ کا) حاکم مقرر کیا' مگر جب سلطان مصر لوٹنے لگا تو اس نے سیف الدین قفجق کو حلب کا نائب حاکم مقرر کیا اور اس کے بجائے ایدمر کرجی کو حماۃ کا حاکم مقرر کیا مگر جب قفجق فوت ہو گیا تو ایدمر کا حماۃ سے حلب کی طرف تبادلہ کر دیا گیا۔

منصور حاکم حماۃ کا بھائی افضل علاء الدین منصور کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کا ایک فرزند تھا جس کا نام اسماعیل تھا اور لقب عماد الدین تھا' اسے علم و ادب کا بہت شوق تھا اور اسے علم و ادب کا بہت بڑا حصہ ملا۔ چنانچہ اس کی تاریخی کتاب (تاریخ ابو الفداء) بہت مشہور ہوئی۔

ابو الفداء کا تقرر: سلطان ناصر نے جب قلعہ الکرک سے اپنے پائے تخت کی طرف کوچ کیا تو اس نے ایوبی خاندان کے ساتھ احسان کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے علاء الدین اسماعیل[1] (ابو الفداء) کو ۷۱۶ھ میں حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔ اس کا لقب المؤید تھا۔ وہ حماۃ کا حاکم رہا۔ یہاں تک کہ ۷۳۲ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔

اس کی وصیت کے مطابق سلطان ناصر نے اس کے فرزند افضل محمد کو اس کا جانشین مقرر کیا۔

ایوبی حکومت کا خاتمہ: جب سلطان ناصر قلادن نے ۷۴۱ھ میں وفات پائی۔ تو اس کے آزاد کردہ غلام قوص نے خود سلطنت کا انتظام سنبھالا اور اس کے فرزند ابوبکر محمد کو حاکم مقرر کیا اور اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ افضل کو حماۃ کی حکومت سے معزول کیا اور اس کے بجائے صفر دمول کو نائب حاکم بنا کر بھیجا۔

افضل اس کے بعد دمشق چلا گیا اور وہیں ۷۴۳ھ میں فوت ہو گیا۔ یوں حماۃ کے علاقے سے بھی ایوبی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بغاوت کی سرکوبی: سلطان ناصر نے ۷۱۳ھ میں لشکر لے کر الاہرام کا قصد کیا بظاہر اس کا مقصد سیر و تفریح تھا' مگر واقعہ یہ تھا کہ اسے مصر کے بالائی حصے (صعید) میں عربوں کے فتنہ و فساد کی یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ مسافروں کے قافلوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں لہٰذا اس نے وہاں کے ہر علاقے میں فوجیں بھیجیں اور انہیں تباہ و برباد کرنا شروع کیا' یہاں تک کہ وہ (باغی) مغلوب ہو گئے اور ہر علاقے سے ان کا صفایا کر دیا گیا اور جو ان کے پیچھے تھے وہ سب بھاگ کر منتشر ہو گئے۔

فتح ملطیہ: اس کے بعد سلطان نے ۷۱۵ھ میں ارمینیہ کے علاقہ ملطیہ پر فوج کشی کی اور اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ اس مقصد کے لئے تنکر حاکم دمشق شام کی فوجوں اور مصر کے چھ جرنیلوں کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔ اس نے ماہ محرم ۷۱۵ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں ارمن عیسائی اور عرب تھے اور تھوڑے سے وہ مسلمان بھی تھے جنہوں نے جزیہ قبول کر رکھا تھا۔ جنگ کے بعد انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو شاہی لشکر بزور شمشیر شہر میں داخل ہو گیا اور ان کا صفایا کر کے ان کے بادشاہوں کو قیدیوں

---

[1] دیگر مؤرخین کا بیان ہے کہ ابو الفداء اسماعیل عالم و ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بہادر بھی تھا اور اس نے سلطان ناصر بن قلادون کے لشکر میں رہ کر تاتاریوں کے خلاف جنگ میں شجاعت کے کارنامے انجام دیئے جس سے متاثر ہو کر اس نے اسے حماۃ کا مطلق العنان حاکم مقرر کر دیا۔ تاریخ کے علاوہ اس نے جغرافیہ میں بھی ایک کتاب تقویم البلدان کے نام سے لکھی تھی جو مصر و شام اور عرب و ایران کے حالات میں ایک اہم اور مستند کتاب ہے۔ یہ یورپ میں بہت مقبول ہوئی۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ گرفتار کر کے سلطان کے پاس لے آئے۔

سلطان نے ان کے بادشاہ کی جاں بخشی کی اور اسے انعام واکرام سے نوازا۔ اس کے بعد جب سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ یہ بادشاہ سلاطین عراق سے خط و کتابت کر رہا ہے تو اسے قید خانے میں ڈال دیا۔

۷۱۵ھ میں سلطان نے حلب سے آمد کے علاقہ عرقیہ کی طرف فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے اس علاقہ کو فتح کر لیا۔ پھر دوبارہ فوجیں ۷۱۷ھ میں املد آئیں تو اسے بھی فتح کر لیا اور اسے تباہ کر کے وہاں سے بہت مال غنیمت حاصل کیا۔

حکام کا تقرر اور معزولی: ۷۱۸ھ میں سلطان طرابلس کے حاکم سیف الدین بلکتمر پر ناراض ہو گیا جو اقوش افرم کے بعد حاکم مقرر ہوا تھا چنانچہ اسے گرفتار کر کے مصر لایا گیا اور اس کے بجائے سیف الدین کستائی کو حاکم مقرر کیا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بجائے شہاب الدین قرطائی کو حاکم مقرر کیا۔ اس کا حمص سے تبادلہ کیا گیا تھا۔ حمص کا حاکم سیف الدین اقطائی کو مقرر کیا گیا۔

۷۱۸ھ میں جاشنگیریہ (کی جماعت کے سردار) طغائی حسامی کو گرفتار کیا گیا' اور اسے صغد کا نائب حاکم بلکتمر حاجب کے بجائے مقرر کیا گیا۔ پھر سلطان اس سے ناراض ہو گیا تو اسے گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا' سلطان نے اسے اسکندریہ میں قید کر دیا اور حمص سے اس کا تبادلہ کر کے سیف الدین اقطائی کو صغد بھیجا اور حمص کا حاکم بدرالدین بلکوت کرمانی کو مقرر کیا۔

عمارات کی تعمیر: سلطان محمد بن قلادن نے ۷۱۱ھ میں مصر میں نئی جامع مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا اور اس کے لئے نفع بخش اوقاف مقرر کئے۔

پھر سلطان موصوف نے ۷۱۴ھ میں شاہی محل قصر ابلق کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ سب سے شاندار شاہی محل ثابت ہوا۔

سلطان نے ۷۱۸ھ میں حکم نافذ کیا کہ قلعہ کی جامع مسجد کی توسیع کی جائے۔ چنانچہ اس کے چاروں طرف کے گھروں کو گرا کر اس جامع مسجد کی اس حد تک توسیع کی گئی جو آج کل موجود ہے۔

سلطان نے ۷۲۳ھ میں حکم دیا کہ سریاقوس میں اس کے رہنے کے لئے محلات تعمیر کئے جائیں چنانچہ (ان محلات کی تعمیر کے بعد) اس کے سامنے ایک بڑی خانقاہ تعمیر کی گئی جو اس کے نام سے منسوب ہے۔

۷۳۴ھ میں سلطان نے حکم دیا کہ شاہی قلعہ کے اندر ایک عظیم الشان دربار ہال تعمیر کیا جائے' جہاں وہ دربار منعقد کرے اور وہیں اس کا تخت شاہی ہو۔ سلطان نے اس کا نام دارالعدل رکھا۔

شاہی حج و زیارت: سلطان ناصر محمد بن قلادن نے اپنے عہد حکومت میں تین مرتبہ حج کیا۔ سب سے پہلے ۷۱۳ھ میں حج کیا۔ جب قراسنقر نائب حاکم حلب' اقوش افرم نائب حاکم طرابلس اور مہنا بن عیسٰی امیر عرب کا خاتمہ ہو گیا تھا اور (تاتاری امیر) خربندا شام پہنچ کر رحبہ آ کر واپس چلا گیا تھا۔

اس وقت سلطان ناصر مصر سے شام پہنچا اور جب اسے معلوم ہوا کہ خربندا واپس چلا گیا ہے تو وہ وہاں سے حج کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارادہ سے نکلا اور ۷۱۳ھ میں فریضہ حج ادا کر کے شام واپس آ گیا۔

دوسرا حج: سلطان نے دوسرا حج ۷۱۹ھ میں کیا' چنانچہ شاہی سواری ماہ ذوالقعدہ کے آخر میں مصر سے روانہ ہوئی۔ اس کے ساتھ حاکم حماۃ المؤید (ابوالفداء) اور شہزادہ محمد بھی روانہ ہوا۔ جو شہنشاہ ہندوستان (دہلی) سلطان علاء الدین کا بھانجا تھا جب سلطان نے فریضہ حج ادا کیا تو سلطان علاء الدین کا بھانجا شہزادہ محمد وہاں سے یمن کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مصر آ گیا۔

مصر آ کر (حج کی خوشی میں) سلطان نے (خاندان) بنو حسن کے امیر مکہ رمیثہ کو (قید خانہ سے) رہا کر دیا اور ان کو بھی چھوڑ دیا جو اس کے قید خانہ میں مقید تھے۔ اس کے بعد اس نے امیر مکہ اور دوسرے (رہا شدہ قیدیوں کو) انعام و اکرام سے نوازا۔

تیسرا حج: سلطان نے تیسرا حج ۷۳۲ھ میں کیا۔ اس وقت اس کے ہمراہ حاکم حماۃ' افضل بن ابوالمؤید (ابوالفداء) تھا۔ وہ بھی اپنے والد کے معمول کے مطابق سلطان کا ہم رکاب رہتا تھا۔ سلطان اس حج سے ۷۳۳ھ میں واپس آیا (مصر آ کر) اس نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے دروازہ کو چاندی کا بنایا جائے۔ چنانچہ اس میں پینتیس ہزار درہم صرف ہوئے۔

بکتمر کی وفات: جب وہ اس حج سے واپس آیا تو سلطان کا عظیم ترین امیر اور خواص بکتمر ساقی فوت ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا' بکتمر' بیبرس جاشنگیر کے غلاموں میں سے تھا۔ پھر جب وہ سلطان ناصر کے پاس پہنچ گیا تو اس نے اسے ساقیوں کا امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد سلطان کے ساتھ اس کے تعلقات اس قدر گہرے ہو گئے تھے اور ان کی دوستی اس قدر مستحکم ہو گئی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے تھے یا تو وہ دونوں سلطان کے محل میں ہوتے تھے یا خود بادشاہ اس کے گھر پہنچ جاتا تھا۔ بکتمر بہت ماہر سیاست دان تھا۔ اس نے اپنی وفات کے بعد بے شمار مال و دولت' جواہرات اور (دیگر قیمتی اشیاء) کے ذخیرے چھوڑے۔

سنبل سکینہ

اہل نوبہ کے حالات

بیبرس اور منصور قلادن کے عہد میں ترکوں نے نوبہ کے علاقے پر لشکر کشی کی تھی۔ کیونکہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فتح مصر کے وقت ان پر جزیہ مقرر کیا تھا۔ ان کے بعد مصر کے جو بادشاہ (اور حکام) ہوئے' انہوں نے بھی یہ جزیہ ان پر برقرار رکھا۔ اہل نوبہ اکثر اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتے تھے یا اس کو ادا کرنے سے انکار کرتے تھے۔ لہٰذا ایسے موقع پر مصر سے مسلمانوں کی فوجیں آ کر ان پر حملہ کرتی تھیں تو وہ پھر درست ہو جاتے تھے۔

نوبہ کے حکام: جب ۶۸۰ھ میں سلطان قلادن کی فوجوں نے وہاں حملہ کیا تھا تو ان کا بادشاہ دنقلہ کے مقام پر تھا اور اس کا نام سامون تھا۔ موجودہ زمانہ (عہد ناصر بن قلادن) میں اہل نوبہ کے بادشاہ کا نام آمی تھا۔ ہمیں یہ نہیں معلوم ہے کہ آیا وہ سامون کا خود ہی جانشین ہے یا ان دونوں کے درمیان کوئی اور بادشاہ مقرر ہوا۔ اسی زمانے میں ان کے شاہی خاندان کا ایک فرد مصر چلا آیا۔ اس کا نام نشلی تھا' وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام کے فرائض کا بہت پابند ہو گیا تھا' اس لئے سلطان نے اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وظیفہ مقرر کر دیا تھا اور وہ مصر ہی میں مقیم ہو گیا تھا۔

مسلمان حاکم کی حکومت: ۷۱۶ھ میں کربیس (شاہ نوبہ) نے جزیہ ادا کرنا بند کر دیا تھا۔ لہٰذا سلطان نے (اس کی سرکوبی کے لئے) لشکر بھیجا اور اس کے ساتھ نشلی کو بھی روانہ کیا جوان کے شاہی خاندان میں سے تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔ کربیس ان کا مقابلہ کرنے سے گھبرایا اور وہ الابواب کے شہر کی طرف بھاگ گیا۔ لہٰذا لشکر مصر چلا گیا اور نشلی مسلمان ہونے کے باوجود نوبہ کا بادشاہ بن گیا۔

اہل نوبہ کا اسلام قبول کرنا: سلطان مصر نے الابواب کے بادشاہ سے کربیس کو طلب کیا تو اس نے کربیس کو سلطان کے پاس بھیج دیا اور وہ وہاں رہنے لگا۔ کچھ عرصہ کے بعد اہل نوبہ نے سازش کر کے کچھ عربوں کی امداد سے نشلی کو قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے کربیس کو لانے کے لئے ایک وفد الابواب بھیجا مگر وہ مصر میں تھا۔ سلطان کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے کربیس کو نوبہ کے علاقے میں بھیجا چنانچہ وہ وہاں پہنچ کر وہ نوبہ کا بادشاہ ہو گیا (پھر اہل نوبہ سب مسلمان ہو گئے تو) ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان پر سے جزیہ کا حکم دور کر دیا گیا۔

نوبہ کی سلطنت کا خاتمہ: اس کے بعد قبیلۂ جہینہ کے عرب نوبہ کے علاقہ میں آباد ہو گئے اور انہوں نے اسے اپنا وطن بنا کر اس پر قبضہ کر لیا اور فتنہ وفساد برپا کرنے لگا۔ نوبہ کے حکام نے ان کا مقابلہ کرنا چاہا مگر ناکام ہو گئے۔ پھر ان سے مصالحت کر طور پر شادی بیاہ کرنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور عجمی رسم ورواج کے مطابق قبیلہ جہینہ کے عرب فرزند بہن اور بھانجے کے مالک بننے لگے اور ان کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور قبیلہ جہنیہ کے عرب بدوان کے ملک پر قابض ہو گئے اور بدوانہ نظام کے مطابق کوئی ایک دوسرے کی اطاعت قبول نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا وہ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور اس علاقے کی کوئی ملکی حیثیت برقرار نہیں رہی' بلکہ اہل نوبہ بھی عرب بدوؤں کی طرح خانہ بدوش قوم بن گئی اور وہ سرسبزی اور بارش کے مقامات کی تلاش میں گھومنے پھرنے لگے اور عرب بدوؤں کے ساتھ رشتہ داری قائم کرنے کی وجہ سے وہ بھی ان کے رنگ میں پختہ ہو گئے تھے۔ اس لئے ان کی سلطنت کا نام ونشان باقی نہیں رہا۔

ارمینیہ کے باقی حالات

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بلادِ روم میں تاتاریوں کے نمائندے ایدغری نے ارمینیہ کے بادشاہ ہیثوم کو قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد اس کا بھائی اوسیر بن لیون سیس کے مقام پر تخت نشین ہو گیا تھا۔ اس نے ترکمانوں کے بادشاہ قرمان کے ساتھ ۷۱۹ھ میں جنگ کی تھی جس میں قرمان نے اسے شکست دے دی تھی۔ تاہم اوسیر بن لیون ارمینیہ کا بادشاہ رہا۔ جب وہ فوت ہوا تو اہل ارمینیہ نے اس کے بارہ سال کے نوعمر فرزند لیون ثانی کو تخت نشین کیا۔

اس سے پہلے سلطان ناصر نے اوسیر سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ان قلعوں سے دستبردار ہو جائے جو شام کے قریب تھے مگر اس نے انکار کیا۔ لہٰذا اس کے خلاف شام کی فوجیں بھیجی گئی تھیں انہوں نے اس کے ملک کو تباہ وبرباد کر دیا تھا۔ اس کے بعد اوسیر فوت ہو گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارمینیہ کی فتوحات: اس کے بعد سلطان ناصر نے حلب کے نائب حاکم کتبغا کو حکم دیا کہ وہ (ان کے پائے تخت) سیس پر حملہ کرے۔ چنانچہ وہ فوجیں لے کر ان کے شہر میں ۷۳۶ھ میں داخل ہو گیا اور ہر سمت سے اس کا صفایا کیا۔ اس نے قلعہ نقیر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا تھا اور ارمنوں کی بڑی تعداد کو قیدی بنا لیا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد تین سو تھی۔

جب شہر ایاس کے عیسائیوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ ان مسلمانوں پر جو وہاں تھے ٹوٹ پڑے اور ان ارمنوں کی حمایت میں جو ان کے ہم مذہب عیسائی تھے انہیں جلا دیا۔

فتح ایاس: تھوڑے عرصے کے بعد بلادِ روم میں مغلوں کے نمائندہ اور منتظم دمرواش بن جوبان نے سلطانِ مصر کو اطلاع دی کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے پھر اس نے فوجی امداد بھی طلب کی تاکہ وہ ارمنی عیسائیوں کے خلاف جہاد کرے۔

سلطان نے اس کی درخواست منظور کی اور ۷۳۶ھ میں دمشق، حلب اور حماۃ سے فوج جمع کر کے شامی فوجوں کو اس کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ان سب نے مل کر ایاس کے شہر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ وہاں کی شکست خوردہ فوجوں نے پہاڑوں میں پناہ لی مگر حلب کی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اس کے بعد یہ فوجیں اپنے شہروں کی طرف لوٹ گئیں۔

دیگر فتوحات: ۷۷۱ھ میں حلب کا نائب حاکم بندمر خوارزمی سیس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے اذنہ، طرطوس اور مصیصہ کے علاقے فتح کئے۔ اس کے بعد اس نے کلال والجزیرہ اور سنباط کلا اور تمرور کے قلعے بھی فتح کر لیے۔ اس نے اذنہ اور طرطوس میں الگ الگ حاکم مقرر کئے اور پھر وہ حلب لوٹ آیا۔

اس کے بعد حلب کا حاکم عشقتمر انصاری مقرر ہوا تو وہ ۷۷۶ھ میں فوج لے کر روانہ ہوا۔ وہ سیس اور اس کے قلعہ کا دو مہینے تک محاصرہ کرتا رہا۔ جب ارمنوں کے خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا اور وہ محاصرہ سے تنگ آ گئے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور پناہ طلب کی۔ ان کے بادشاہ نکفور، اس کے امراء اور فوجیں شہر سے نکل کر عشقتمر کے پاس پہنچیں اور اس نے ان سب کو مصر بھیج دیا اس کے بعد سلطان سیس اور اس کے تمام علاقوں پر قابض ہو گئے اس کے بعد ان علاقوں سے ارمنوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

تاتاریوں کی دو سلطنتیں: اس زمانے میں تاتاریوں کی دو وسیع سلطنتیں قائم تھیں۔ ان میں سے ایک ہلاکو کے خاندان کی سلطنت تھی، جس نے بغداد فتح کر لیا تھا اور عراق میں اسلامی مرکز پر مسلط تھی۔ اس خاندان نے اس کو اپنا پایۂ تخت مقرر کیا، حالانکہ عراق، عجم، فارس، خراسان اور ترکستان (ماوراء النہر) کے ممالک بھی اُس کے ماتحت تھے۔

تاتاریوں کی دوسری سلطنت پر دوشی خاں بن چنگیز خاں کی اولاد قابض تھی۔ یہ سلطنت شمالی علاقے میں خوارزم کے قریب تھی اور مشرق میں قرم تک اور جنوب میں قسطنطنیہ کے حدود تک پھیلی ہوئی تھی اور مغرب میں مملکت بلغار کا احاطہ کئے ہوئے تھی۔

خانہ جنگیاں: ان دونوں سلطنتوں کے درمیان جھگڑے ہوتے تھے اور جنگیں برپا رہتی تھیں جو پڑوسی سلطنتوں کا معمول ہے۔

مصر و شام کی ترک سلطنت خاندانِ ہلاکو کی سلطنت کے قریب تھی۔ یہ تاتاری سلطنت شام کا علاقہ فتح کرنا چاہتی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ اس لئے وہاں بار بار حملے کرتی تھی اور اپنے حامی عرب اور ترکمان قبائل کو ورغلا کر ان سے امداد حاصل کرتی تھی جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

ان کے سلاطین کے درمیان جو جنگیں ہوئی تھیں ان میں کسی ایک کا پلہ بھاری نہیں ہوتا تھا' بلکہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ دوشی اور ہلاکو کے تاتاری خاندانوں کی خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر (مسلمان حکومتیں) غالب آ جاتی تھیں۔ وہ دوشی خان کے خاندان کی سلطنت سے بہت دور تھیں۔ کیونکہ مصر و شام کی سلطنت کے درمیان دیگر ممالک حائل تھے۔ اس لئے ترک اسلامی سلطنت کی شمالی سلطنت سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔

شمالی سلطنت سے مصالحت چنانچہ ہر وقت ان میں باہمی خط و کتابت اور مصالحت کے لئے نامہ و پیام جاری رہتے تھے۔ ترک سلاطین دوشی خاں کی سلطنت کو ہلاکو خاں کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے' تاکہ وہ خراسان اور اس کے آس پاس کے علاقوں کی طرف پیش قدمی کرتے رہیں اور شام کی طرف نہ بڑھ سکیں۔ یوں ان کا علاقہ ان کی یلغار سے محفوظ رہے۔

(سیاسی طور پر) ترک سلطنت کے آغاز ہی سے ان کا یہ معمول رہا تھا۔ چنانچہ دوشی خاں خاندان کے سلاطین ان کے اس رویہ کو بہت پسند کرتے تھے اور ہلاکو کے خاندان کے مقابلہ میں یہ چیز ان کے لئے باعث فخر تھی۔

شمالی سلطنت سے رشتۂ ازدواج جب دوشی خاندان کا سلطان ازبک ۷۱۳ھ میں صرائے میں تخت نشین ہوا تو بلاد روم میں اس کا نائب قطلغمیر مقرر ہوا۔ حسب معمول مصر سے اس کے پاس سفیروں کا وفد آیا۔ اس موقع پر قطلغمیر نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ تاتارے شاہی خاندان کی کسی خاتون سے سلطان ناصر کا رشتہ کرا دیا جائے' بشرطیکہ سلطان موصوف اس کے بارے میں منظوری دیں۔

شادی کے قافلہ کی روانگی لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے سلاطین کی یہ عادت رہی ہے (کہ وہ دوسرے سلاطین کو اپنی بیٹیاں دیتے ہیں) لہٰذا سلطان نے اس قسم کے رشتہ کی منظوری دے دی اور اس مقصد کے لئے چھ سال تک سفیروں اور تحائف کا تبادلہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ رشتہ مستحکم ہو گیا اور ان تاتاریوں نے سلطان کی منگیتر طلبناش بنت طقاجی بن ہندو ابن بکر بن دوشی کو ۷۲۰ھ میں ایک بڑے مغل کی زیر قیادت بھیج دیا۔ ان کے ہمراہ ان کے امراء اور برہان الدین امام ازبک بھی تھے۔ وہ قسطنطنیہ کے راستے سے گزرے تو (شاہ) یشکری نے اس قافلہ کی بے حد تعظیم و تکریم کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ان پر ساٹھ ہزار دینار صرف کئے۔ وہاں سے وہ بحری راستے سے اسکندریہ پہنچے۔

شاہی قافلہ کا استقبال وہاں سے وہ قافلہ مصر کی طرف ایک گاڑی میں روانہ ہوا جس پر سونے اور ریشم کے پردے پڑے ہوئے تھے اس جلوس کی قیادت ان کے دو غلام کر رہے تھے اور یہ قافلہ نہایت شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب وہ مصر کے قریب پہنچے تو سلطان کے دونوں نائب ارغون اور بکتمر ساقی فوج اور سلطان کے وکیل کریم الدین کو لے کر پیشوائی کے لئے پہنچے۔ خاتون کو شاہی محل میں پہنچایا گیا۔

رسم نکاح ان کی آمد کے تیسرے دن قلعہ کی جامع مسجد میں قاضیوں' علماء اور مختلف درجوں کے دیگر افراد کو بلایا گیا۔ وہ مہمان جو ساتھ آئے تھے انہیں خلعت عطا کیا گیا۔ اس کے بعد سلطان کے وکیل اور ازبک کے وکیل کی موجودگی میں رسم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح ادائگی کی۔ اس کے بعد مجمع منتشر ہو گیا۔ یہ تقریب قابل دید تھی۔

معاہدہ صلح کی تکمیل: ۷۲۲ھ میں بغداد اور عراق کے حاکم ابوسعید کے قاصد (مصر) پہنچے۔ ان میں قاضی توریز بھی شامل تھے۔ انہوں نے مصالحت اتحاد اور اسلامی شعائر اور حج کو برقرار رکھنے، راستوں کی درستی اور دشمنانِ اسلام سے جہاد کرنے کی تجاویز پیش کیں۔ سلطان نے ان کی یہ تجاویز منظور کر لیں۔ اس نے سیف الدین محمدی کو بھیجا تا کہ وہ ان کے ساتھ معاہدہ کر کے ان تجاویز کو عملی جامہ پہنائے۔ سلطان نے اسے بیش قیمت تحائف کے ساتھ بھیجا تھا۔ چنانچہ جب سلطان کا قاصد ۷۲۳ھ میں واپس آیا تو سلطان ابوسعید کے قاصد اور جوبان اس کے ہمراہ تھے۔ یوں باہمی معاہدہ تکمیل پذیر ہوا۔

اس سے پیشتر ازبک صاحب سرائے (تاتاریوں کی شمالی سلطنت) اور سلطان ابوسعید کے درمیان از سر نو اختلافات پیدا ہو گئے تھے کیونکہ جوبان سلطان ابوسعید پر مسلط ہو گیا تھا اور وہ مغل تاتاریوں کے درمیان فتنہ و فساد برپا کر رہا تھا۔

ازبک کو امداد: اس سے پہلے جوبان اور حاکم خوارزم و ماوراء النہر (ترکستان) کے درمیان جنگ ہو رہی تھی، جس میں ازبک نے اسے فوجی امداد دی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ازبک نے خراسان کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا۔ چونکہ اس اثناء میں اس کے سلطان ناصر کے ساتھ سمدھیانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔ اس لئے سلطان ابوسعید نے جوبان کے برخلاف فوجی امداد طلب کی تو سلطان نے اس کے ساتھ تعاون کیا۔

ابوسعید سے صلح: جب سلطان ابوسعید نے مصالحت کی درخواست کی تو سلطان نے اس کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ جب ازبک کو مصالحت کی خبر ملی تو اس وقت سلطان ناصر کے قاصد اس کے دربار میں موجود تھے۔ اس نے اس موقع پر سخت کلامی کی اور سلطان کو ناراضگی کا خط لکھا۔

سلطان ناصر نے معذرت کرتے ہوئے یہ تحریر کیا کہ ''انہوں نے اسے شعائر اسلامی قائم کرنے کی دعوت دی تھی لہٰذا اس معاملے میں وہ پیچھے نہیں رہ سکتا تھا''۔ ازبک نے اس کا یہ عذر قبول کر لیا۔

سلاطین کے درمیان مصالحت: اس کے بعد جب جوبان نے ازبک سے خراسان کے چھینے ہوئے علاقے لوٹا لئے تو ازبک اور سلطان ابوسعید کے درمیان مصالحت کا سلسلہ شروع ہوا، اور ان تمام سلاطین نے آپس میں صلح کر لی اور کچھ عرصے کے لئے جنگ بندی ہو گئی۔ بعد میں حالات اور واقعات میں زبردست انقلاب آیا۔

حکام حجاز کے حالات: یہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ قتادہ نے ہاشمی خاندان سے مکہ معظمہ اور حجاز کی حکومت چھین لی تھی۔ اس کے بعد یہ حکومت اس کی اولاد میں قائم رہی اور ان میں سے ابونمی ان پر غالب رہا۔ اس کا اصل نام و نسب محمد بن ابوسعید علی بن قتادہ تھا۔ وہ ۷۰۲ھ میں فوت ہو گیا۔

اس کے بعد اس کے دو فرزند رمیثہ اور خمیصہ حجاز کے حکام ہوئے۔ انہوں نے اپنے دو بھائیوں عطیفہ اور ابوالغیث کو نظر بند کر دیا۔

جب مصری سلطنت کے دو سربراہوں یعنی بیبرس اور سلار نے حج کیا تو وہ دونوں بھائی اپنی نظر بندی کے مقام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھاگ کران کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے شکایت کی کہ ان کے (دونوں بھائی) رمیثہ اور خمیصہ نے انہیں بہت تکالیف دی ہیں۔

حکام کی گرفتاری: ان دونوں حکام نے انؑ دونوں کی فریاد رسی کی اور رمیثہ اور خمیصہ کو گرفتار کر کے انہیں مصر پہنچا دیا اور ان کے بجائے عطیفہ اور ابوالغیث کو (حجاز کا) حاکم بنایا۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے ان دونوں کو ایدمر کوبکی کے ہمراہ سلطان کے پاس بھجوایا جو انہیں اپنے لشکر کے ساتھ لے گیا۔

سلطان نے ان سے خوش ہو کر ان دونوں بھائیوں کو رمیثہ اور خمیصہ کے بجائے حاکم مقرر کیا اور ۷۱۳ھ میں دوبارہ اپنی فوجیں ان دونوں کے ساتھ بھیجیں۔ رمیثہ اور خمیصہ ملک سے بھاگ نکلے اس کے بعد شاہی لشکر واپس آ گیا۔

بھائیوں کی خانہ جنگی: ابوالغیث اور عطیفہ حکومت کرنے لگے مگر (تھوڑے عرصہ کے بعد) رمیثہ اور خمیصہ واپس آ کر جنگ کرنے لگے۔ جس میں ابوالغیث اور عطیفہ کو شکست ہوئی اور وہ دونوں مدینہ پہنچ کر منصور بن حماد سے مدد کے طالب ہوئے۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کو بنو عقبہ اور بنو مہدی کے افراد کے ذریعے مدد پہنچائی۔ پھر بطن مرو کے مقام پر ان (چاروں بھائیوں) کی جنگ ہوئی۔ جس میں ابوالغیث کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا اور رمیثہ اور خمیصہ نے دوبارہ حکومت حاصل کر لی۔ ان کا (مخالف) بھائی عطیفہ بھی ان کے ساتھ مل گیا تھا۔

سلطان کی مداخلت: ۷۱۵ھ میں ان بھائیوں میں پھر جنگ ہوئی۔ اس وقت رمیثہ اپنے دونوں بھائیوں کے خلاف فریاد لے کر سلطان (مصر) کے پاس پہنچا۔ سلطان نے اس کے ساتھ لشکر بھیجا' جسے (دیکھ کر) خمیصہ قبیلہ مدن کی طرف بھاگ گیا۔ شاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا۔ شہر والوں نے اس کے ساتھ مل کر جنگ کی' مگر شکست کھائی تاہم خمیصہ بذاتِ خود بچ نکلا۔

جب مصری فوجیں لوٹ گئیں تو خمیصہ واپس آ گیا۔ لہٰذا رمیثہ نے پھر سلطان سے مدد طلب کی تو سلطان نے فوجیں بھیجیں (انہیں دیکھ کر) خمیصہ بھاگ گیا۔ بعدازاں واپس آ کر اس نے اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ صلح کر لی۔

۷۱۸ھ میں عطیفہ سلطان مصر کے پاس پہنچا تو سلطان نے اس کے ہمراہ فوجیں بھیجیں انہوں نے رمیثہ کو پکڑ کر سلطان کے پاس پہنچا دیا۔ جہاں اسے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔

اس کے بعد عطیفہ مکہ معظمہ میں حکومت کرنے لگا اور خمیصہ دربدر مارا پھرتا رہا۔ آخر میں وہ تاتاری بادشاہ عراق خربندا کے پاس پہنچ گیا اور حجاز کے حاکم کے برخلاف اس سے امداد طلب کی تو اس نے اسے اپنی فوجیں دے کر بھیجا۔

مکروہ سازش کی افواہ: اس وقت عوام الناس میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ اس نے ان رافضیوں سے مل کر جو خربندہ کے پاس تھے یہ سازش کی تھی کہ وہ شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) کی لاشوں کو ان کے مزاروں سے نکال پھینکیں گے۔ مسلمانوں پر یہ اطلاع بہت ناگوار گزری۔ چنانچہ مہنا (عرب سردار) کے بھائی محمد بن عیسیٰ نے جو خربندہ کے پاس رہتا تھا' مذہبی غیرت اور ثواب حاصل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کیا اور راستے میں اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی۔

کہا جاتا ہے کہ اس نے اس کے قبضے سے وہ کلہاڑیاں اور پھاوڑے بھی برآمد کئے' جو اس مقصد کے لئے لے جائے جا رہے تھے۔ اس کے اس کارنامے سے سلطان (مصر) بہت خوش ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ خانہ جنگی: خمیصہ ۷۱۸ھ میں مکہ معظمہ میں آیا تو سلطان ناصر نے اس کے مقابلے کے لئے فوجیں بھیجیں تو وہ بھاگ نکلا۔

رمیثہ ۷۱۹ھ میں رہا ہوا تو وہ حجاز کی طرف بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر علی بن ہنجس بھی تھا' مگر اسے راستے ہی میں پکڑ کر قید کر دیا گیا۔ جب سلطان ۷۲۰ھ میں حج سے واپس آیا تو اس وقت اسے رہا کیا گیا۔

خمیصہ کا قتل: ۷۲۰ھ میں خمیصہ نے سلطان کو پناہ حاصل کرنے کی درخواست دی اس وقت ممالیک مصر کی ایک بڑی جماعت بھاگ کر پہنچی ہوئی تھی' انہیں اندیشہ ہوا کہ وہ اس کے ہمراہ سلطان کے دربار میں پیش ہوں گے۔ اس لئے انہوں نے خمیصہ کو اچانک قتل کر دیا اور پھر وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے (سلطان کو قتل کی اطلاع مل گئی تھی) اس نے رمیثہ کو قید سے رہا کر دیا تھا اس لئے سلطان نے اسے اختیار دیا کہ (وہ جسے چاہے قتل کرے) مگر اس نے اپنے بھائی کے اصل قاتل سے انتقام لیا اور باقی افراد کو معاف کر دیا۔

بعد ازاں سلطان نے رمیثہ کو مکہ معظمہ کی طرف بھیج دیا اور اس کے بھائی عطیفہ کے ساتھ مل کر اسے بھی حاکم بنا دیا اور وہ دونوں مل کر حکومت کرنے لگے۔

سلطان کی فریاد رسی: ۷۲۱ھ میں عطیفہ' ینبوع کے حاکم قتادہ کو لے کر بارگاہِ سلطانی میں پہنچا۔ قتادہ اپنے چچازاد بھائی عقیل کے خلاف فریاد لے کر آیا تھا' جس نے اس کے فرزند کو قتل کر دیا تھا۔

سلطان نے اس کی فریاد رسی کی اور اس کی مدد کے لئے فوجیں ارسال کیں۔ اس نے ان دونوں کو انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

شرفاء اور غلاموں کا بلوہ: ۷۳۱ھ میں مکہ معظمہ میں بہت بڑا بلوہ ہوا۔ وہاں کے غلاموں نے امراء اور ترکوں کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا تھا۔ لہٰذا سلطان نے ایدغمش کو بہت بڑے لشکر کے ساتھ بھیجا جسے دیکھ کر) وہاں کے شرفاء اور غلام دونوں بھاگ گئے۔ البتہ رمیثہ (حاکم مکہ) نے حاضر ہو کر اطاعت کا اقرار کیا۔ پھر اس نے حلف اٹھا کر ان واقعات سے اپنی بریت (بے تعلقی) کا اظہار کیا۔ سلطان نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اسے معاف کر دیا۔

اس کے بعد وہ اپنی موت تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد حکومت اور اس کے دونوں فرزند عجلان اور بقیہ کے درمیان گردش کرتی رہی تا آنکہ عجلان خود مختار ہو گیا اور اس کے بعد اب موجودہ زمانے میں اس کی اولاد حکمران ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوڈان اور مالی کے حالات

سوڈان کا ملک مغرب کے صحرا کے قریب پہلی اور دوسری اقلیم میں واقع ہے وہاں کئی قسم کی سیاہ فام قومیں رہتی ہیں۔
بحراوقیانوس کے قریب صوصو کی قوم آباد ہے' جو غانہ کے علاقہ کی حاکم ہے وہ فتوحات کے زمانے میں مسلمان ہو گئے تھے۔

جغرافیہ میں دوجیر کی کتاب کے مؤلف (ادریسی) نے بیان کیا ہے کہ ''بنو عبداللہ بن حسن بن الحسن کی ایک شاخ بنو صالح کی اس علاقہ پر حکومت تھی اور یہ بہت عظیم ملک ہے''۔

اس کے بارے میں ہمیں دوسرے ذرائع سے تحقیق نہیں ہو سکی۔ دوسری بات یہ ہے کہ بنو حسن میں صالح نام کے شخص کا ہمیں علم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اہل خانہ یہ تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ صوصو قوم کے علاوہ اور کوئی خاندان ان کا حاکم رہا تھا۔

صوصو قوم کے مشرق میں مالی قوم ہے' ان کا پایۂ تخت شہر بنی میں ہے' ان کے بعد مشرق کی سمت کوکو قوم ہے ان کے بعد کے علاقے میں تکرور کی قوم ہے' تکرور اور نوبہ کے درمیان کانم وغیرہ کے قبائل ہیں۔

مالی کی وسیع سلطنت: زمانے کے انقلاب کے ساتھ ساتھ حالات بھی بدلتے رہے چنانچہ مالی قوم اپنے پیچھے اور سامنے کے صوصو اور کوکو کے علاقوں پر قابض ہو گئی اور آخر میں وہ تکرور کے علاقوں پر بھی غالب آ گئی اور ان کی سلطنت بہت وسیع ہو تی گئی۔ چنانچہ ان کا پایۂ تخت شہر بنی مغرب میں تمام سوڈان کا پایۂ تخت بن گیا۔ اس قوم نے اسلام بھی قبول کر لیا تھا۔

مالی کے سلاطین کے حج: مالی قوم کے متعدد سلاطین نے حج کیا تھا۔ ان کا سب سے پہلے بادشاہ جس نے حج کیا تھا' برمندار ہے۔ ان کے بعض علماء اس کا نام برمندانہ بتاتے ہیں۔ اس نے حج کرنے کے لئے جو راستہ اختیار کیا تھا۔ اسی کو بعد کے سلاطین نے بھی اختیار کیا۔

(سلطان مصر) ظاہر بیبرس کے زمانے میں جس بادشاہ نے حج کیا تھا' اس کا نام منسا ولی بن ماری جاطہ تھا۔ اس کے بعد ان کے آزاد کردہ غلام صاکورہ نے حج کیا۔ یہ غلام بادشاہ ان کے ملک پر مسلط ہو گیا تھا اور اس نے کوکو کے شہر کو فتح کیا تھا۔

سلطان ناصر کے زمانے میں اور اس کے بعد کے زمانے میں منسا موسیٰ نے حج کیا جیسا کہ بربر سلطنتوں کے حالات میں اس کا تذکرہ کیا جائے گا۔ جب کہ بربر قوم ضہاجہ اور لمتونہ سلطنتوں کا حال بیان کیا جائے گا۔

شاہ تکرور کی تعظیم: جب موسیٰ (منسا) مغرب کے علاقے سے حج کے لئے روانہ ہوا تو اس نے اس صحرا کا راستہ اختیار کیا جو مصر کے اہرام کے پاس سے نکلا۔ اس نے سلطان ناصر کو بہت بڑا تحفہ پیش کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں پچاس ہزار دینار تھے۔ سلطان نے اسے بڑے قبرستان کے قریب کے محل میں ٹھہرایا' جو اس کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ سلطان نے اسے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلس (خاص) میں ملاقات کی اور اس سے گفتگو کر کے اسے انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔ اسے زادِ راہ بھی دیا اور گھوڑے اور خچر بھی پیش کئے۔

سلطان نے (تکرور کے بادشاہ) کے ہمراہ اس کی خدمت کے لئے اپنے افسر بھیجے جو اس کی اس وقت تک خدمت کرتے رہے جب تک کہ اس نے ۷۲۴ھ میں فریضۂ حج ادا کیا اور پھر واپس آیا۔

راہ سے بھٹکنا: اس بادشاہ کو حجاز کے راستے میں ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ جس سے اس نے بڑی مشکل سے جان بچائی وہ پریشانی یہ تھی کہ وہ سفر میں راستہ سے بھٹک گیا۔ وہ اپنی قوم کے ساتھ عرب رہنماؤں سے جدا ہو گیا تھا ان کے لئے یہ راستے نامعلوم تھے۔ لہٰذا نہ تو وہ کسی بستی تک پہنچ سکے اور نہ کوئی پانی کا گھاٹ ملا وہ ایک سمت کی طرف چلتے رہے یہاں تک کہ وہ سویس کے علاقے میں گھس گئے۔ وہاں انہیں مچھلی مل گئی اور وہ اسی کا گوشت کھاتے رہے۔ آخر کار عرب بدوؤں نے انہیں تلاش کر کے اس مصیبت سے نجات دلائی۔

(جب تکرور کا بادشاہ حج سے فارغ ہو کر مصر پہنچا تو) سلطان نے دوبارہ اس کی تعظیم و تکریم کی اور اسے بخشش سے مالا مال کیا۔

قرض لینا: کہا جاتا ہے کہ اس (بادشاہ) نے (اپنے حج) کے اخراجات کے لئے اپنے ملک سے چاندی کی بھری ہوئی سو بوریاں تیار کی تھیں اور ہر بوری میں تین قنطار چاندی تھی' مگر (راستے میں) وہ تمام خرچ ہو گئیں۔ لہٰذا اس نے بڑے بڑے تاجروں سے قرض رقم لی۔ اس کے ہمراہ بنو الکویک کے تاجروں کی جماعت تھی۔ انہوں نے اسے پچاس ہزار دینار قرض دیئے۔ اس نے ان سے وہ محل خرید لیا جو سلطان نے اسے جاگیر کے طور پر دیا تھا۔

سراج الدین کویک نے اس کے ساتھ اس کے وزیر کو بھیجا تا کہ وہ اس کا قرض دیا ہوا مال لوٹا کر لائے مگر وہ وہاں فوت ہو گیا۔ سراج الدین نے پھر اپنا لڑکا بھیجا وہ بھی وہاں مر گیا۔ تاہم اس کا فرزند فخر الدین ابو جعفر کچھ حصہ لے کر آیا۔ مگر منسا موسیٰ اس کی وفات سے پہلے فوت ہو گیا۔ اس لئے وہ اس سے کچھ حاصل نہیں کر سکے۔

یمن کے حالات

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ علی بن رسول یمن کا خود مختار حاکم ہو گیا تھا' وہ اپنے آقا یوسف اتسز بن الکامل بن العادل ایوب کی وفات کے بعد جو مسعود کے لقب سے مشہور تھا' بادشاہ بن بیٹھا۔ اس سے پہلے وہ مسعود کا افسر مال اور اس کی سلطنت کا مختار تھا۔ جب وہ ۶۲۶ھ میں فوت ہوا تو علی بن رسول نے مسعود کے فرزند موسیٰ اشرف کو (برائے نام) بادشاہ مقرر کیا اور خود اس کی نگرانی اور کفالت کرتا رہا۔

اس کے بعد وہ خود یمن کا بادشاہ بن گیا اس کے بعد اس کی اولاد یمن کی سلطنت کی وارث ہوئی اور یہ سلطنت اس کے خاندان میں ابھی تک (تا عہد ابن خلدون) برقرار ہے۔

خانہ جنگیاں: ۷۲۱ھ میں یمن کی سلطنت مجاہد علی بن داؤد المؤید بن یوسف المظفر بن عمر بن منصور بن علی بن رسول کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف منتقل ہوئی۔ اس کے زمانے میں اس کے چچازاد بھائی جلال الدین بن اشرف نے بغاوت کی تو مجاہد اس پر غالب آیا اور اس نے اسے نظر بند کر دیا۔

پھر ۷۲۳ھ میں اس کے چچا منصور نے باغی ہو کر مجاہد کو قید کر دیا۔ جب مجاہد قید سے رہا ہوا تو اس نے اپنے چچا منصور کو نظر بند کر دیا۔

فوجی امداد کی درخواست: ۷۲۴ھ میں منصور کے فرزند عبداللہ الظاہر نے اپنے والد کی طرف سے بادشاہت کا دعویٰ کر دیا اور مجاہد کے ساتھ برسرِ پیکار ہو گیا۔ اس وقت مجاہد نے سلطان مصر ناصر سے فوجی امداد طلب کی' کیونکہ وہ اور اس کی قوم اس کے مطیع اور فرماں بردار تھے۔ وہ اس کے پاس خراج کے طور پر مال و دولت' تحائف اور یمن کی نادر اور عمدہ چیزیں بھیجتے تھے۔

بغاوت کا قلع قمع: لہٰذا سلطان ناصر نے بیبرس حاجب اور طبنال کی زیرِ قیادت جو اس کے عظیم ترین افسروں میں سے تھے' فوج بھیجی۔ چنانچہ جب وہ یمن پہنچے تو عدن کے مقام پر مجاہد نے ان سے ملاقات کی۔ مصری (افسروں نے) فریقین میں صلح کرانے کی کوشش کی' اس شرط پر کہ ظاہر کے پاس اس کا علاقہ رہے' مگر یمن کا بادشاہ مجاہد ہی رہے گا۔ پھر انہوں نے جو فتنہ پرداز تھے انہیں قتل کر دیا اور تمام یمن کے علاقوں میں گشت لگا کر وہاں کے باشندوں کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ مجاہد کے مطیع و فرماں بردار ہو جائیں۔ اس کے بعد وہ بارگاہِ سلطانی کی خدمت کے لئے واپس روانہ ہو گئے۔

شہزادہ احمد کی حکمرانی: جب سلطان ناصر کی سلطنت وسیع اور مستحکم ہو گئی اور اس کی اولاد زیادہ ہو گئی تو اس نے اپنے لڑکے کو حاکم بنانے کا ارادہ کیا تا کہ وہ بھی حکمرانی سے لطف اندوز ہو۔ لہٰذا اس نے اپنے بڑے فرزند احمد کو ۷۲۶ھ میں قلعہ الکرک کا حاکم بنا کر بھیجا اور ان امراء و احکام کی جو شاہی عہدوں پر مقرر تھے' صحیح ترتیب قائم کی۔

شہزادہ احمد نے قلعہ الکرک پہنچ کر وہاں چار سال تک حکومت کی۔ اس کے والد (سلطان ناصر) اپنی زندگی میں اس کو حاکم دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ پھر سلطان نے ۷۳۰ھ میں شہزادہ کو واپس بلا لیا اور اس کے ختنہ کی مسنون رسم ادا کی اور اس تقریب میں ایک جشن منعقد کیا۔ سلطان نے شہزادہ کے ختنے کے موقع پر اپنے امراء اور خواص کے خاص فرزندوں کا انتخاب کیا اور ان کے ختنے بھی کرائے۔

پھر سلطان نے شہزادہ کو اس کے دارالحکومت الکرک واپس بھیج دیا جہاں وہ سلطان ناصر کی وفات تک حکومت کرتا رہا۔

جوبان اور اُس کی اولاد

چونکہ سلطان ابوسعید بن خربندا نوعمر تھا۔ اس لئے تاتاری سلطنت کا نائب حاکم جوبان خود مختار بنا ہوا تھا۔ وہ اس کے والد خربندا کے عہد میں بھی اسی طرح خود مختار تھا۔ جوبان نے اپنے فرزند دمرداش کو بلادِ روم کا حاکم مقرر کر دیا۔

نائب کا قتل: اس کے بعد ان کی شمالی سلطنت کے حاکم ازبک سے خراسان کے معاملے میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ لہٰذا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوبان ۷۲۹ھ میں خراسان کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا اور اس نے بغداد میں سلطان ابوسعید کے پاس اپنے فرزند خواجہ دمشق کو نائب مقرر کیا۔ اس کے دشمنوں نے سلطان سے اس کے خلاف شکایتیں بیان کیں اور اس کے ایسے افعال شنیعہ سے مطلع کیا جسے وہ برداشت نہیں کر سکا۔ لہٰذا اس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

جوبان کی بغاوت اور قتل: اس کے والد جوبان کو یہ اطلاع ملی تو اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ مگر سلطان ابوسعید جلد خراسان پہنچ گیا۔ اس لئے اس کے ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا اور جوبان بھاگ گیا۔ مگر ہرات کے مقام پر پکڑا گیا اور اس کا کام تمام کر دیا گیا۔ تاہم سلطان ابوسعید نے اس کے اہل وعیال کو یہ اجازت دے دی کہ وہ اسے وہاں لے جا سکتے ہیں جہاں اس نے مدفون ہونے کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ وہ اس کی لاش مدینہ منورہ لے گئے مگر انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے لئے حاکم مصر کی اجازت لینی ضروری تھی۔ چنانچہ حاکم مدینہ نے اجازت نہیں دی۔ لہٰذا اسے بقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

دمرداش کا فرار: جب جوبان کے فرزند دمرداش کو جو بلادِ روم کا حاکم تھا' اپنے باپ کے قتل کی اطلاع ملی تو اسے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا لہٰذا وہ مصر بھاگ گیا۔ اس نے اپنے آزاد کردہ غلام ارتق کو شہر کے انتظام کے لئے چھوڑا اور اسے سیواس کے مقام پر ٹھہرایا۔

مصر میں قیام: جب دمرداش دمشق پہنچا تو نائب حاکم اس سے ملاقات کے لئے آیا اور اسے اپنے ہمراہ مصر لے گیا۔ سلطان نے اس کا استقبال کیا اور اس کی تعظیم وتکریم کی۔ اس کے ہمراہ سات افسران تھے اور تقریباً ایک ہزار فوجی سوار تھے۔ سلطان نے ان سب کے ٹھہرنے کا بندوبست کیا اور ان کے لئے وظائف مقرر کر دیئے اور وہ سب اس کے پاس رہنے لگے۔

سلطان ابوسعید کا پیغام: یہاں پہنچنے کے بعد سلطان ابوسعید کے قاصد سلطان کے پاس پہنچے اور اس سے صلح نامہ کی شرائط پورا کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے سلطان کو آگاہ کیا کہ وہ اور اس کا باپ دونوں بدکردار تھے' اور وہ زمین میں فتنہ و فساد کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ لہٰذا وہ شرعی قصاص کے مستحق ہیں۔

سلطان مصر نے یہ پیغام بھجوایا کہ وہ بھی اسی طرح حکم خداوندی کی تعمیل نائب حلب قراسنقر کے بارے میں کرے جو ۷۱۲ھ میں اقوش افرم کے ساتھ خربندا کے پاس بھاگ کر چلا گیا تھا اور اس نے (خربندا کو) ورغلایا تھا کہ وہ شام کے علاقہ پر قبضہ کر لے گا مگر یہ منصوبہ مکمل نہیں ہو سکا اور وہ خربندا کے پاس رہنے لگے تھے۔

خربندا نے اقوش افرم کو ہمدان کا حاکم مقرر کیا تھا اور جب وہ ۷۱۶ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے بجائے اس کے دوست قراسنقر کو ہمدان کا حاکم مقرر کیا تھا۔

قراسنقر کا قتل: جب یہ واقعہ یاد دلایا گیا تو سلطان ابوسعید نے بھی اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو قراسنقر کے بارے میں نافذ کیا۔ کیونکہ یہ لوگ زمین میں فتنہ وفساد برپا کرتے تھے' اس لئے دمرداش اور اس کے ساتھیوں کی طرح ان کو بھی قتل کر دیا گیا۔

سلطان ابوسعید سے مصالحت: اس کے بعد سلطان ابوسعید کا فرزند اپنی قوم کی ایک جماعت کو لے کر سلطان ناصر کے پاس آیا۔ اس نے صلح نامہ کی پابندی کرنے اور سلطان سے سدھیانہ کا رشتہ قائم کرنے پر زور دیا۔ چنانچہ ان لوگوں کے شایانِ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شان ان کی تعظیم و تکریم کی گئی۔

بہر حال ان دونوں بادشاہوں میں خط و کتابت اور تحائف کا تبادلہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ان دونوں نے وفات پائی۔

شام کے عرب قبائل

شام میں مہنا بن عیسیٰ عرب قبائل کا سردار تھا' جو آلِ فضل کہلاتا تھا۔ یہ قبائل شام الجزیرہ نجد و حجاز کے درمیان سفر کیا کرتے تھے۔ ان کے قافلے سال کے دونوں موسموں میں سفر کرتے تھے ان کا نسب نامہ قبیلہ طے تک پہنچتا تھا۔ زبید' کلب' ہذیل اور مذحج کے قبائل ان کے حلیف تھے۔ تاہم طاقت اور تعداد کے لحاظ سے آلِ مراد ان کا مقابلہ کرتا تھا۔

ماہرین انساب کا خیال ہے کہ فضل اور مراد ربیعہ کے فرزند تھے۔ وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ فضل کی نسل آلِ مہنا اور آلِ علی میں منقسم ہے اور آلِ فضل کے تمام افراد حوران کی سرزمین میں آباد تھے مگر آلِ مراد نے ان پر غالب آ کر انہیں وہاں سے نکال دیا۔ لہٰذا وہ حمص اور اس کے گرد و نواح میں مقیم ہو گئے' مگر ان کا حلیف قبیلہ زبید حوران ہی میں مقیم رہا۔ چنانچہ وہ ابھی تک وہیں آباد ہیں اور وہاں سے نہیں گئے ہیں۔

آلِ فضل کا غلبہ: مؤرخین کا بیان ہے کہ آلِ فضل اپنے ملک کے سلاطین سے وابستہ ہو گئے تھے اس لئے انہوں نے آلِ فضل کو عرب قبائل کا سردار بنایا اور انہیں شام و عراق کے درمیان کی گزرگاہوں اور راستوں کو درست رکھنے (اور وہاں امن و امان قائم کرنے) پر مقرر کیا۔ یوں آلِ مراد پر ان کا پلہ بھاری ہو گیا اور شام کے سرد مقامات میں وہ ان پر غالب آ گئے چنانچہ ان کے بدوانہ سفر شام کی سرحدوں کے اندر ہی ہوتے تھے اور وہ قریب کے نخلستانوں اور دیہاتوں کی طرف منتقل ہوتے تھے اور بہت کم جنگلوں میں اقامت اختیار کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے حلیف قبائل مذحج' عامر اور زبید بھی خانہ بدوشوں کی طرح پھرا کرتے تھے۔

بنو حارثہ: ان عرب قبائل میں سے آلِ مراد کے ساتھ جو قبیلہ تعداد اور ساز و سامان کے لحاظ سے زیادہ طاقت ور تھا' وہ قبیلہ طے کی شاخ میں سے بنو حارثہ بن سنبس کا قبیلہ تھا۔ مجھے ان عربوں کے مستند ماہر (نسب) نے یہی بیان کیا ہے۔

بنو حارثہ کا یہ قبیلہ ابھی تک شام کے اونچے ٹیلوں پر مسلط ہے اور وہ آبادی سے باہر رہتا ہے۔

آلِ فضل کی سیادت اس زمانے میں بنو مہنا کو حاصل ہے۔ وہ اپنا نسب نامہ آخر میں سمیع پر ختم کرتے ہیں۔

غلط روایت: ان کے عوام کا یہ بیان ہے کہ سمیع وہ شخص تھا جو جعفر بن یحییٰ برمکی کے تعلق سے مامون الرشید کی ہمشیرہ عباسہ کے ہاں پیدا ہوا تھا مگر ہارون الرشید اور اس کی ہمشیرہ کے بارے میں یہ قول سراسر بہتان ہے۔ اس طرح عرب کے (شریف) قبیلہ طے کے بزرگوں کو عجم کے برمکی غلاموں کے خاندان سے منسوب کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ پھر یہ بات بھی عقل اور وجدان کے خلاف ہے کہ وہ لوگ جو صحیح النسب نہ ہوں وہ اس عرب قبیلہ کے سردار بن جائیں۔

سیادت کا آغاز: ہم اپنے مقدمہ میں اس واقعہ کی تردید کر چکے ہیں کہ بنو مہنا کی سرداری کا آغاز بنو ایوب کی سلطنت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آغاز سے ہوا۔ چنانچہ عماد اصفہانی اپنی کتاب البرق السامی میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

''جب ملک عادل مرج دمشق میں مقیم ہوا تو اس کے ساتھ عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ بھی تھا جو عرب بدوؤں کا سردار تھا اور اس کے ساتھ بہت بڑی جماعت تھی''۔

بنو جراح کی سیادت: اس سے پہلے فاطمی عہدِ حکومت میں عرب بدوؤں کے سردار قبیلہ طے کا ایک خاندان بنو جراح تھا۔ ان کا بزرگ مفرج بن دغفل بن جراح تھا۔ اس کے دائرہ اختیار میں رملہ تھا۔ جب سلاطین بویہ کا آزاد کردہ غلام افتگین عراق میں بختیار سے شکست کھا کر بھاگا تو مفرج اسے گرفتار کر کے (سلطان) المعز کے پاس لے گیا۔ اس (فاطمی سلطان) نے (اس کارنامے پر) اس کا بہت اعزاز و اکرام کیا اور اسے ترقی کے عہدہ پر پہنچایا۔

حسان کے کارنامے: مفرج ۴۰۴ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے یہ چار فرزند تھے: حسان، محمود، علی، جران۔ ان میں سے حسان اس کا جانشین تھا۔ اسے بہت شہرت حاصل ہوئی۔ اس کے فاطمی حکام کے ساتھ مقابلے رہتے تھے۔ یہی وہ شخص تھا جس نے رملہ کو تباہ و برباد کیا اور ان کے سپہ سالار باروق ترکی کو شکست دے کر اسے مار ڈالا تھا اور اس کی عورتوں کو قیدی بنا لیا تھا۔ یہی وہ شخص تھا جس کی تہامی نے مدح کی تھی۔

عبیدی (فاطمی) سلطنت کے مؤرخ مسبحی وغیرہ نے حسان بن مفرج کے رشتہ داروں میں فضل بن ربیعہ بن حازم اور اس کے بھائی بدر بن ربیعہ کا تذکرہ بھی کیا ہے اور غالباً یہ فضل وہی ہے جو آلِ فضل کا جدِ اعلیٰ ہے۔

فضل کے حالات: (مؤرخ) ابن الاثیر کا بیان ہے:

''فضل بن ربیعہ بن حازم کے آباء و اجداد بلقاء اور بیت المقدس کے حاکم تھے، اور یہ فضل کبھی فرنگیوں کی حمایت کرتا تھا اور کبھی مصر کے خلفاء (فاطمی حکام) کا ساتھ دیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سلطنت تتش کا نگران اور دمشق کا حاکم طغرکین اسے ناپسند کرتا تھا اور اس نے اسے شام سے نکال باہر کیا تھا۔ چنانچہ وہ صدقہ بن مزید کے پاس چلا گیا تھا اور اس کا حلیف بن گیا تھا۔ اس نے جب وہ دمشق سے آیا تھا، نو ہزار دینار سے اس کی مدد کی تھی۔

جب ۵۰۰ھ اور اس کے بعد صدقہ بن مزید نے سلطان محمد بن ملک شاہ کے خلاف بغاوت کی اور دونوں برسرِ پیکار ہو گئے تو یہ فضل حاکم موصل، قرواش بن شرف الدولہ مسلم بن قریش اور بعض وہ ترکمانی حکام جو صدقہ بن مزید کے دوست تھے، اکٹھے ہو گئے اور جنگ کے اگلے دستوں میں شریک ہو کر سلطان کی طرف بھاگ گئے۔ سلطان نے ان کا استقبال کیا اور انہیں خلعت عطا کئے۔

سلطان نے فضل بن ربیعہ کو بغداد میں صدقہ بن مزید کے گھر میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد جب سلطان صدقہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا تو فضل نے سلطان سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ جنگل بیابان میں گھس کر صدقہ کا مقابلہ کرے گا۔ سلطان نے اسے اجازت دے دی۔ چنانچہ اس نے انبار کے مقام پر دریا کو عبور کیا اس کے بعد وہ سلطان کے پاس واپس نہیں آیا۔

آلِ جراح سے تعلق: مسبحی اور ابن الاثیر کے بیانات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فضل اور بدر درحقیقت آلِ جراح میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور یہ بھی سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ فضل ان کا جد اعلیٰ ہے۔ کیونکہ نسب نامہ میں وہ فضل بن علی بن مفرج تحریر کرتے ہیں۔ دوسرے (مؤرخین) فضل بن علی بن جراح تحریر کرتے ہیں۔ غالباً انہوں نے ربیعہ کو مفرج کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ بنو الجراح کا بزرگ تھا اور یہ سیدھے سادھے بادیہ نشین عرب اپنے نسب کو محفوظ نہیں رکھ سکے۔

قبیلہ طے کی سیادت: قبیلہ طے کی سرداری کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ (قدیم زمانے میں) قبیلہ طے کا سردار ایاس بن قبیصہ تھا، جو بنو سنبس بن عمرو بن الغوث بن طئی کی نسل سے تھا۔ جب نعمان بن المنذر مارا گیا تو آلِ منذر کے بعد ایران کے کسریٰ نے اسے حیرہ کا بادشاہ بنایا تھا اور اس نے فتح حیرہ کے موقع پر حضرت خالد بن الولید سے مصالحت کی تھی۔

اس کے بعد قبیلہ طئی کی قیادت قبیصہ کے خاندان میں مسلمانوں کے ابتدائی زمانے میں رہی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آلِ فضل اور آلِ جراح انہی کی نسل میں سے تھے اور اگر ان کی نسل منقطع ہوگئی تھی تو یہ دونوں خاندان ان کے قریبی قبیلوں سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ کیونکہ قبیلوں کا سردار انہی بنایا جاتا تھا۔ جو نہایت خالص شریف اور اعلیٰ خاندان کے ہوتے تھے۔

قبیلہ طئی کی تاریخ: ابن حزم نے قبیلہ طئی کے نسب کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے ''جب وہ (قبیلہ طئی) یمن سے نکلے تو وہ کوہ اجاد سلمی کے قریب مقیم ہوئے اور ان دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقہ کو اپنا وطن بنالیا۔ قبیلہ اسد نے ان کے اور عراق کے درمیانی علاقے میں قیام کیا مگر پھر بھی ان (قبیلہ طئی) کی بہت سی شاخیں آباد نہیں ہوسکیں جن میں بنو خارجہ بن سعد ابن عبادہ شامل تھے۔ اس قبیلہ کو جدیلہ کہا جاتا ہے۔ یہ نام اُن کی والدہ کی نسبت سے مشہور ہوگیا تھا جو تیم اللہ کی دختر تھیں۔ جیش اور اسعد بھی ان کے بھائی تھے۔ یہ لوگ فتنہ وفساد کی جنگ میں ان دونوں پہاڑوں کے علاقوں سے کوچ کر گئے تھے اور حلب اور حاضر طئی کے علاقوں میں پہنچ گئے تھے انہوں نے ان شہروں کو اپنا وطن بنایا۔ مگر ان کی ایک شاخ بنو رمان ابن جندب بن خارجہ بن سعد کے افراد ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ہی مقیم رہے۔ لہٰذا کوہستان کے باشندوں کو کوہستانی (جبلیون) اور اہل حلب اور حاضر طئی کے ان قبائل کو میدانی باشندے (سہلیون) کہا جانے لگا''۔

بنو خارجہ سے تعلق: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شام میں بنو الجراح اور آل فضل کے جو قبائل تھے ان کا تعلق بنو خارجہ کے قبیلے سے تھا اور یہی وہ افراد تھے جن کے بارے میں ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ وہ حاضر طئی تھے اور حلب کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ کیونکہ بنو الجراح فلسطین میں مقیم تھے۔ لہٰذا یہ مقامات قبیلہ کے اصل وطن کو اجاد سلمی کی بہ نسبت ان کے لئے زیادہ قریب تھے۔ بہر حال خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے نسب کو کون سی شاخ سے تعلق قائم کرنا زیادہ صحیح ہوسکتا ہے۔

آلِ فضل کی امارت: اب ہمیں آلِ فضل کی سرداری کا حال بیان کرنا چاہئے۔ ان کی سرداری کا آغاز ایوبی سلطنت سے ہوا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ ہم نے عماد کاتب اصفہانی کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ ملک عادل ایوبی کے زمانے میں ان عربوں کا امیر عیسیٰ بن محمد بن ربیع تھا۔ اس کے بعد حسام الدین مانع بن حذیفہ ہوا۔ وہ ۶۳۰ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند مہنا (امیر عرب) مقرر ہوا۔

جب مصر کا تیسرا سلطان قطز بادشاہ ہوا اور اس نے تاتاریوں کے قبضہ سے شام کا ملک حاصل کر لیا اور تاتاری لشکر کو عین جالوت کے مقام پر شکست دی تو اس نے سلمیہ کا علاقہ مہنا بن مانع کو حاکم حماۃ منصور بن مظفر کی عملداری سے نکال کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دیا۔ مہنا کی تاریخ وفات کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

عیسیٰ بن مہنا: جب مصر کے ترکوں کی سلطنت وسیع اور مستحکم ہوگئی اور سلطان ظاہر مستعصم کے چچا خلیفہ حاکم کو بغداد رخصت کرنے کے لئے دمشق کی طرف روانہ ہوا تو اس وقت اس نے عیسیٰ بن مہنا بن مانع کو عرب قبائل کا امیر مقرر کیا اور راستوں کی حفاظت کے لئے اس نے اسے بہت سی جاگیریں عطا کیں اور اس کے چچازاد بھائی زامل بن علی بن ربیعہ کو اس کی سرکشی اور بغاوت کی وجہ سے قید کر دیا۔

عیسیٰ بن مہنا بن مانع نے عربوں کو اچھی طرح قابو کر لیا کیونکہ وہ اپنے والد کے برخلاف ان پر نرمی کرتا رہا۔ اس وجہ سے عرب قبائل اس کے زمانے میں درست رہے۔ البتہ جب سنقر اشقر بھاگ کر ان کے پاس آیا تو انہوں نے ابغا (تاتاری سلطان) سے خط و کتابت شروع کر دی اور اسے ملکِ شام فتح کرنے پر آمادہ کرنے لگے۔

مہنا ثانی: جب عیسیٰ بن مہنا ۶۸۴ھ میں فوت ہو گیا تو منصور قلادن نے اس کے فرزند مہنا ثانی کو (امیر عرب) مقرر کیا۔ پھر جب اشرف بن قلادن شام کی طرف روانہ ہوا اور حمص کے مقام پر اس نے قیام کیا تو مہنا ثانی بن عیسیٰ اپنی قوم اور جماعت کے ساتھ اس سے ملاقات کے لئے آیا۔ اس وقت اس نے مہنا ثانی اور اس کے فرزند موسیٰ اور اس کے دونوں بھائیوں محمد و فضل بن عیسیٰ بن مہنا کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا جہاں وہ قید خانے میں رہے۔

جب کتبغا عادل تخت سلطنت پر ۶۹۴ھ میں بیٹھا تو اس نے مہنا اور اس کے ساتھیوں کو رہا کر دیا اور اس کو (امیر عرب کے عہدہ پر) بحال کر دیا۔

مہنا ثانی کی مخالفت: سلطان ناصر کے زمانے میں اسے (مصری سلاطین سے) نفرت اور مخالفت رہی وہ عراق کے تاتاری بادشاہوں کا حامی تھا اسی لئے وہ غازان کی جنگوں میں بالکل شریک نہیں ہوا۔

جب سنقر اقوش افرم اور ان دونوں کے ساتھیوں نے ۷۱۲ھ میں بغاوت کا اعلان کیا تو (یہ عرب قبائل (ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور وہ اس کے پاس سے خربندا (تاتاری بادشاہ) کے پاس چلے گئے۔ وہ خود بھی سلطان سے ناراض رہا اور اپنے قبیلے ہی میں مقیم رہا۔ کبھی سلطان سے ملاقات کرنے کے لئے نہیں گیا۔

فضل کا تقرر: مہنا ثانی کا بھائی فضل ۷۱۲ھ میں سلطان کے پاس وفد لے کر گیا تو سلطان نے اس کی ملاقات کا حق ادا کیا اور اس کے بھائی مہنا ثانی کے بجائے اسے عربوں کا امیر مقرر کیا اور مہنا ادھر ادھر مارا مارا پھرتا رہا۔ پھر وہ ۷۱۶ھ میں شاہ تاتار خربندا کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اس کا استقبال کیا اور عراق میں اسے جاگیر بھی عنایت کی۔

مہنا ثانی کی بحالی: جب اسی سال خربندا فوت ہو گیا تو مہنا ثانی اپنے قبائل کے پاس لوٹ آیا اور اس نے اپنے دونوں فرزند احمد و موسیٰ اور اپنے بھائی محمد بن عیسیٰ کو سلطان ناصر کے پاس معافی منگوانے کے لئے بھیجا۔ سلطان نے ان کا استقبال کیا اور انہیں قصر ابلق میں ٹھہرایا اور ان پر بہت احسانات کئے۔ اس نے مہنا ثانی کو معافی دے دی اور اس کو اس کے عہدے پر اور جاگیر پر بحال کیا یہ واقعہ ۷۱۷ھ میں ہوا۔

اسی سال اس کے فرزند عیسیٰ بن مہنا اور اس کے بھائی محمد اور آلِ فضل کی ایک بڑی تعداد نے جو بارہ ہزار افراد پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتمل تھی، حج کیا۔

آلِ فضل کی جلا وطنی: مہنا اس کے بعد پھر اپنی فطری سازشوں میں مشغول ہوگیا۔ اس نے تاتاریوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا اور انہیں شام پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کرتا رہا۔ جب لگاتار اس کا یہی رویہ رہا تو نہ صرف سلطان مصر اس پر ناراض ہوگیا بلکہ اس کی تمام قوم اور قبائل اس کے خلاف ہو گئے۔ چنانچہ جب ۷۲۰ھ میں سلطان حج سے واپس آیا تو اس نے اس کے خلاف شام کے حکام کو احکام صادر کر دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام شہروں سے آلِ فضل کو نکال دیا گیا' اور ان کے ہم پلہ خاندانِ آلِ علی کو ان کا قائم مقام مقرر کیا گیا۔

نیا سردار: چنانچہ محمد بن ابی بکر کو ان عرب قبائل کا سردار مقرر کیا گیا اور جو جاگیریں مہنا اور اس کے فرزندوں کو دی گئی تھیں، وہ محمد بن ابی بکر اور اس کے فرزند کی طرف منتقل کر دی گئیں۔

دوبارہ واپسی: مہنا کچھ مدت تک ادھر ادھر پھرتا رہا' پھر ۷۳۱ھ میں حاکم حماۃ افضل بن مؤید کو سفارشی بنا کر سلطانِ مصر کے پاس پہنچا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ سلطان نے اسے معاف کر دیا اور اس کی جاگیر اور عہدہ کی طرف اسے لوٹا دیا۔

مہنا کی خودداری: مجھے مصر کے بعض بزرگوں نے جو اس کی ملاقات کے وقت موجود تھے یا اس وقت کے حالات انہوں نے سنے تھے' یہ بیان کیا ہے کہ مہنا ثانی نے اس ملاقات کے موقع پر بھی سلطان کی کوئی چیز قبول کرنے سے پرہیز کیا۔ یہاں تک کہ اس نے خود اپنی اونٹنیوں کو دودھ کر صرف ان کا دودھ پیا۔ اس نے وہاں کے کسی حاکم یا امیر کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا اور نہ ان سے کوئی چیز طلب کی۔

دیگر امرائے عرب: پھر مہنا ثانی اپنے قبائل کے پاس آ گیا اور ۷۳۴ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند مظفر الدین موسیٰ جانشین مقرر ہوا۔ وہ سلطان ناصر کی وفات کے بعد ۷۴۳ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کا جانشین اس کا بھائی سلیمان مقرر ہوا۔ سلیمان بھی فوت ہوگیا تو اس کے بجائے اس کے چچا فضل بن عیسیٰ کا فرزند شرف الدین عیسیٰ امیر مقرر ہوا۔ وہ بھی ۷۴۴ھ میں بیت المقدس کے مقام پر فوت ہوگیا۔ اسے حضرت خالد بن ولید کے مزار کے پاس دفن کیا گیا۔

مہنا سوم: اس کا جانشین اس کا بھائی سیف الدین بن فضل ہوا۔ مگر سلطان کامل بن ناصر نے ۷۴۶ھ میں اسے معزول کر کے اس نے اس کے بجائے مہنا سوم بن عیسیٰ کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ اس کے زمانے میں سیف بن مہنا نے لشکر کشی کی۔ فیاض بن مہنا نے اس کا مقابلہ کیا تو سیف بن مہنا کو شکست ہوگئی۔

خیار بن مہنا: جب سلطان حسین بن ناصر بیقاروس کی زیرِ کفالت تھا تو اس نے اپنی سلطنت کے پہلے دور میں احمد بن مہنا کو امیر مقرر کیا۔ یوں (بھائیوں کی) خانہ جنگی رفع ہوگئی۔ جب وہ بھی ۷۴۹ھ میں فوت ہوگیا تو اس کا جانشین اس کا بھائی فیوض بن مہنا مقرر ہوا۔ جب وہ بھی ۷۶۲ھ میں فوت ہوگیا تو اس کا جانشین خیار بن مہنا مقرر ہوا۔ اسے سلطان حسین بن ناصر نے اپنی سلطنت کے دوسرے دور میں مقرر کیا تھا۔

وہ ۷۶۵ھ میں باغی ہوگیا اور بھاگ کر جنگل بیابانوں کے کھلے میدانوں میں مقیم رہا۔ آخر کار حماۃ کے نائب حاکم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کے بارے میں سفارش کی تو اسے اُس کے عہدہ پر بحال کیا گیا۔

خیار بن مہنا نے ۷۷۰ھ میں دوبارہ بغاوت کی' لہٰذا سلطان اشرف نے اس کے بجائے اس کے چچازاد بھائی زامل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو (امیر عرب) مقرر کیا۔

زامل کی بغاوت: زامل (بھی باغی ہوگیا اور وہ) حلب کے علاقوں میں گھس آیا۔ وہاں اس کے ساتھ قبیلہ بنوکلاب وغیرہ شامل ہو گئے اور انہوں نے شہروں میں فتنہ وفساد برپا کرنا شروع کر دیا۔

اس زمانے میں حلب کا حاکم قشتمر منصوری تھا' وہ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور ان کے خیموں کے پاس پہنچ کر ان کے مویشی ہنکالایا۔ جب وہ ان کے خیموں کے سامنے پہنچا تو عرب قبائل نے جان کی بازی لگا کر اس کا مقابلہ کیا۔ اور اس کی فوجوں کو شکست دے دی۔ اس جنگ میں قشتمر اور اس کا فرزند مارے گئے اور خود زامل (امیر عرب) نے انہیں قتل کیا اور پھر علمِ بغاوت بلند کرتا ہوا وہ چٹیل بیابانوں میں گھس گیا۔

اب اس کے بجائے معیقیل بن فضل بن عیسیٰ کو امیر مقرر کیا گیا۔ اس نے ۷۷۱ھ میں سلطان کو پیغام بھیجا اور خیار بن مہنا کے لئے پناہ طلب کی تو سلطان نے اسے پناہ دے دی۔ پھر خیار بن مہنا بھی سلطان کے پاس ۷۷۵ھ میں آیا تو سلطان نے خوش ہو کر اسے اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

آخری امیر: جب ۷۷۷ھ میں وہ فوت ہوگیا تو اس کا بھائی قارہ اس کا جانشین مقرر ہوا۔ جب وہ بھی ۷۸۱ھ میں فوت ہوگیا تو اس کا جانشین معیقیل بن فضل بن عیسیٰ اور زامل بن موسیٰ بن مہنا دونوں کو مقرر کیا گیا۔ ایک سال کے بعد ان دونوں کو ان کے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور ان کا جانشین بصیر بن جبار بن مہنا کو مقرر کیا گیا اس کا اصلی نام محمد تھا موجودہ زمانے (ابن خلدون کا عہد) میں وہی آلِ فضل اور تمام قبائل طے کا امیر ہے۔

ہلاکو خاندان کا خاتمہ

عراق کا تاتاری بادشاہ سلطان ابوسعید بن خربند ۷۳۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے بیس سال حکومت کی تھی۔ چونکہ اس کی اولاد نہ تھی اس لئے اس کے مرنے کے بعد ہلاکو کی نسل کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور عراق کی سلطنت پر دوسرے لوگوں کا قبضہ ہو گیا۔ دوسرے ممالک میں بھی تاتاری سلطنت انتشار کا شکار ہو گئی۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

جب بغداد میں سلطان حسن انہی کی نسل میں سے خودمختار بادشاہ ہو گیا تو اس کے برخلاف بہت سے دعوے دار پیدا ہو گئے۔ اس لئے اس نے سلطان ناصر کی وفات سے پہلے اپنے قاصد اس کے پاس بھیجے اور اس سے فوجی امداد طلب کی۔ اس نے بغداد اس کے حوالے کرنے اور فوجوں کو یرغمال کے طور پر رکھوانے کا وعدہ بھی کیا۔ بشرطیکہ وہ اس کے دشمنوں کا خاتمہ کرے۔ سلطان نے اس کی شرائط منظور کر لی تھیں مگر وہ جلد ہی فوت ہو گیا۔ اس لئے یہ کام پورا نہ ہو سکا۔

شاہ مغرب اقصیٰ سے تعلقات: اس زمانے میں خاندان بنومرین کا بادشاہ مغرب اقصیٰ (مراکش) میں طاقتور ہو گیا تھا۔ اس وقت سلطان ابو یوسف یعقوب بن عبدالحق کی اولاد میں سے سلطان ابوالحسن علی بن عثمان مغرب اقصیٰ کا بادشاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس کے اپنے پڑوسی سلطنت سے تعلقات خراب تھے۔ اس لئے اس نے مغرب اوسط کے علاقے پر حملہ کر دیا' جو اس کی دشمن قوم زناقہ کے ماتحت تھا اور اس وقت بنو عبدالواد کا بادشاہ ابوتاشفین عبدالرحمٰن بن موسیٰ وہاں کا بادشاہ تھا۔ اس کا پایۂ تخت تلمسان تھا۔

مغرب اقصیٰ کے بادشاہ نے وہاں پہنچ کر شہر پر منجنیقیں نصب کرا دیں اور فصیل کے چاروں طرف باڑ لگوا دی' تا کہ غلہ اور خوراک وہاں نہ پہنچ سکے۔ پھر اس نے ایک ایک شہر کر کے تمام علاقے فتح کر لئے اور آخر میں بماہ رمضان المبارک ۷۳۷ھ میں پایۂ تخت کو بھی زبردستی فتح کر لیا مخالف فوج منتشر ہوگئی اور شاہی محل کے دروازے کے قریب ہی اس کا بادشاہ بھی مارا گیا جیسا کہ آگے چل کر ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بعد ازاں شاہ موصوف نے اس فتح کا حال سلطان ناصر کو لکھ بھیجا اور تحریر کیا کہ ان فتوحات کے بعد حاجیوں کی آمد و رفت کی رکاوٹ دُور ہوگئی اور اب وہ حاجیوں کے راستوں کی سہولت کا پورا پورا انتظام کرے گا۔

ہمشیرہ شاہ کا حج: مغرب اقصیٰ کے بادشاہ نے اپنی ہمشیرہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب وہ تلمسان کا شہر فتح کر لے گا تو وہ اسے حج کرنے کے لئے روانہ کرے گا۔ لہٰذا جب یہ شہر فتح ہوگیا اور وہاں سے اس کے دشمن کا خاتمہ ہوگیا تو اس کی ہمشیرہ نے اپنے شایانِ شان حج کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔

مغرب کی سوغاتیں: بادشاہ نے اس کے ہمراہ سلطان ناصر حاکم مصر کے لئے نہایت شاندار تحائف بھیجنے کا ارادہ کیا۔ ان میں پانچ سو نہایت عمدہ اصیل مغربی گھوڑے بہ ساز و سامان اور عمدہ ترین زین اور لگام سمیت شامل تھے' ان کے علاوہ تلواریں اور مغرب کی مختلف نادر سوغاتیں بھی تھیں۔ نیز ریشمی اونی اور سوتی کپڑے اور چمڑے کی مصنوعات بھی شامل تھیں۔ تحائف میں انواع و اقسام کے موتی' یاقوت اور جواہرات بھی تھے۔ یہ سب دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔

مغربی قافلہ کی آمد: شاہ مغرب نے سلطان مشرق کو مغرب کے حالات بھی تحریر کئے تھے اور عظیم شاہی مہمان خاتون کے ہمراہ قوم کے اکابر وزراء اور بادشاہ کی درباری شخصیتیں بھی تھیں۔

یہ تمام مہمان سلطان ناصر کی خدمت میں ۷۳۸ھ میں پہنچے۔ سلطان نے انہیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا اور اپنے شاہی اصطبل سے اونٹ اور اونٹنیوں کے علاوہ تیس شاہی خچر بھیجے تا کہ وہ دریائے نیل سے ان کے تحائف لے کر آئیں۔

مغربی مہمانوں کا استقبال: پھر سلطان نے ان کے اعزاز میں ایک دن دربار منعقد کیا جو قابل دید تھا۔ اس دن وہ مہمان سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنے تحائف پیش کئے۔ سلطان نے وہ تحفے اہل دربار میں تقسیم کر دیئے اور صرف موتی اور یاقوت اپنے لئے مخصوص رکھے۔

اس کے بعد سلطان نے ان مہمانوں کو اپنے مختلف محلوں میں نہایت عزت اور احترام کے ساتھ ٹھہرایا۔ یہ محل نہایت عمدہ فرش اور ساز و سامان سے آراستہ تھے۔ سلطان نے ان پر بے حد بخشش کی اور بکثرت زادِ راہ ان کے لئے مہیا کیا۔

سلطان نے اپنے خاص اُمراء و حکام کو ان کے ہمراہ روانہ کیا تا کہ وہ اس سال نہایت سہولت کے ساتھ فریضۂ حج

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا کر سکیں۔

تحائف کا تبادلہ: جب وہ بارگاہِ سلطانی میں واپس آئے تو سلطان نے بھی شاہِ مغرب کے لئے عمدہ تحائف روانہ کئے جو مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل تھے: (۱) اسکندریہ کا تیار کیا ہوا ریشمی لباس بھیجا اور ہر سال بھیجنے کا حکم دیا۔ یہ لباس اس زمانے کی قیمت کے لحاظ سے پچاس ہزار دینار کا تھا۔

(۲) شام کے کارخانوں میں بنے ہوئے تیار شاہی خیمے جن میں جداگانہ گھر اور گنبد بنے ہوئے تھے اور وہ میخوں اور لکڑیوں سے جڑے ہوئے گشتی خیمے اور چلتے پھرتے گنبد نما محل تھے۔ ان خیموں کا اندرونی حصہ عراقی ریشم کے کپڑوں کا بنا ہوا اور بیرونی حصہ عمدہ سوتی کپڑے کا نہایت کاریگری سے بنا ہوا تھا اور دیکھنے میں یہ نہایت شاندار معلوم ہوتے تھے۔ دھوپ سے بچانے کے لئے نہایت عمدہ قسم کے چتر بھی بنے ہوئے تھے۔

(۳) نہایت شاندار اور عمدہ شاہی گھوڑے تھے جن کی زینیں اور لگامیں سونے چاندی کی بنی ہوئی تھیں اور وہ موتیوں اور نگینوں سے مرصع تھے۔ ان گھوڑوں کے ساتھ ان کی خدمت کے لئے سائیس بھی تھے' جو ان کی اچھی طرح سے خبرگیری کرتے تھے۔

جب یہ تحفے سلطان مغرب کی خدمت میں پہنچے تو وہ ان سے بہت متاثر ہوا اور اس نے اپنے قاصدوں کے ذریعہ شکریہ کے خطوط بھیجے۔ یوں ان دونوں بادشاہوں کے درمیان خلوص و محبت کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم ہوئے اور ان میں آخری وقت تک تحفوں کا تبادلہ ہوتا رہا۔

خلفاء کے حالات

یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ظاہر نے خلیفہ راشد کی اولاد میں سے مصر میں خلافت قائم کی تھی کیونکہ وہاں بغداد سے ایک شخص پہنچا تھا جس کا نام احمد بن محمد تھا۔ اس کا نسب نامہ خلیفہ راشد تک پہنچتا تھا۔ چنانچہ ۶۶۰ھ میں بیعت لے کر اسے خلیفہ تسلیم کیا گیا اور اس کا لقب الحاکم رکھا گیا۔ وہ بدستور خلیفہ رہا۔ یہاں تک کہ ۷۰۱ھ میں وہ فوت ہو گیا۔

اس نے اپنے فرزند سلیمان کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ لہٰذا سلطان ناصر کے ارکان سلطنت نے جو خلافت کے منتظم تھے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کا لقب المستکفی رکھا۔ وہ سلطان ناصر کے پورے عہد میں خلیفہ رہا۔

نظر بندی اور جلاوطنی: ۷۳۶ھ میں سلطان کے پاس اس کے فرزندوں کے بارے میں شکایت پہنچی تو سلطان نے ناراض ہو کر اسے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اُسے لوگوں سے ملاقات کرنے سے روک دیا۔ وہ پورے ایک سال تک نظر بندی کی حالت میں رہا۔ پھر اسے رہا کر دیا اور وہ اپنے گھر میں رہنے لگا۔ اس کے بعد دوبارہ اسے اس کے فرزندوں اور اس کے تمام رشتہ داروں کو جلاوطن کر کے قوص بھیج دیا۔ چنانچہ خلیفہ وہیں مقیم رہا اور ناصر کی وفات سے پہلے ۷۴۰ھ میں وہیں فوت ہو گیا۔

واثق کا تقرر: خلیفہ نے اپنے فرزند احمد کو خلافت کے لئے ولی عہد بنایا تھا اور اس کا لقب حاکم رکھا تھا۔ مگر سلطان ناصر نے اسے جانشین مقرر نہیں کیا' کیونکہ اسے زیادہ تر اسی ولی عہد کے بارے میں شکایات موصول ہوتی تھیں۔ لہٰذا اس نے مستکفی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اس کے چچا زاد بھائی ابراہیم بن محمد کو خلافت کے لئے نامزد کیا اور اس کا لقب واثق رکھا۔ مگر وہ چند مہینوں کے بعد فوت ہو گیا۔

احمد کا تقرر: اس کے بعد ارکان سلطنت نے خلیفہ مستکفی کی وصیت پر عمل کرنے کا متفقہ فیصلہ کیا اور انہوں نے اس کے فرزند احمد کے ہاتھ پر بیعت کر کے ۷۴۱ھ میں اسے خلیفہ مقرر کیا۔ وہ ۷۵۳ھ تک خلیفہ رہا۔

اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی ابوبکر خلیفہ مقرر ہوا۔ اس کا لقب معتضد تھا۔ وہ دس سال تک خلیفہ رہا اور ۷۶۳ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند محمد خلیفہ مقرر ہوا۔ اس کا لقب متوکل تھا۔

تنکز کا عروج وزوال

تنکز (سابق سلطان) لاشین کا آزاد کردہ غلام تھا جسے سلطان ناصر بہت پسند کرتا تھا۔ اس نے اسے اپنا مقرب بارگاہ بنا لیا۔ وہ اس کے ساتھ تاتاریوں کے برخلاف جنگوں میں بھی شریک ہوا تھا اور جب سلطان کو معزول کیا گیا تو وہ معزولی کے زمانے میں اس کے ساتھ قلعہ الکرک گیا اور وہیں اس کی خدمت میں مشغول رہا۔

دمشق کا حاکم: جب سلطان (بحال ہو کر) اپنے پائے تخت واپس آیا اور اپنی سلطنت کا انتظام سنبھال لیا تو اس نے اپنے پسندیدہ حکام کو صوبائی حکومتوں کے عہدے دیئے۔ جب اس نے تنکز کو دمشق کا نائب حاکم اور بلادِ روم کا نگران مقرر کیا تو اس نے ملطیہ کا علاقہ فتح کیا اور ارمینیہ پر حملے کرتا رہا۔

وہ اکثر سلطان کے پاس مشورہ کے لئے مصر پہنچتا تھا' جہاں سلطان اس سے مشورہ کیا کرتا تھا اور اکثر وہ اہم کاموں میں گفت وشنید کرنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ اسے بلواتا تھا۔ کیونکہ وہ تاتاریوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں بہت ماہر تھا۔

جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا اور ہلاکو خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تو بغداد اور تورین کا انتظام خراب ہو گیا۔ یہ دونوں پڑوسی سلطنتیں تھیں اور دونوں نے سلطان سے فوجی امداد کی درخواست کی تھی۔

ان میں سے کوئی تنکز سے ناراض ہو گیا اور اس نے سلطان کو یہ اطلاع دی کہ تنکز اسے فریب دے رہا ہے اور اس کے ساتھ بے وفائی کر کے اس کے دشمنوں کے ساتھ سازش کر رہا ہے۔

لہٰذا سلطان نے اس کے بارے میں تحقیقات شروع کر دی۔ اس سے پہلے سلطان اپنی بیٹی کا رشتہ اس سے کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے دوادار باجار کو بھیجا کہ وہ اسے نکاح کی تقریب کے لئے بلا لائے۔ وہ ہمسری اور غیرت کی وجہ سے اس کا دشمن تھا۔ اس لئے اس نے اس کی بے وفائی اور مکروفریب کا تذکرہ کر کے اسے سلطان کے خطروں سے آگاہ کیا اور (دمشق ہی میں) رہنے کا مشورہ دیا۔

تنکز کی گرفتاری: اب سلطان ناصر نے صفد کے نائب حاکم طشتمر کو پیغام بھیجا کہ وہ دمشق پہنچ کر تنکز کو گرفتار کر لے۔ چنانچہ اس نے وہاں جا کر اسے ۷۴۰ھ میں گرفتار کر لیا۔ تنکز نے دمشق میں اٹھائیس سال تک حکومت کی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان ناصر نے اپنے آزاد کردہ غلام بشتمک کو فوج دے کر دمشق بھیجا۔ چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر اس کے تمام مال و دولت کو ضبط کر لیا۔ اس کے پاس اس قدر مال و دولت تھی کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اسے بیڑیوں میں جکڑ کر مصر لایا گیا جہاں اسے اسکندریہ میں قید کر دیا گیا اور قید خانے ہی میں اسے قتل کر دیا گیا۔

سلطان ناصر کی وفات

سلطان ناصر محمد بن قلادن ماہ ذوالحجہ میں ۷۴۱ھ کے آخر میں طبعی موت فوت ہوا۔ اس کی موت سے تھوڑے عرصہ پہلے اس کا فرزند انوک فوت ہو گیا تھا' جسے اس نے صبر و شکر کے ساتھ برداشت کیا۔

وہ مصر کا سب سے زیادہ خود مختار اور بہترین بادشاہ تھا۔ اگر اس کی حکومت کا اس وقت سے شمار کیا جائے جب کہ وہ طغفا کے زیر نگرانی بادشاہ بنا تھا تو اس کی مدتِ حکومت اڑتالیس سال ہوتی ہے اور اگر بیبرس کے بعد اس وقت سے اس کا شمار کیا جائے جب کہ وہ خود مختار بادشاہ ہو گیا تھا اور کوئی اس کا حریف نہ رہا تھا تو اس کی مدت حکومت بتیس سال ہے۔

ناصر کے حکام

نائب السلطنت: اس کے دور حکومت میں صرف تین افراد اس کے نائب مقرر ہوئے تھے۔ سب سے پہلے بیبرس دوادار مؤرخ نائب ہوا۔ اس کے بعد بکتمر جوکندار نائب مقرر ہوا۔ پھر ارغون دوادار نائب ہوا۔ اس کے بعد سلطان نے کسی کو نائب مقرر نہیں کیا اور اس کے آخری زمانے تک یہ عہدہ خالی رہا۔

چیف سیکرٹری: سلطان ناصر کے دوادار (چیف سیکرٹری) بالترتیب مندرجہ ذیل حضرات تھے:

(۱) ایدمر (۲) سلار (۳) حلی (۴) یوسف بن الاسعد (۵) بغا (۶) طاجار۔

ناصر کے کاتب: اس کے کاتب (سیکرٹری) اس ترتیب سے تھے:

(۱) شرف الدین بن فضل اللہ (۲) علاء الدین بن الامیر (۳) محی الدین بن فضل اللہ (۴) شہاب الدین بن محی الدین (۵) علاء الدین بن محی الدین۔

ناصر کے قاضی: اس کے دور میں پہلے قاضی (مشہور عالم) تقی الدین بن دقیق العید تھے۔ پھر بدر الدین بن جماعہ قاضی مقرر ہوئے۔

اس (تاریخی) کتاب میں عہدیداروں کے نام بیان نہیں کیے جاتے ہیں۔ مگر ان عہدوں کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ ناصر کی سلطنت بہت بڑی تھی اور اس کا عہد حکومت بھی طویل تھا۔ اس کے زمانے میں ترکوں کی سلطنت بہت مستحکم ہو گئی تھی۔

کاتبوں کا ذکر قاضیوں سے پہلے اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ وہ سلطان کے مددگار ہوتے ہیں۔ تاہم قاضیوں کا مرتبہ ان سے اعلیٰ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو حاکموں کی کش مکش جب سلطان کا مرض شدید ہو گیا تو اس کا عظیم ترین حاکم قوصون جلدی سے اپنے مسلح غلاموں کو لے کر شاہی محل میں داخل ہوا۔ اس کے ہم پلہ حاکم بشتک تھا۔ اسے اس کے بارے میں شک وشبہ ہوا۔ لہٰذا اس نے بھی اپنے ساتھیوں کو مسلح کر لیا اور ان دونوں کے درمیان مقابلہ شروع ہو گیا۔

بشتک نے پوشیدہ طور پر سلطان سے اس کی شکایت کی تو سلطان نے ان دونوں کو بلوا کر ان میں مصالحت کرا دی۔ سلطان نے پہلے یہ ارادہ کیا کہ قوصون کو اپنا جانشین بنائے مگر وہ باز رہا۔ پھر وہ اپنے فرزند ابو بکر کو جانشین بنا کر فوت ہو گیا۔

(اس کے مرنے کے بعد امراء میں اختلاف رائے ہوا) بشتک اس کے دوسرے فرزند احمد حاکم الکرک کو جانشین بنانا چاہتا تھا مگر قوصون سلطان کی وصیت کو پورا کرنے پر مصر تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

سلطان ناصر کے جانشین

ابوبکر کی بادشاہت: آخرکار بشتک بھی قوصون کی رائے سے متفق ہو گیا اور ابوبکر کے ہاتھ پر (بادشاہت کی) بیعت کی گئی اور اس کا لقب منصور رکھا گیا' مگر سلطنت کا انتظام قوصون اور اس کے ساتھی قطلو بغا فخری کے ہاتھوں میں تھا۔

نئے حکام کا تقرر: ان دونوں (سربراہوں) نے سلطان کا نائب طقز مرد کو مقرر کیا اور حلب کا حاکم طشتمر کو بنا کر بھیجا اور حمص کا حاکم طغرائی کے بجائے اخضر کو مقرر کیا گیا۔ البتہ کتبغا صالحی کو دمشق کا حاکم برقرار رکھا۔

قوصون اور قطلو بغا نے حکومت کے کاموں میں بشتک کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ اس لئے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے مطالبہ کیا کہ اسے دمشق کا حاکم مقرر کیا جائے کیونکہ جب وہ تنکز کا مال و جائیداد ضبط کرنے کے لئے دمشق گیا تھا تو اسے یہ علاقہ بہت پسند آیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا۔ مگر جب وہ رخصت ہونے کے لئے آیا تو قطلو بغا فخری نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد اسے اسکندریہ بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ نظر بند رہا۔

سلطان ابوبکر کی معزولی: ادھر سلطان ابوبکر عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا اور سلطنت کے انتظام سے الگ ہو گیا۔ وہ رات کے وقت بھیس بدل کر شہر کی گلیوں میں پھرنے لگا اور عام رعایا سے گھل مل گیا۔

ارکانِ سلطنت نے اس کے اس رویہ کو بہت ناپسند کیا' لہٰذا قوصون اور قطلو بغا نے ستاون دنوں (تقریباً دو مہینے) کے بعد اسے معزول کر دیا اور اسے قوص کے مقام پر بھیج دیا۔

کجک اشرف کی بادشاہت: اب ارکان سلطنت نے اس کے بھائی کجک کو حاکم مقرر کیا اور اس کا لقب اشرف رکھا گیا۔ انہوں نے طقز مرد کو بھی نائب سلطان کے عہدہ سے معزول کر دیا اور قوصون خود اس عہدہ پر فائز ہو گیا انہوں نے طقز مرد کو حماۃ کا نائب حاکم بنا کر بھیجا اور وہاں کے حاکم افضل بن المؤید کو الگ کر دیا۔ یوں ایوبی خاندان کا وہاں سے خاتمہ ہو گیا۔

انہوں نے طاجادوادار کو بھی گرفتار کر کے اسکندریہ بھیجا۔ جہاں وہ سمندر میں ڈوب گیا۔ انہوں نے اسکندریہ کے قید خانے میں بشتک کو قتل کرنے کے لئے بھی ایک آدمی بھیجا۔

امرائے شام کی بغاوت: جب شام کے امراء کو یہ اطلاع ملی کہ قوصون مصر کی سلطنت کا مطلق العنان حاکم بن گیا ہے تو وہ اس سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے احمد بن الناصر کو بادشاہ بنانے کا عزم مصمم کر لیا۔ وہ ان دنوں قلعہ الکرک میں مقیم تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لٰہذا حاکمِ حمص طشتمر اور حاکمِ حلب اخضر نے اس سے خط وکتابت کی اور اس سے بادشاہ بننے کی درخواست کی۔

یہ اطلاع مصر بھی پہنچ گئی تھی۔ اس لئے قطلو بغا فوجیں لے کر قلعہ الکرک کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ دمشق کے حاکم طبغا صالحی کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی اس لئے وہ بھی لشکر لے کر حلب کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ وہ طشتمر (حاکم حمص) اور اخضر (حاکم حلب) کو گرفتار کر سکے۔

احمد بن الناصر کی حمایت: قطلو بغا فخری بذاتِ خود اپنے ساتھی قوصون سے تنگ آیا ہوا تھا۔ وہ اس پر بھی حاوی ہو چکا تھا۔ اس لئے جب وہ فوجیں لے کر مصر سے روانہ ہوا تو اس نے احمد بن الناصو کی بادشاہت کو تسلیم کر کے اسے الکرک پیغام بھجوا دیا تھا۔ جب وہ شام پہنچا تو اس نے دمشق احمد کی بادشاہت کا اعلان کیا اور طقر مرد نائب حماۃ کو بھی پیغام بھجوایا۔ چنانچہ اس نے اس کا پیغام منظور کر لیا اور اس کے پاس پہنچ گیا۔ یہ اطلاع دمشق کے حاکم طبغا کو اس وقت ملی جب کہ وہ حلب کا محاصرہ کر رہا تھا۔ لٰہذا اس نے محاصرہ ہٹا لیا۔ قطلو بغا نے اسے بھی احمد کی بادشاہت کے حق میں دعوت دی مگر اس نے انکار کیا۔ لٰہذا اس کے ساتھیوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ مصر چلا گیا۔

بادشاہت کا اعلان: اب قطلو بغا فخری شام کے پورے ملک پر قابض ہو گیا تھا وہ احمد کی بادشاہت کا اعلان کر رہا تھا۔ اس نے امرائے مصر کو بھی یہ دعوت دی۔ چنانچہ وہ بھی احمد کے حامی ہو گئے۔

چنانچہ امرائے مصر میں سے ایدغمش‘ اقسنقر سلاری‘ غازی اور دیگر حضرات احمد بن ناصر کی حمایت کے لئے اکٹھے ہوئے۔ سلطنت کے سربراہ کو ان کے بارے میں شک وشبہ ہوا اور اس نے انہیں گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ طبغا یحیاوی نے اپنے ساتھیوں سے جو اس کے پاس تھے مشورہ کیا مگر انہوں نے اسے دھوکا دیا۔

ایدغمش اصطبل کے قریب اس کے پاس تھا‘ وہ امیر ماصور یہ تھا۔ لٰہذا جب یہ لوگ سوار ہو کر نکلے تو قوصون نے بھی سوار ہونے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے اس کے ساتھ بے وفائی کر کے اسے جانے سے روکا۔ پھر ان کے ساتھ خود سوار ہو کر نکلا اور شور وغل مچایا۔

بلوہ اور فساد: اس نے عوام کو چیخ کر ورغلایا کہ وہ قوصون کے گھروں کو لوٹ لیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کے گھروں کو لوٹ کر تباہ و برباد کر دیا۔ انہوں نے ان حماموں کو بھی برباد کر دیا جو اس نے قبرستان کے پاس قلعہ کے نیچے بنوائے تھے۔ پھر انہوں نے وہاں کے شیخ شمس الدین اصفہانی کو بھی لوٹ لیا اور ان کے کپڑے اتار لئے۔ پھر یہ بلوائی شہر پہنچے اور وہاں بھی عام لوگوں کے گھروں کو نقصان پہنچایا۔ وہ حنفی قاضی حسام الدین غوری کے گھر میں بھی گھس گئے اور انہیں لوٹ کر ان کے اہل و عیال کو قید کر لیا۔

قاضی کے گھر بلوائیوں کو وہ شخص لے کر گیا جو کسی مقدمہ کی وجہ سے ان سے عداوت رکھتا تھا۔ یوں اس حرکت سے ان لوگوں کی رسوائی ہوئی۔

قوصون کی گرفتاری اور موت: پھر ایدغمش اور اس کے ساتھی قلعہ میں گھس گئے اور انہوں نے قوصون کو گرفتار کر کے اسکندریہ بھیجا جہاں وہ قید خانے ہی میں فوت ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوصون نے امراء کی ایک جماعت کو طبغا صالحی کے استقبال کے لئے روانہ کیا تھا۔ لہٰذا قراسنقر سلاری ان کے تعاقب میں روانہ ہوا اور انہیں اور صالحی کو گرفتار کر لیا اور ان سب کو ۷۴۵ھ کے بعد اسکندریہ بھیجا۔

اس کے بعد نہایت سرعت کے ساتھ احمد بن الناصر کو تمام حالات سے مطلع کیا گیا۔ پھر امراء و حکام کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے مقید کر دیا گیا۔

سلطان احمد کی حکومت

سلطان احمد قلعہ الکرک سے ماہِ رمضان میں ۷۴۲ھ میں مصر پہنچا تو اس کے ہمراہ نائب حاکم حمص طشتمر اور نائب حاکم حلب اخضر اور قطلو بغا فخری آئے۔ اس نے (آتے ہی) طشتمر کو مصر کا نائب مقرر کیا اور قطلو بغا فخری کو دمشق کا نائب حاکم بنا کر بھیجا۔ ایک مہینے کے بعد سلطان احمد نے اخضر کو گرفتار کر لیا اور ایدغمش اور اقسنقر سلاری کو بھی گرفتار کیا۔ پھر ایدغمش کو حلب کا حاکم بنایا۔

جب قطلو بغا فخری کو دمشق پہنچنے سے پہلے یہ خبریں ملیں تو اس نے حلب کی طرف راستہ بدل دیا۔ فوجوں نے اس کا تعاقب کیا مگر اسے گرفتار نہیں کر سکیں۔

امراء کی بے اعتمادی: ایدغمش کو حلب میں گرفتار کر کے مصر بھیج دیا گیا جہاں وہ طشتمر کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ یوں امراء اور حکام ایک دوسرے کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور سلطان بھی ان سے بیزار ہو گیا۔

احمد کا الکرک میں قیام: جب امراء اور حکام سلطان سے بیزار ہو گئے اور وہ بھی انہیں شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنے لگا تو وہ اپنی بادشاہت کے تین مہینے کے بعد قلعہ الکرک کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ اپنے ساتھ طشتمر اور ایدغمش کو بھی نظر بندی کی حالت میں لے گیا۔ خلیفہ حاکم بھی اس کے ہمراہ گیا۔

ادھر صفد کا نائب حاکم بیبرس احمد کا باغی ہو کر دمشق چلا گیا جہاں کوئی منظم حکومت قائم نہ تھی۔ تاہم فوجوں نے اس کا استقبال کیا اور اسے اپنے پاس ٹھہرایا۔ سلطان نے اس کی گرفتاری کا حکم صادر کیا تو اس کے ماتحت افراد نے تعمیل حکم سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مصر کے بادشاہ کی اطاعت کی جاتی ہے۔ الکرک کے حاکم کا حکم قابل تعمیل نہیں ہے۔

شام میں بے چینی: سلطان احمد نے الکرک میں بہت عرصہ تک قیام کیا جس سے شام کے علاقے میں بے چینی پھیل گئی۔ لہٰذا مصر کے امراء و حکام نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اپنے پائے تخت واپس آ جائے مگر سلطان نے انکار کیا اور یہ جواب بھیجا۔

''یہ بھی میری مملکت کا حصہ ہے۔ مجھے اختیار ہے کہ میں اس کے کسی شہر میں جہاں چاہوں قیام کروں''۔

اس کے بعد اس نے طشتمر اور ایدغمش فخری کو (جو قید کی حالت میں اس کے ہمراہ گئے تھے) قتل کرا دیا۔

صالح اسماعیل کی تخت نشینی: (اس واقعہ کے بعد) مصر کے امراء و حکام کا اپنے بزرگ بیبرس علائی اور ارغون کاملی کی قیادت میں ایک اجتماع ہوا جس میں سلطان احمد کو معزول کر کے اس کے بھائی اسماعیل کو ماہ محرم ۷۴۳ھ میں تخت نشین کیا گیا اور اس کا لقب صالح رکھا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے اقسنقر سلاری کو حاکم مقرر کیا اور ایدغمش ناصری کا حلب کی حکومت سے دمشق کی حکومت پر تبادلہ کیا اور اس کے بجائے حلب کا حاکم طقز مرد کا مقرر کیا۔ پھر اس نے ایدغمش کو دمشق کی حکومت سے معزول کر دیا اور اس کے بجائے طقز مرد کا تقرر کیا اور حلب کا حاکم طقبغا ماردانی کو مقرر کیا۔ جب ماردانی فوت ہو گیا تو اس کے بجائے طقبغا یحیاوی کو مقرر کیا۔ اس کے بعد تمام انتظامی معاملات درست ہو گئے۔

رمضان کی بغاوت اور قتل بعد ازاں چند غلاموں نے رمضان بن ناصر کو بھڑکایا کہ وہ اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کرے۔ انہوں نے اسے مدد دینے کا وعدہ بھی کیا۔ مگر جب وہ سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے وعدہ خلافی کی۔ اب کچھ دیر تو وہ اپنے غلاموں کے درمیان کھڑا رہا جو اس کی حمایت میں نعرے لگاتے رہے۔ پھر وہ قلعہ الکرک کی طرف فرار ہو گیا۔ فوج نے اس کا تعاقب کیا اور تیز رفتاری کے ساتھ اسکا پیچھا کر کے اسے گرفتار کر لیا جب وہ اسے لے کر آئے تو مصر میں وہ مارا گیا۔

اس کے بعد سلطان صالح بہت سے امراء سے بدگمان ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے نائب اقسنقر سلاری کو گرفتار کر کے اسکندریہ بھجوا دیا۔ جہاں اس کا کام تمام کر دیا گیا۔ اس کے بجائے انجاع الملک کو نائب السلطنت مقرر کیا گیا۔

قلعہ الکرک کا محاصرہ ۷۴۴ھ میں سلطان نے قلعہ الکرک کا محاصرہ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں تو اس وقت سلطان احمد کے کچھ فوجی دستے الکرک سے بھاگ کر مصر پہنچ گئے۔

۷۴۵ھ میں الکرک کے محاصرہ کے لئے جو امرائے مصر آخر میں روانہ ہوئے تھے وہ قماری اور مساری تھے۔ یہ لوگ سلطان احمد کا محاصرہ کر کے اس کے گھر میں گھس گئے تھے اور پکڑ کر اسے قتل کر دیا۔

سابق سلطان احمد کا قتل سلطان احمد مصر کے پائے تخت میں تین مہینے اور چند دن مقیم رہا۔ پھر وہاں سے وہ ۷۴۳ھ میں بماہ محرم قلعہ الکرک منتقل ہو گیا تھا۔ آخر کار اس کا محاصرہ کر کے اسے قتل کر دیا گیا۔

اس کے زمانے میں طقبغا ماردانی نائب حاکم حلب فوت ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس کے بجائے طقبغا یحیاوی کو حاکم مقرر کیا گیا۔ سیف الدین طرائی جاشنگیر طرابلس کا نائب حاکم تھا۔ اس کے بجائے اقسنقر ناصری کو مقرر کیا گیا۔

سلطان صالح کی وفات سلطان صالح اسماعیل ۷۴۶ھ میں اپنی طبعی موت فوت ہوا۔ اس نے تین سال اور تین مہینے حکومت کی۔

الکامل کی بادشاہت

اس کا بھائی زین الدین شعبان تخت نشین ہوا' اس کا لقب الکامل تھا۔ اس کی سلطنت کا انتظام ارغون حلاوی کے سپرد تھا اور وہی مصر کا نائب السلطنت تھا' انجاح الملک کو پہلے صفد بھیجا گیا۔ پھر اسے راستے ہی میں گرفتار کر کے دمشق لایا گیا۔ وہاں سے اسے قماری الکبیر کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے اسے اسکندریہ کے قید خانے کی طرف روانہ کر دیا۔

اس نے نائب حاکم دمشق طقز مرد اور تکبک اشرف بن الناصر کو جسے قوصون نے بادشاہ بنایا تھا اور پھر وہ معزول کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا بلوالیا۔ انجاح الملک جو کندار دمشق کے قید خانے میں فوت ہو گیا۔

سلطان الکامل کا قتل: سلطان الکامل نے اپنے ارکان سلطنت پر بہت مظالم برپا کرنے شروع کر دیئے تھے کیونکہ اسے یہ خیال تھا کہ وہ اس پر پابندی کرا دیں گے۔ لہٰذا مصر و شام کے امراء و حکام نے آپس میں خط و کتابت کر کے فیصلہ کیا کہ اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

چنانچہ ۷۴۷ھ میں طنبغا یحیاوی اور اس کے ساتھیوں نے دمشق میں علم بغاوت بلند کیا' وہ لشکر لے کر مصر پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

سلطان الکامل نے منجو یوسفی کو ان کی جاسوسی کے لئے بھیجا تو یحیاوی نے اسے قید کر لیا۔ جب یہ خبر سلطان کامل کو ملی تو اس نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں اور حاجی بن الناصر اور امیر حسین کو قلعہ میں بند کر دیا۔

ادھر مصر کے امراء و حکام بغاوت کے لئے اکٹھے ہو گئے اور وہ سب ایدمر حجازی اقسنقر ناصری اور ارغون شاہ کی قیادت میں قبۃ النصر کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے مقابلے کے لئے سلطان الکامل نے اپنے موالی کو اپنے نائب ارغون علادی کی سرکردگی میں بھیجا۔ اس خانہ جنگی میں ارغون علادی میں مارا گیا۔

سلطان الکامل شکست کھا کر شاہی قلعہ واپس آ گیا۔ وہ پوشیدہ طور پر خفیہ دروازہ سے قلعہ میں داخل ہوا۔ اس نے اپنے دونوں بھائیوں کے قید خانے کا قصد کیا تا کہ ان دونوں کو قتل کر دے' مگر خدام اس راہ میں حائل ہوئے اور انہوں نے ان کے دروازے بند کر لئے۔

سلطان الکامل نے (مال و دولت کے) ذخیرے نکال کر لے جانے کا ارادہ کیا۔ مگر (باغی فوجیں) جلد قلعہ میں داخل ہو گئیں اور آتے ہی وہ حاجی بن الناصر کو قلعہ کے قید خانے سے نکال کر لائے اور اسے تخت نشین کرایا۔

پھر انہوں نے الکامل کو تلاش کیا اور اس کی لونڈیوں کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو انہوں نے اس کا پتہ بتایا۔ چنانچہ اسے (پوشیدہ مقام سے نکال لیا گیا اور) حاجی کے قید خانے میں اسے بند کر دیا گیا اور دوسرے دن اس کا کام تمام کر دیا گیا۔

مظفر حاجی کا عہدِ حکومت

اب (دوسرے بھائی) امیر حسین کو بھی رہا کر دیا گیا اور مظفر حاجی کی سلطنت کا انتظام ارغون شاہ حجازی کے سپرد کیا گیا اور طقتمر احمدی کو حلب کا نائب حاکم اور صلاحی کو حمص کا نائب حاکم مقرر کیا گیا۔

الکامل کے تمام موالی کو قید کر دیا گیا۔ پھر الکامل کے گھر سے ایک صندوق نکالا گیا جس کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ اس میں سحر و طلسمات کے اثرات ہیں۔ لہٰذا تمام امراء کے سامنے اسے جلا دیا گیا۔

ظلم و استبداد کا طریقہ: اس کے بعد مظفر حاجی نے بھی ظلم و استبداد کا وہی طریقہ اختیار کیا جو اس کے بھائی کا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی تخت نشینی کے چالیس دن کے بعد حجازی اور ناصری کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔ اس نے ارغون شاہ کو بھی گرفتار کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسے صغد کا نائب حاکم بنا کر بھیج دیا۔

اس نے طقتمر احمدی کے بجائے حلب کا نائب حاکم تدمر بدری کو مقرر کیا اور اپنا نائب الحاج ارطائی کو مقرر کیا۔

یحیاوی کی بغاوت: جب اس کے ظلم واستبداد کا طریقہ حد سے بڑھ گیا تو مصر وشام کے امراء و حکام بدگمان ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۷۴۸ھ میں یحیاوی نے بغاوت کی اور اس بغاوت میں شام کے حکام شامل ہو گئے۔

ناکام سازش: جب یہ خبر مصر پہنچی تو وہاں کے حکام نے بھی حملہ کرنے کی سازش کی۔ جب سلطان مظفر حاجی کو یہ اطلاع ملی تو اس نے آدھی رات کو اپنے موالی کو سوار کرا کر قلعہ کا گشت کرایا اور امراء کو دوسرے دن شاہی محل میں بلوایا۔ چنانچہ جس کسی پر مخالفت کا الزام تھا ان سب کو اس نے گرفتار کر لیا۔ ان میں سے کچھ امراء جب بھاگ گئے تو شہر کے اندر سے انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان سب کو گرفتار کر کے اسی رات قتل کر دیا گیا۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو شام کی طرف روانہ کیا گیا مگر وہ راستے ہی میں قتل کر دیئے گئے۔

دوسرے دن سلطان حاجی نے اُن (مقتول) حکام کے بجائے پندرہ حکام کا تقرر کیا۔

جب یہ اطلاع شام پہنچی تو یحیاوی غلط فہمی کا شکار ہو گیا۔ اس نے کئی حکام کو گرفتار کیا۔

یحیاوی کا قتل: سلطان مظفر کو جب طغیا یحیاوی کی بغاوت کی خبر ملی تو اس نے اپنے خاص حاکم اطیبقا کو شام بھیجا تاکہ وہ رائے عامہ کا اندازہ لگائے۔ چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر عوام الناس کو سلطان مظفر کی اطاعت پر آمادہ کیا اور انہیں یحیاوی کے خلاف اس قدر بھڑکایا کہ (انہوں نے مشتعل ہو کر) یحیاوی کو قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر مصر بھیجا۔

یوں (سلطان کے خلاف) بغاوت کا فتنہ رفع ہو گیا اور سلطان مظفر کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

کبوتر بازی پر ملامت: ۷۴۸ھ میں جب جبقا (شام سے مصر کی طرف) لوٹا تو اس نے دیکھا کہ مصر کے حکام سلطان مظفر (کی بری عادتوں سے) پریشان تھے۔ وہ اس کی کبوتر بازی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے جبقا کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اس کی (یہ بری عادت) چھڑا دے۔

لہٰذا جبقاء سلطان پر بہت ناراض ہوا۔ پھر اس کے حکم سے تمام کبوتر ذبح کر دیئے گئے اس وقت سلطان نے جبقا سے کہا:

''میں تمہارے اچھے افراد اسی طرح ذبح کروں گا جس طرح تم نے (میرے یہ) کبوتر ذبح کئے ہیں''۔

امراء کی بغاوت: جبقا اس کی اس بات سے بہت پریشان ہوا اور صبح سویرے امرائے مصر اور نائب السلطنت بیقاروس کے پاس پہنچا۔ ان سب نے سلطان کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا اور وہ سب قبۃ النصر کی طرف روانہ ہوئے۔ سلطان مظفر بھی اپنے موالی اور اپنے حامی امراء کو لے کر پہنچا مگر وہ بھی اس کے خلاف ہو گئے تھے اور اس کی معزولی پر سب متفق تھے۔ سلطان نے امیر شیخو اکو بھیجا تاکہ وہ انہیں ٹھنڈا کرے، مگر وہ سب اس کو معزول کرنے پر مُصر تھے۔ لہٰذا وہ یہی اطلاع لے کر آیا۔

سلطان مظفر کا قتل: (یہ حالت دیکھ کر) سلطان نے جنگ شروع کر دی۔ آغاز جنگ ہی میں سلطان کے ساتھی حکام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باغیوں کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد بیقاروس نے سلطان پر حملہ کیا تو اس کے ساتھیوں نے اسے اس کے حوالے کر دیا اس وقت بیقاروس نے قلعہ کے باہر اس کی والدہ کے مزار کے قریب سلطان کو ذبح کر ڈالا اور وہیں اُسے دفن کر دیا گیا۔

حسن ناصر کی حکومت

یہ لوگ اسی سال ماہِ رمضان میں قلعہ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے پورا دن بادشاہ کے انتخاب کے بارے میں مشورہ کرنے میں گزارا۔ (جب بہت دیر ہو گئی تو) اکثر موالی بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور سوار ہو کر قبۃ انصر کی طرف جانے لگے ۔ (یہ صورتِ حال دیکھ کر) تمام امراء نے حسن بن الناصر کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے والد کے لقب کے مطابق اس کا لقب بھی الناصر رکھا۔ اس نے اپنے بھائی حسین اور اپنے موالی کو اپنے ساتھ رکھا اور وہ مال و دولت جو باہر نکال گئی تھی' خزانہ میں داخل کی گئی۔

حسن ناصر کے حکام: سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے چھ حکام کی ایک کمیٹی قائم کی گئی وہ حکام یہ تھے: (۱) شیخو (۲) طاز (۳) جبقا (۴) احمد شادی (۵) شرنخاناہ (۶) ارغون اسماعیلی۔

ان سب کا سردار بیقاروس تھا جو قاسمی کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے مظفر کی حکومت کے دونوں سربراہوں یعنی حجاز اور اقسنقر کو قلعہ کے قید خانے ہی میں قتل کر دیا اور خود بیقاروس مصر کا نائب السلطنت مقرر رہوا۔

ارقطائی اور ارغون شاہ تدمربدری کے بجائے حلب کے نائب حاکم مقرر ہوئے۔ بعد میں یحیاوی کے مقتول ہونے کی وجہ سے اسے دمشق کا حاکم مقرر کیا گیا اور اس کے بجائے ایاس ناصر کو حلب کا حاکم مقرر کیا گیا۔

اب بیقاروس نے اپنے ساتھی احمد شادی شرنخاناہ کو گرفتار کر لیا اور اسے صفد کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس نے جبقا کو بھی اپنی مجلس سے الگ کر کے اسے طرابلس کا نائب حاکم بنا کر بھیجا اور ارغون اسماعیلی کو حلب کا نائب حاکم مقرر کیا۔

اسی سال مہنا بن عیسیٰ (امیر عرب) نے بغاوت کی اور جنگ میں اسے شکست ہوئی۔ اس کے بعد اس کا بھائی احمد سلطان کے پاس آیا تو اسے امیر عرب مقرر کیا گیا۔ یوں عربوں کا فتنہ وفساد دور ہو گیا۔ اس کے بعد جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بھائی فیاض (امیر عرب) مقرر ہوا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

ارغون شاہ کا قتل: اس کے بعد ایک عجیب و غریب واقعہ یہ رونما ہوا کہ جب جبقا کو طرابلس کا نائب حاکم بنا کر بھیجا گیا تو

۵۰ کے ھ میں وہ ایاس الحاجب کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ وہ حلب کا نائب حاکم مقرر ہوا تھا۔

جب وہ دمشق پہنچے تو جبقا کو یہ اطلاع ملی کہ ارغون شاہ نے دمشق کے ارکان سلطنت کی خواتین کی تحریک پر اس کے حرم (خواتین) کی بے عزتی کی ہے۔ (جبقا یہ خبر سن کر بہت مشتعل ہوا لہٰذا) وہ رات کے وقت اس کے گھر پہنچا۔ جب ارغون شاہ باہر نکلا تو اس نے اس کو پکڑ کر اسی وقت ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد اس نے (جعلی) شاہی حکم جاری کیا۔ جس میں ان لوگوں اور امراء کی حمایت کی گئی تھی۔ پھر وہ اس کا عمدہ مال و سامان نکال کر طرابلس روانہ ہو گیا۔

قاتلوں کی گرفتاری اور قتل: اس کے بعد مصر سے (شاہی) حکم آیا کہ جبقا کا تعاقب کیا جائے۔ اس حکم میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جعلی) حکم نامہ کی تردید کی گئی تھی جو انہوں نے جاری کیا تھا۔ لہٰذا دمشق سے فوجیں روانہ ہوئیں اور انہوں نے جبقا اور ایاس حاجب کو طرابلس میں گرفتار کر لیا اور انہیں مصر لے آئے' جہاں وہ دونوں قتل کر دیئے گئے۔

ارغون شاہ کے بجائے شمس ناصری دمشق کا نائب حاکم مقرر ہوا اور ارغون کافلی کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ یہ تمام کارروائی ماہ جمادی الاوّل ۷۵۰ھ میں مکمل ہوئی۔

ارغون شاہ کے حالات: ارغون شاہ دراصل چین کا باشندہ تھا جو بغداد کے تاتاری بادشاہ سلطان ابوسعید کو پیش کیا گیا تھا۔ اس نے اسے امیر خواجہ کو عطیہ کے طور پر دیا جو امیر جوبان کا نائب تھا۔ امیر خواجہ نے اسے سلطان ناصر کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ سلطان کے دربار میں اس نے بہت ترقی کی۔ یہاں تک کہ سلطان نے اس کا نکاح امیر عبدالواحد کی دختر سے کر دیا۔

سلطان الکامل نے اسے استاذار (افسر مال) مقرر کیا۔ سلطان مظفر کے عہد میں اس کا درجہ بہت بلند ہو گیا۔ چنانچہ پہلے اسے صفد کا نائب حاکم اور پھر اسے حلب کا حاکم مقرر کیا گیا۔

جب طبغا یحیاوی جو دمشق کا حاکم تھا۔ جبقا کی شکایت پر قید کیا گیا تو ارغون شاہ کو دمشق کا حاکم مقرر کیا گیا۔

بیقاروس کی اسیری: سلطان حسن نے بھی ظلم واستبداد کا رویہ اختیار کیا۔ اس نے اپنے افسر مال منجک یوسفی اور سلحدار کو بیقاروس اور اس کے ساتھیوں کے مشورہ کے بغیر گرفتار کر کے مقید کر دیا۔

منجک' بیقاروس کا خاص آدمی تھا اور اس کا بھائی بھی اس کے ساتھ تھا اب بیقاروس کو اپنا معاملہ بھی مشتبہ نظر آیا۔ لہٰذا اس نے اور طاز نے سلطان سے حج کرنے کی اجازت طلب کی تو دونوں کو اجازت مل گئی۔ مگر سلطان نے پوشیدہ طور پر طاز کو یہ ہدایت کی کہ وہ بیقاروس کو (آگے چل کر) قتل کر دے۔

آخر کار وہ دونوں (حج کے لئے) روانہ ہو گئے۔ جب وہ ینبوع کے مقام پر پہنچے تو طاز نے بیقاروس کو گرفتار کر لیا۔ بیقاروس نے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے حج ادا کرنے کے لئے بیڑیوں میں جکڑ کر آزاد چھوڑ دے۔ (اس نے ایسا ہی کیا) جب اس نے مراسم حج ادا کئے اور وہ واپس آنے لگے تو طاز نے سلطان کے حکم کے مطابق اسے قلعہ الکرک کے مقام پر مقید کر دیا۔

بیقاروس کو بعد میں رہا کر کے اسے حلب کا نائب حاکم مقرر کیا گیا' مگر وہاں اس نے بغاوت اختیار کی' جیسا کہ آگے چل کر ہم بیان کریں گے۔

جب بیقاروس کی اسیری کی خبر احمد شادی شرنخاناہ کو صفد کے مقام پر موصول ہوئی تو اس نے بھی پھر علم بغاوت بلند کیا۔ سلطان نے اس کے برخلاف فوجیں بھیجیں اور اسے گرفتار کر کے مصر لایا گیا' جہاں اسے اسکندریہ کے مقام پر قید کر دیا گیا اور اس کے بجائے امرائے مصر میں سے مغطائی حاکم مقرر ہوا۔

شاہ یمن کی گرفتاری اور رہائی: ۷۵۱ھ میں جب کہ طاز حج کرنے کے لئے آیا ہوا تھا' شاہ یمن مجاہد علی بن داؤد المؤید بھی حج کرنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس کے بارے میں عوام میں یہ خبر گشت کر رہی تھی کہ وہ غلاف کعبہ لینا چاہتا ہے۔ مصر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حاجیوں کے وفد نے اہل یمن کی اس حرکت کو ناپسند کیا۔ لہٰذا حاجیوں کے قافلوں میں اس پر جنگ ہوئی۔ اس زمانے میں بیقاروس مقید تھا' لہٰذا اسے رہا کر کے اسے گھوڑے پر سوار کرلیا گیا۔ اس نے اس ہنگامہ میں بہت بہادری کا ثبوت دیا۔ مجاہد کو شکست ہوئی' یمن کے حاجیوں کو لوٹ لیا گیا اور مجاہد کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا گیا' جہاں وہ مقید رہا تا آنکہ سلطان صالح کے دور میں ۷۵۲ھ میں اسے رہا کیا گیا۔

بیقاروس کو بھی (اس خانہ جنگی کے بعد) مقید کردیا گیا۔

جب (شاہ یمن) مجاہد کو رہا کیا گیا تو اس کے ہمراہ قشتمر منصوری کو بھیجا گیا تا کہ وہ اسے (صحیح سالم) اس کے ملک واپس پہنچا دے۔ جب وہ ینبوع کے مقام پر پہنچا تو یہ خبر اڑ گئی کہ مجاہد نے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا۔ لہٰذا قشتمر منصوری نے اسے دوبارہ گرفتار کر کے قلعہ الکرک میں مقید کردیا۔ اس کے بعد اسے رہا کر کے اسے اس کے ملک واپس بھیج دیا گیا۔

سلطان حسین صالح کی حکومت مصر

جب سلطان حسن نے بیقاروس کو گرفتار کر کے قید کردیا اور اپنے ارکان سلطنت سے بدسلوکی کرنے لگا اور مغلطائی کو ترقی دے کر اس سے خصوصی تعلقات قائم کرلئے تو امرائے مصر اس سے سخت ناراض ہوئے اور وہ سازشیں کرنے لگے۔ ان کے سرغنہ طاز نے امراء کو ملا کر بغاوت کا ارادہ کیا۔ آخر میں بیقوشمسی نے بھی اس کی حمایت کی اور وہ سب اسے معزول کرنے پر متفق ہوگئے۔

جب وہ ماہ جمادی الاولیٰ ۷۵۲ھ میں سوار ہوکر (بغاوت کے ارادے سے) نکلے تو کسی نے ان کی مزاحمت نہیں کی۔ وہ قلعہ میں داخل ہوگئے جہاں طاز نے حسن الناصر کو گرفتار کر کے قید کرلیا اور اس کے بھائی حسین کو قید خانے سے نکال کر اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اس کا لقب صالح رکھا اور خود طاز نے سلطنت کا بوجھ سنبھالا۔

اس نے بیقوشمسی کو امیر بنا کر دمشق بھیجا اور بیقر کو امیر بنا کر حلب بھیجا اور اب تن تنہا حکومت کرنے لگا۔

(یہ حال دیکھ کر) دیگر ارکانِ سلطنت اس سے حسد کرنے لگے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوگئے۔ ان کی قیادت مغلطائی' منکلی اور بیقا قمری کے ہاتھ میں تھی۔ لہٰذا یہ سب اکٹھے ہوکر اور جنگ کے لئے سوار ہوکر قبۃ النصر کی طرف روانہ ہوگئے۔

امیر طاز اور سلطان صالح بھی اپنی فوجیں لے کر حملہ آور ہوئے اور ان کا شیرازہ منتشر کردیا اور قتل عام کیا۔ پھر مغلطائی اور منکلی کو گرفتار کر کے اسکندریہ میں مقید کردیا۔

اس نے منجک اور شیخو کو رہا کردیا اور اسے فوجوں پر اپنا نائب مقرر کیا اور حکومت میں بھی اپنا شریک کار بنایا۔

اب سیف الدین ملائی کو نائب السلطنت مقرر کیا گیا اور سرغتمش کو خصوصی طور پر ترقی دی گئی۔ دمشق کے نائب حاکم شمسی محمدی کو گرفتار کر کے اس کا تبادلہ کیا گیا کیونکہ اس کا ارغون کاملی سے تعلق تھا۔

بیقاروس کو قلعہ الکرک سے رہا کیا گیا اور اسے حلب بھیج دیا گیا۔ منجک (ترقی دینے کے باوجود) مخالف ہوگیا اور قاہرہ میں کہیں چھپ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیقاروس کی بغاوت: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیقاروس کو حج کے راستے میں قلعہ الکرک کے مقام پر قید کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد طاز نے اسے رہا کر کے حلب کا حاکم مقرر کیا۔ جب وہ حاکم مقرر ہو گیا تو اس کے دل میں امیر طاز کے خلاف رشک وحسد پیدا ہوا اور وہ خود مختار حاکم ہو کر حکومتِ مصر کا مخالف ہو گیا۔

عرب و ترکمان کی حمایت: اس نے شام کے حکام سے سازش کی' چنانچہ بالکمش نائب حاکم طرابلس اور احمد شادی شرنخاناہ نائب حاکم صفد اس کے حامی ہو گئے مگر ارغون کاملی نائب حاکم دمشق اس کا مخالف رہا اور حکومت کا مطیع اور وفادار رہا۔

انہوں (باغیوں) نے ماہِ رجب ۷۵۳ھ میں شیخو اور سرغتمش کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد بیقاروس نے عرب اور ترکمان قبائل کو بھی دعوت دی کہ وہ اس کی حمایت کریں چنانچہ خیار بن مہنا جو عرب قبائل کا سردار تھا اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی حمایت کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اسی طرح قراجا بن العادل بھی اپنی فوجوں سمیت اس کا حامی ہو گیا۔

دمشق پر قبضہ: (ان تمام تیاریوں کے بعد) بیقاروس (تمام متحدہ فوجوں کو لے کر) حلب سے دمشق (فتح کرنے) کے لئے روانہ ہوا۔ دمشق کا نائب حاکم ارغون (یہ خبر سن کر) غزہ کی طرف بھاگ گیا اور جبقا عادلی کو اپنا جانشین بنایا۔

جب بیقاروس دمشق پہنچا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا' البتہ قلعہ مسخر نہیں ہو سکا۔ لہٰذا اس نے اس کا محاصرہ کیا اور اس کی فوجیں آس پاس کے دیہاتوں میں لوٹ مار کرتی رہیں۔

شاہی لشکر کشی: اس اثناء میں سلطان صالح اور مصری حکام فوجیں لے کر اسی سال کے ماہِ شعبان میں روانہ ہوئے۔ سلطان اپنے ہمراہ خلیفہ معتضد ابوالفتح ابوبکر بن المستکفی کو بھی لے گیا تھا۔ جب یہ فوجیں روانہ ہو رہی تھیں تو منجک بھی کسی گھر سے برآمد ہوا جو ایک سال سے پوشیدہ تھا۔ سرغتمش نے اسے اسکندریہ بھیج دیا۔

بیقاروس کا فرار: جب بیقاروس کو مصر سے سلطان اور اس کے لشکر کے روانہ ہونے کی خبر ملی تو وہ دمشق سے بھاگ گیا۔ لہٰذا عوام نے ترکمان فوجوں کا قتل عام کیا۔

باغیوں کا تعاقب: سلطان دمشق پہنچ کر قلعہ میں مقیم ہوا اور بیقاروس کے تعاقب میں فوجیں بھیجیں۔ وہ ان امراء کی جماعت کو پکڑ کر لائے جو اس کے ساتھ تھے۔ سلطان نے ان میں سے کچھ امراء کو قتل کیا اور باقی ماندہ افراد کو مقید کر دیا۔ اس نے دمشق کا حاکم امیر علی ماردانی کو مقرر کیا اور ارغون کاملی کا حلب تبادلہ کر دیا۔

سلطان صالح کی واپسی: اس کے بعد سلطان نے بیقاروس کے تعاقب میں مغلطائی دوادار کی سرکردگی میں فوجیں بھیجیں اور خود مصر چلا گیا۔ جہاں وہ اسی سال کے ذوالقعدہ کے مہینے میں پہنچا۔

بیقاروس کا قتل: مغلطائی دوادار (فوجیں لے کر) بیقاروس اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا اور انہیں گھیر لیا۔ پھر بیقاروس احمد اور قطلمش کو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا اور ۷۵۴ھ میں ان کی لاشوں کے سر مصر بھیجے۔

ترکمان سردار کا تعاقب: سلطان نے ارغون کاملی کو ہدایت کی' جو اب حلب کا نائب حاکم تھا کہ وہ فوج لے کر ترکمان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبائل کے سردار قراجا بن العادل کے تعاقب میں نکلے۔ چنانچہ جب اس نے اس کے شہر بلسبین کی طرف فوج کشی کی تو اسے ویران پایا۔ وہ وہاں سے بھاگ گیا تھا۔ لہٰذا ارغون نے اس شہر کو تباہ کر دیا اور بلاد روم تک اس کا تعاقب کیا۔

جب قراجا نے محسوس کیا کہ اس کا تعاقب ... بھاگ کر مغلوں کے حاکم ابن ارشا کے پاس سیواس پہنچ گیا۔ شاہی لشکر نے اس کے قبیلوں کو لوٹ لیا اور اس کے مویشی اٹھا کر لے آئے۔

بغاوت کا انسداد: (جب قراجا ابن ارشا کے پاس پہنچا تو) مغل حاکم نے اسے گرفتار کر کے مصر بھیج دیا جہاں اسے قتل کر دیا گیا۔ یوں بغاوت رفع ہوگئی۔

وہ افراد جو اسکندریہ میں نظر بند تھے انہیں چھوڑ دیا گیا۔ جہاں البتہ مغلطائی اور منجک کو مزید چند دنوں تک قید میں رکھا گیا۔ پھر ان دونوں کو بھی رہا کر کے انہیں شام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

عرب قبائل کی سرکوبی: اس فتنہ وفساد کے دوران عرب قبائل نے مصر کے بالائی حصہ (صعید) میں فتنہ وفساد برپا کیا انہوں نے وہاں کی کھیتیوں اور مال و دولت کو لوٹ لیا۔ ان فسادیوں کا سرغنہ احدب تھا۔ اس کے حامیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تھی۔ لہٰذا سلطان بذاتِ خود فوج لے کر ۷۵۴ھ میں روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ امیر طاز بھی تھا۔ امیر شیخو نے پیش قدمی کر کے عرب قبائل کو شکست دی اور ان کی فوجوں کا صفایا کر دیا۔ شاہی فوجوں کو بہت مالِ غنیمت حاصل ہوا اور سلطان کو بے شمار مویشی اور ہتھیار حاصل ہوئے۔ عربوں کی بڑی تعداد اسیر ہوئی اور وہ مارے گئے۔ البتہ احدب (ان کا سرغنہ) بھاگ نکلا۔

اس نے سلطان کے واپس جانے کے بعد پناہ طلب کی۔ سلطان نے اسے اس شرط پر پناہ دی کہ عرب قبائل نہ تو گھوڑوں پر سوار ہوں اور نہ ہتھیار اپنے پاس رکھیں' وہ صرف کھیتی باڑی کیا کریں۔

حسن ناصر کی دوبارہ تخت نشینی

شیخو سپہ سالار تھا وہ اپنے رفیق کار امیر طاز سے بدظن ہوگیا اور مصر کے ارکان سلطنت سے مل کر سلطان کے خلاف سازش کی اور موقع کا منتظر رہا۔

جب امیر طاز ۷۵۵ھ میں بحیرہ کی طرف سیر وشکار کے لئے روانہ ہوا۔ تو شیخو سوار ہو کر قلعہ پہنچا تو اس نے سلطان صالح کو جو تنکز کا نواسہ تھا' معزول کر دیا اور اسے گرفتار کر کے مکمل تین سال تک اپنے گھر میں نظر بند رکھا۔ اس کے بعد اس نے اس کے بھائی حسن ناصر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسے دوبارہ تخت نشین کرایا۔

امیر شیخو نے امیر طاز کو بھی بحیرہ سے بلوا کر گرفتار کر لیا اور پھر حلب کا نائب حاکم بنا کر بھیج دیا۔

تقرر و معزولی: اس نے ارغون کاملی کو بھی معزول کیا۔ چنانچہ وہ بھاگ کر دمشق پہنچا جہاں سے وہ ۷۵۶ھ میں گرفتار ہو کر اسکندریہ پہنچایا گیا اور وہاں وہ قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔

اس عرصے میں شمسی احمدی کے فوت ہونے کی خبر آئی جو طرابلس کا نائب حاکم تھا اس کے بجائے منجک کو حاکم مقرر کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخو کے وسیع اختیارات: اب شیخو مصر کی سلطنت کا خود مختار حاکم تھا اور وہاں کے سیاہ و سفید کا مالک تھا' جسے چاہے حاکم مقرر کرے اور جسے چاہا معزول کرے۔ وہ اپنے دورِ حکومت میں بست وکشادہ کا مالک رہا اور مشرق اور مغرب کے تمام سلاطین خط وکتابت میں اس کو مخاطب کرتے تھے امورِ سلطنت میں اس کا شریکِ کار سرغتمش تھا جو سلطان کا آزاد کردہ غلام تھا۔

شیخو نے عجلان بن امیثہ کو مکہ معظمہ کے واحد حکمران کی حیثیت سے مقرر کیا۔

شیخو کا قتل: امیر شیخو سلطان کے نگران خود مختار حاکم کی حیثیت سے (تین سال تک) کام کرتا رہا آخر کار ایک دن شاہی دربار میں ماہِ شعبان ۷۵۸ھ میں ایک غلام نے اس پر حملہ کر کے تلوار کے تین وار کیے' جس سے اس کا چہرہ سر اور دونوں بازو زخمی ہو گئے اور وہ ہاتھوں کے بل گر پڑا۔

(اس ہنگامے کے بعد) سلطان اپنے گھر چلے گئے اور محفل منتشر ہو گئی۔ قلعہ کے باہر فوجوں میں بھی ہنگامہ برپا ہو گیا اور سب لوگ بے چین اور مضطرب ہو گئے۔ امیر شیخو کے موالی (آزاد کردہ غلام) قلعہ میں گھس کر شاہی ایوان میں پہنچ گئے اور شیخو کا پروردہ متبنیٰ خلیل بن قوصون ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ خلیل کی والدہ سے شیخو نے نکاح کر لیا تھا وہی شیخو کو (زخمی حالت میں) اٹھا کر اس کے گھر لے گیا تھا۔

حملہ آور کا قتل: سلطان حسن ناصر نے حملہ آور غلام کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اسی دن مارا گیا۔ سلطان نے دوسرے دن اسے بحال کر دیا۔ مگر اسے یہ اندیشہ رہا کہ یہ حملہ سلطان کے حکم سے کیا گیا تھا۔ بہرحال امیر شیخو لگاتار بیمار رہا۔ یہاں تک کہ وہ ماہ ذوالقعدہ میں اسی سال فوت ہو گیا۔ شیخو پہلا شخص تھا جس نے اپنا لقب امیر کبیر رکھوایا۔

سرغتمش کا اقتدار: اب اس کے شریک کار سرغتمش نے سلطنت کا انتظام سنبھالا اس نے امیر طاز کو حلب میں گرفتار کرا کر اسکندریہ میں مقید کر دیا اور اس کا جانشین امیر علی ماردانی کو مقرر کیا۔ اس کا دمشق سے تبادلہ کیا گیا تھا اور اس کے بجائے دمشق کا حاکم منجک یوسفی کو مقرر کیا۔

امراء کی گرفتاری: سلطان نے ماہِ رمضان ۷۵۹ھ میں سرغتمش اور اس کے ساتھ کے امراء کو گرفتار کر لیا۔ ان میں یہ امرا شامل تھے (۱) مغلطائی دوادار (۲) طشتمر قاسمی حاجب (۳) طنبغا ماجاری (۴) خلیل بن قوصون (۵) محاسلحدار وغیرہ۔

ان امراء کے موالی نے قلعہ کے میدان میں دن کے وقت سلطان کے غلاموں سے جنگ کی۔ آخر کار انہیں شکست ہوئی اور وہ مارے گئے۔

سرغتمش کا قتل: سرغتمش اور اس کی جماعت کے گرفتار شدہ امراء اسکندریہ کے قید خانے میں مقید رہے اور ستر دن کے بعد سرغتمش کا کام تمام کر دیا گیا۔ پھر اس کے تمام حامی امراء' قاضی' سرکاری ملازموں کو سزا دی گئی اور سلطان کے حکم سے منکلی بیقا نے یہ ناخوش گوار فریضہ (سزا دینے کا) انجام دیا۔

سلطان کی خود مختاری: اب سلطان خود مختار ہو گیا اور اس نے انتظام سلطنت خود سنبھالا۔ اس نے اپنے غلام بیبقا قمری کو سب حکام پر مقدم رکھا اور اسے ہزاری امیر مقرر کیا۔ اس نے الجائی یوسفی کو حاجب مقرر کیا۔ پھر اسے دمشق کا نائب حاکم بنا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیج دیا اور سابق حاکم منجک کو واپس بلوانا چاہئے۔

حکام کے تبادلے: مگر جب وہ غزہ پہنچا تو پوشیدہ ہو کر روپوش ہو گیا۔ لہٰذا سلطان حسن ناصر نے اس کے بجائے امیر علی ماردانی کو مقرر کیا اور حلب سے اس کا تبادلہ کر کے اسے دمشق کا حاکم بنایا۔

سلطان نے حلب کا حاکم سیف الدین بکتمر مومنی کو مقرر کیا۔ اس کے بعد علی ماردانی کے بجائے استدمر کو دمشق کا حاکم بنایا اور مومنی کے بجائے حلب کا حاکم مندمر حورانی کو مقرر کیا۔

پھر سلطان نے ۷۶۱ھ میں اسے حکم دیا کہ وہ سیس پر حملہ کرے اور دیگر قلعوں کے ساتھ اذنہ، طرسوس اور مصیصہ کو بھی فتح کرے۔ اسے وہاں کا حاکم بھی مقرر کیا گیا تھا۔

جب وہ وہاں سے واپس آیا تو استدمر کے بجائے سلطان نے اسے دمشق کا نائب حاکم مقرر کیا اور حلب کا حاکم احمد بن القتمری کو مقرر کیا۔

منجک کی معافی: ۷۶۱ھ میں منجک کا دمشق میں سراغ لگ گیا۔ اس سے پیشتر اس کی روپوشی کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سزائیں ہوئیں تھیں، مگر جب وہ حاضر ہوا تو سلطان نے اسے معاف کر دیا اور اس کی مدد کی اور اسے اختیار دیا کہ وہ شام کے علاقے میں جہاں چاہے قیام کرے۔

سلطان حسن ناصر نے اپنے عہد کے باقی ایام خودمختاری کی حالت میں گزارے۔ وہ علماء اور قاضیوں سے بہت محبت کرتا تھا اور اپنے گھر ان کی محفل منعقد کرتا تھا اور علمی مسائل میں ان سے بحث کیا کرتا تھا۔ وہ انہیں انعام واکرام سے نوازتا تھا اور دیگر افراد کی بہ نسبت علماء کی صحبت میں زیادہ رہتا تھا۔ یہ طریقہ اس کا آخری زمانے تک رہا۔

بیبقا کی بغاوت: امیر بیبقا سلطان حسن کے موالی میں سے تھا۔ اسے اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا۔ چونکہ وہ سلطان کے خواص میں سے تھا۔ اس لئے وہ خاصگی کے لقب سے مشہور تھا۔ سلطان ناصر نے اسے سرکاری عہدوں پر ترقی دینے کے بعد اسے امیر مقرر کیا تھا پھر اسے اتابک کے عہدہ پر بھی ترقی دی۔ وہ اس کے ظلم واستبداد کی اکثر شکایت کرتا تھا۔ لہٰذا سلطان نے اسے ایک رات اپنے حرم میں طلب کر کے اپنے موالی میں سے کسی کی خدمت پر مامور کیا۔ یہ بات امیر بیبقا کو بہت ناگوار محسوس ہوئی اور وہ بہت کبیدہ خاطر ہوا۔ مگر اس نے یہ رنجش اپنے دل ہی میں پوشیدہ رکھی۔

ایک دفعہ سلطان ۷۶۲ھ میں بیرونِ شہر نکلا اور وہاں اس نے اپنے خیمے گاڑ دیئے۔ بیبقا خاصگی کا خیمہ بھی اس کے قریب لگایا گیا۔ مگر جلد ہی اس کی بغاوت کی اطلاع سلطان کو موصول ہوئی۔ سلطان نے اسے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور اسے بلوایا مگر وہ نہیں گیا کیونکہ اسے سلطان کی بدگمانی سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا سلطان نے اپنے غلاموں کے ساتھ اور مخصوص امراء کے ہاں اس سال کی ۹ جمادی الاولیٰ کو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے گیا۔ اس سے پہلے اس کو خبردار کیا گیا تھا۔ اس لئے اس نے بہادری کے ساتھ اپنے خیمے کے سامنے مقابلہ کیا۔

شاہی لشکر کو شکست: سلطان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی تو سلطان قلعہ کی طرف چلا گیا۔ بیبقا اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ قلعہ کے محافظوں نے اسے روک دیا اور وہ شہر میں امیر بن ازکشی کے گھر میں حسینیہ کے مقام میں پوشیدہ ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاہرہ سے ناصر الدین حسینی اور قشتمر منصوری وغیرہ حکام کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تو ان کا مقابلہ اس سے بولاق کے مقام پر ہوا۔ ان کی بیبقا سے دو تین مرتبہ جنگ ہوئی' مگر ہر جنگ میں اس نے ان امراء کو شکست دی۔

سلطان کا قتل: سلطان حسن ناصر نے ایدمر دوادار کے ساتھ بھیس بدل کر شام کی طرف بھاگ جانے کی کوشش کی۔ مگر جب چند غلاموں کو اس کی خبر ہوگئی تو انہوں نے بیبقا کے پاس اُن کی چغل خوری کی۔ اس پر بیبقا نے ان کو گرفتار کرنے کے لئے آدمی بھیجے جو انہیں پکڑ کر لے آئے۔

بیبقا نے انہیں قتل کرنے سے پہلے تشدد کے ذریعے شاہی مال و دولت اور اس کے ذخیرہ کا پتہ چلا لیا۔ پھر سلطان کا کام تمام کیا۔

سلطان حسن ناصر نے ساڑھے چھ سال حکومت کی۔

منصور محمد بن مظفر حاجی کی تخت نشینی

اس کے بعد بیبقا نے محمد بن مظفر حاجی کو تخت نشین کیا اور اس کا لقب منصور رکھا اور خود اس کا سرپرست بن کر امورِ سلطنت انجام دیتا رہا۔ اس نے طیبغا طویل کو اپنا شریک کار مقرر کیا اور قشتمر منصوری کو نائب اور غشتمر کو امیر مجلس مقرر کیا۔ موسیٰ ازکشی استاذ دار مقرر رہوا۔ اس نے قاسمی کو رہا کر کے اسے قلعہ الکرک کا نائب حاکم مقرر کیا۔ اس نے امیر طاز کو بھی قید سے رہا کیا۔ جو اندھا ہو گیا تھا اسے اس کی خواہش کے مطابق پہلے بیت المقدس اور پھر دمشق بھیجا گیا جہاں وہ اگلے سال فوت ہو گیا۔

بیبقا نے عجلان کو مکہ معظّمہ کی حکومت پر بحال رکھا اور شام کے عربوں کا سردار جبار بن مہنا کو مقرر کیا۔ پھر اس نے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے انہیں مقید رکھا۔

حاکم دمشق کی بغاوت: جب شام میں بیبقا کی کارگزاریوں کی اطلاعات پہنچیں اور یہ معلوم ہوا کہ وہ خود حاکم بن گیا ہے تو دمشق کے نائب حاکم استدمر کو یہ باتیں ناگوار معلوم ہوئیں اور اس نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اس کے ساتھ (دوسرے حکام) مندمر البری اور منجک یوسفی شریک ہو گئے۔ استدمر نے قلعہ دمشق پر قبضہ کر لیا۔

(یہ حال سن کر) امیر بیبقا نے سلطان منصور کے ساتھ لشکر کشی کی۔ جب وہ دمشق پہنچا تو باغیوں نے قلعہ دمشق میں پناہ لی اور فریقین کے درمیان شام کے قاضیوں کی پیغام رسانی رہی۔ آخر کار باغیوں نے پناہ حاصل کی۔ اس بارے میں امیر بیبقا نے ان سے حلف اٹھوایا۔

جب (یہ باغی) بیبقا کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں اسکندریہ بھیج دیا جہاں وہ مقید ہوئے پھر امیر باردانی کو دمشق کا نائب حاکم اور قطلو بغا احمدی کو احمد بن قشتمری کے بجائے جو صغد میں تھا حلب کا نائب حاکم مقرر کیا گیا۔

اس کے بعد سلطان منصور اور امیر بیبقا مصر واپس آ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ المتوکل

جب سلطان ناصر کے زمانے میں خلیفہ مستکفی فوت ہوا تو اس سے پہلے اس نے اپنے فرزند احمد کو ولی عہد بنایا تھا اور اس کا لقب الحاکم رکھا تھا مگر سلطان ناصر نے اسے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ بلکہ اس کے بجائے مستکفی کے چچا ابراہیم بن محمد کو خلیفہ مقرر کیا اور اس کا لقب الواثق رکھا۔

جب ۷۴۱ھ کے آخر میں سلطان ناصر فوت ہو گیا تو مصر کے ان امراء نے جو سلطنت کے نگران تھے۔ احمد الحاکم بن المستکفی کو جو ولی عہد تھے' خلیفہ مقرر کیا۔ اور وہ اپنی خلافت کی مدت پوری کر کے ۷۵۳ھ میں فوت ہو گیا۔ جب کہ سلطان صالح سبط تنکز کے عہد حکومت کا آغاز تھا۔

اس کے بعد اس کا بھائی ابوبکر بن المستکفی' المعتضد کے لقب کے ساتھ خلیفہ مقرر ہوا۔ اس کا عہد خلافت دس سال تک رہا اور ۷۶۳ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے فرزند احمد کو ولی عہد مقرر کیا تھا' لہٰذا وہ مستکفی (ثانی) کے لقب کے ساتھ خلیفہ مقرر رہا۔

سلطان اشرف کا عہدِ حکومت

جب امیر یبقا خاصگی سلطان منصور محمد بن حاجی سے بدگمان ہوا تو اس نے ۷۶۴ھ میں اسے بماہ شعبان معزول کر دیا۔ اس نے صرف ستائیس مہینے حکومت کی تھی۔

اس کے بجائے امیر یبقا نے شعبان بن الناصر حسن بن سلطان ناصر کو مقرر کیا۔ اس کا باپ سلطان ناصر حسن سلطان ناصر اعظم کا آخری فرزند تھا۔ لہٰذا اس کے مرنے کے بعد اس کے فرزند شعبان کو جو صرف دس سال کا بچہ تھا سلطان مقرر کیا گیا اور اس کا لقب اشرف رکھا گیا اس کا سرپرست اور نگران خود امیر یبقا تھا۔

حکام کے تبادلے: اس نے ۷۶۵ھ میں ماردانی کو دمشق کی حکومت سے معزول کر کے اس کے بجائے قطلو بغا کو مقرر کیا۔ اس کا تبادلہ حلب سے کیا گیا تھا جب قطلو بغا فوت ہوا تو اس کے بجائے غشقتمر ماردانی کو مقرر کیا گیا۔ پھر ۷۶۶ھ میں غشقتمر بھی معزول ہو گیا اور اس کے بجائے سیف الدین خوجہ حاکم مقرر رہا۔ اور ۷۶۷ھ میں اسے حکم ملا کہ وہ خلیل بن قراجا بن العادل امیر ترکمان کے تعاقب کے سلسلے میں فوج کشی کرے اور اسے گرفتار کر کے پیش کرے۔

چنانچہ وہ فوج لے کر روانہ ہوا۔ جب خلیل بن قراجا قلعہ خرت برت میں محصور ہو گیا تھا تو اس نے چار مہینے تک اس کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد خلیل نے پناہ طلب کی اور اس مقصد کے لئے جب وہ مصر پہنچا تو سلطان نے اس کو پناہ دے کر اسے خلعت سے نوازا اور اسے اپنے علاقے اور قوم کا حاکم بنا کر واپس بھیجا۔

اہل قبرص کے حالات: جزیرہ قبرص کے باشندے عیسائی تھے اور رومیوں کی نسل سے تھے۔ اس زمانے میں انہیں فرنگی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ فرنگی تمام عیسائی قوموں پر غالب آ گئے ہیں ورنہ ہروشیوش نے انہیں کیتم قوم کی طرف منسوب کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیرہ رودس کے باشندے دوداتم کی نسل سے ہیں یوں وہ کیتم کے بھائی ہیں اور دونوں کا تعلق رومی قوم سے ہے۔

اہل قبرص پر (قدیم زمانے سے) جزیرہ کی مقررہ رقم عائد تھی' جسے وہ حاکم مصر کو ادا کرتے تھے۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم کے زمانے میں ان کے والی امیر معاویہ حاکم شام کے ہاتھوں یہ جزیرہ فتح ہوا تھا تو اسی زمانے سے یہ جزیہ ان پر لگا دیا گیا تھا۔

اہل قبرص سے جنگیں: جب اہل قبرص جزیہ نہیں ادا کرتے تھے تو حاکم شام ان کے خلاف اسلامی بحری بیڑہ بھیجا کرتا تھا جو ان کی بندرگاہوں کو تباہ کر کے ان کے ساحلی مقامات پر غارت گری کرتا تھا تا آنکہ وہ جزیہ ادا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

ترک ممالیک کے دور میں بھی سلطان ظاہر بیبرس نے ۶۶۹ھ میں قبرص کی طرف بہت بڑا بحری بیڑہ روانہ کیا تھا جو رات کے وقت وہاں لنگر انداز ہوا تھا اور چونکہ وہاں چاروں طرف کثرت سے پتھر تھے اس لئے وہ شکستہ ہو گیا تھا۔

موجودہ زمانے میں جنوا کے فرنگی باشندے جزیرہ اردس پر غالب آ گئے تھے انہوں نے ۸۰۷ھ میں حاکم قسطنطنیہ یشکری کے قبضہ سے اسے چھینا تھا لہٰذا اہل قبرص اس کے ساتھ کبھی جنگ کرتے تھے اور کبھی صلح کر لیتے تھے اور یہ سلسلہ ان کے آخری زمانے تک جاری رہا۔

اہل قبرص کا اسکندریہ پر حملہ: یہ جزیرہ قبرص' طرابلس کے سامنے شام و مصر کے ساحل سے ایک دن اور ایک رات کی بحری مسافت پر ہے۔ اہل قبرص ایک دن اسلندریہ میں اچانک گھس گئے اور (واپس آ کر) انہوں نے اپنے حاکم کو اس کے حالات سے مطلع کیا۔ لہٰذا اس نے یہ موقع غنیمت جانا اور وہ اپنے بحری بیڑہ کو لے کر روانہ ہوا اور دوسری فرنگی قوموں سے بھی مدد طلب کی۔ آخر کار یہ لوگ بہت زبردست بحری بیڑہ لے کر ۷ محرم ۷۶۷ھ میں اسکندریہ کی بندرگاہ میں لنگر انداز ہوئے۔ ان کا یہ بحری بیڑہ ستر جہازوں پر مشتمل تھا' جو سامان' اسلحہ اور فوج سے بھرے ہوئے تھے اور ان کے اندر جنگجو سوار گھوڑوں سمیت موجود تھے۔

جنگ کے تماشائی: جب فرنگی فوج لنگر انداز ہوئی تو ساحل کی طرف بڑھ کر اس کی صف بندی کی گئی اور انہوں نے حملہ کیا۔ اسکندریہ کے باشندے اس لشکر کشی کا تماشہ دیکھنے کے لئے ساحل پر سیر و تفریح کے لئے پہنچ گئے۔ وہ اس مصیبت کے برے انجام سے بے خبر تھے۔ کیونکہ انہوں نے بہت عرصہ سے جنگ آزمائی نہیں کی تھی۔ ان کے محافظ دستوں کی تعداد بھی بہت تھوڑی تھی اور قلعوں کی حفاظت کرنے والے جنگ جو تیر اندازوں سے شہر کی فصیلیں خالی تھیں۔ اس وقت شہر کا حاکم خلیل بن عوام تھا جو صلح و جنگ کا ذمہ دار تھا مگر وہ بھی وہاں موجود نہ تھا اور فریضہ حج ادا کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔

اسکندریہ کی تباہی: دشمن کی فوجیں جب صف آرا ہوئیں تو انہوں نے عوام (تماشائیوں) پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ لہٰذا وہ بری طرح بھاگ کر شہر واپس آ گئے اور شہر کے دروازوں کو بند کر کے وہ فصیلوں پر چڑھ کر وہاں سے (تماشا) دیکھنے لگے۔ اب دشمن شہر کے دروازہ پر پہنچ گیا اور وہ دروازوں کو جلا کر شہر میں گھس گئے چنانچہ اہل شہر میں ہل چل مچ گئی اور وہ بھاگنے لگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل اسکندریہ کا فرار: اب اہل اسکندریہ اپنے اہل وعیال کو لے کر اور مال وسامان ساتھ رکھ کر (اندرونی علاقے میں) خشکی کی طرف بھاگنے لگے۔ چنانچہ راستے اور میدان ان بھاگنے والے شہریوں سے پٹ گئے جو حیران اور پریشان ہو کر نامعلوم مقام کی طرف بھاگ رہے تھے۔ گردونواح کے عرب بدوؤں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے اکثر شہریوں کو لوٹ لیا۔

فرنگیوں کی غارت گری: اب فرنگی فوج شہر کے درمیان پہنچ گئی تھی۔ وہ جہاں سے گزرے وہاں کے بازاروں اور مکانوں کو لوٹتے گئے انہوں نے صرافوں کی دوکانوں کو لوٹ لیا اور بڑے بڑے سوداگروں کا سامانِ تجارت بھی لوٹ لیا۔ تمام سامانِ تجارت، سرمایہ اور ذخیرہ سے اپنی جنگی کشتیوں کو بھر لیا۔ انہوں نے بہت سے بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے انہیں لونڈی غلام بنالیا اور انہیں اپنے ساتھ رکھا۔

فرنگیوں کی واپسی: جب عربوں اور دوسرے لوگوں کی فوجی امداد ان کے خلاف پہنچی تو وہ اپنے جنگی بیڑوں میں گھس گئے اور وہاں دن کا باقی حصہ گزرا۔ پھر دوسرے دن وہ اپنے بیڑوں میں وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مصری لشکر کی روانگی: جب سلطنتِ مصر کے نگران امیر بیبقا کو یہ اطلاع ملی تو فوراً سلطان اپنی فوجوں کو لے کر (مقابلہ کے لئے) روانہ ہوا۔ اس وقت تک خلیل بن عوام بھی حج سے واپس آ گیا تھا۔ لہٰذا وہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس لشکر کے ہراول دستے پر خلیل بن قوصون اور قطلو بغا فخری امیر مقرر ہوئے تھے۔ وہ جہاد کے مخلصانہ ارادوں کے ساتھ پیش قدمی کرتے رہے۔ راستے میں انہیں یہ اطلاع ملی کہ دشمن واپس چلا گیا ہے۔ مگر (یہ خبر سن کر) امیر نہیں لوٹا بلکہ اسکندریہ پہنچ گیا۔

ایک سو بیڑوں کی تیاری: وہاں پہنچ کر اس نے تباہی اور فتنہ وفساد کے آثار دیکھے تو اس نے فصیل منہدم کر کے اسے از سرِ نو تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ اپنے پائے تخت واپس آ گیا۔ وہ اہل قبرص کے خلاف بہت غیض وغضب میں بھرا ہوا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ ایک سو بحری بیڑے تیار کئے جائیں جس کا نام قربان رکھا گیا۔ اس نے مصمم عزم کر لیا تھا کہ وہ سلطنت مصر کی تمام مسلمان فوجوں کو لے کر قبرص پر حملہ کرے گا اور اس کے مقصد کے لئے اس نے تیاریاں شروع کر دیں تھیں اور اس کا ایک جشن بھی منایا۔ اس نے بہت سے ہتھیار اور محاصرہ کے آلات کثیر تعداد میں مہیا کر لئے تھے۔ چنانچہ آٹھ مہینے یہ تیاریاں اسی سال کے ماہِ رمضان المبارک میں مکمل ہوگئیں مگر اس وقت ایسے حالات رونما ہوئے کہ وہ اپنے اس مقصد کی تکمیل نہیں کر سکا۔

طبغا طویل کی بغاوت

طبغا طویل سلطان حسن کا آزاد کردہ غلام تھا۔ وہ امیر سلح کے عہدہ پر مامور تھا۔ تاہم وہ امیر بیبقا کا امور سلطنت میں مددگار اور شریک تھا۔ وہ خود مختار ہونا چاہتا تھا تاہم جب امیر بیبقا کا اقتدار مستحکم ہوگیا تو دیگر ارکان سلطنت کی طرح وہ بھی بیبقا کا مخالف ہوگیا۔ لہٰذا یہ امرائے سلطنت طویل کے ساتھ بغاوت کی خفیہ تحریک میں شامل ہو گئے۔ اس وقت سلطان کا دوادار ارغون اشقری اور افسر مال محمدی تھا۔

ابھی لوگ یہ منصوبہ طویل کر رہے تھے کہ اتنے میں طبغا طویل ماہ جمادی الاولیٰ ۷۶۷ھ میں سیر وتفریح کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباسیہ کی طرف روانہ ہوا۔اس وقت تمام ارکان سلطنت میں یہ خبر پھیل گئی اور امیر بیبقا کو بھی (اس خفیہ بغاوت) کی اطلاع مل گئی۔اس لئے اس نے طویل کو شام کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ شاہی فرمان بھی صادر ہوا کہ اسے دمشق کا نائب حاکم بنایا جائے۔طویل نے اس حکم کو مسترد کر دیا اور جنگ کرنے کی دھمکی دی۔مگر امیر بیبقا نے اس کی فوج کو شکست دے کر طویل' اشقری اور محمدی کو گرفتار کر لیا اور انہیں اسکندریہ میں مقید کیا گیا۔

تاہم ماہِ شعبان میں اسی سال سلطان کے پاس طویل کے متعلق سفارش پہنچائی گئی (سلطان نے وہ سفارش قبول کر لی) اور اسے بیت المقدس بھیج دیا گیا۔ پھر اشقری اور محمدی کو بھی چھوڑ دیا گیا اور ان دونوں کو شام روانہ کیا گیا۔اب طویل کے منصب پر طیدمر باسلی کو مقرر کیا گیا اور اشقری کے بجائے طبغا ابوبکری کو دوادار[1] کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آمیر بیبقا علائی نے اسے بھی معزول کر دیا اور اس کے بجائے اوس عادل محمدی کو مقرر کیا۔

چونکہ امرائے مصر کی ایک بڑی جماعت نے جو سرکاری عہدے دار تھے۔طویل کی بغاوت میں شرکت کی تھی اور اس کے بعد گرفتار ہو کر مقید تھے۔اس لئے ایسے امراء کو جو سرکاری عہدوں پر نہیں تھے ان کے عہدوں پر مقرر کیا گیا۔

اس نے منکلی بیبقا شمسی نائب حاکم دمشق کو مصر بلوا کر اسے سیف الدین برجی کے بجائے حلب کا نائب حاکم مقرر کیا اور اسے اجازت دی کہ وہ فوج کی تعداد بڑھائے۔اس نے اس کا مرتبہ دمشق کے نائب حاکم سے بھی بڑھا دیا تھا۔اس کے بجائے دمشق کا نائب حاکم اقطمر عبدالغزیز کو مقرر کیا گیا۔

غلاموں (ممالیک) کی بغاوت

اس اثناء میں طبغا کا ظلم و استبداد بہت بڑھ گیا تھا۔امرائے مصر اور ارکانِ سلطنت بھی اس سے بہت تنگ آئے ہوئے تھے۔ بالخصوص اس کے ممالیک (غلام) اس سے بہت تنگ تھے اس نے غلاموں کی تعداد بڑھالی تھی۔ وہ ان کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں ان پر بہت تشدد کرتا تھا وہ نہ صرف لاٹھیوں سے پیٹے جاتے تھے بلکہ ان کی ناک اور کان بھی کاٹ لئے جاتے تھے' لہٰذا ان کے سینوں میں انتقام کی آگ بھڑکتی رہی اور وہ پوشیدہ طور پر اس کے سخت مخالف ہو گئے۔

بغاوت کے اسباب: ان خاص ممالیک کے سردار استدمر اور اقتفان احمدی تھے اس اثناء میں اس قسم کی (وحشیانہ) سزا استدمر کے بھائی کو بھی دی گئی۔اس سے وہ سخت ناراض ہوا اور سب امراء سے مل کر اس نے بغاوت کا منصوبہ تیار کیا۔تمام امراء اسی کو نجات کا واحد ذریعہ سمجھتے تھے۔انہوں نے سلطان کو بھی اس سے آگاہ کیا اور اس سے اجازت طلب کی۔

سلطان نے ۸ ۷ ےھ میں امیر بیبقا کو بحیرہ کی طرف بھیجا۔اس مدت میں ان غلاموں نے طبرانہ کے گھر پر ایک جلسہ منعقد کیا جس میں راتوں رات اس کے خلاف سازش تیار کی گئی۔

یہ اطلاع اسے بھی مل گئی تھی اور اس نے وہ علامات مشاہدہ کر لیں جو اسے بتائی گئی تھیں۔ لہٰذا مکر و فریب کے طور پر وہ اپنے بعض خواص کے ساتھ سوار ہو کر نکلا اور دریائے نیل کو عبور کر کے قاہرہ پہنچا۔اس نے بحری ملاحوں کو حکم دیا کہ وہ مشرقی

---

[1] دوادار چیف سیکرٹری کے عہدہ کے برابر ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنارے پر اپنی کشتیوں کو لنگر انداز کریں اور جو مغربی کنارے کا قصد کرے اسے عبور کرنے سے روکیں۔

اعلانِ بغاوت: ادھر استدمر اور اقتفان نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے سلطان کے محل کا قصد کیا اور اس کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ وہ بیقا کو معزول کر کے اسے سزا دے گا۔

دوسری طرف جب بیقا قاہرہ پہنچا تو اس نے (اپنے حامی) امراء' حاجیوں اور اپنے غلاموں وغیرہ کو اکٹھا کیا' وہاں امیر ماخوریہ' ایبک بدری بھی موجود تھا نیز یقتمر نظامی اور ارغون ططق عباسیہ میں تھے۔ یہ سب اس کے پاس پہنچ گئے۔

سلطان اشرف کی معزولی: اب بیقا نے سلطان اشرف کو معزول کر دیا اور اس کے بجائے اس کے بھائی اتوک کو بادشاہ بنایا اور اس کا لقب منصور رکھا۔ اس نے خلیفہ کو بلوا کر اس کا تقرر منظور کرایا۔ پھر اس نے جنگ کی تیاری کی اور بحری ساحل پر جزیرۂ وسطی کے مقام پر اپنے (جنگی) خیمے نصب کئے۔ اس کے ساتھ وہ امراء بھی شامل ہو گئے جو سلطان کے ہمراہ تھے یا کسی عہدہ پر مقرر تھے۔ ان میں یہ امراء شامل تھے:

(۱) بیقا علائی دوادار (۲) یونس امام (۳) کمشیقا حموی (۴) خلیل بن قوصون (۵) یعقوب شاہ (۶) قرابقا بدری (۷) اتبغا جوہری۔

سلطانی لشکر کا مقابلہ: سلطان اشرف طرانہ سے علی الصباح فوج کشی کرتے ہوئے اپنے پائے تخت کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ بحری ساحل کے قریب پہنچا تو اسے کشتیوں سے خالی پایا۔ لہٰذا اس نے وہاں اپنے خیمے نصب کر دیئے اور تین دن تک وہاں قیام کیا۔ بیقا اور اس کی فوجیں ان کے سامنے جزیرۂ وسطی میں تھیں۔ وہ ان پر پتھروں کی بوچھاڑ کر رہی تھیں اور مجانیق اور دیگر آلات سے سنگ باری کر رہی تھیں۔

تماشائی کشتیوں میں تھے۔ آخرکار وہ کشتیاں سلطان کی سمت آ گئیں۔ ان میں سے اکثر کشتیاں اس (بحری بیڑے) قربان کا حصہ تھیں جنہیں بیقا نے تیار کرایا تھا۔ لہٰذا سلطان اور اس کی فوجیں ان کشتیوں پر سوار ہو کر جزیرۂ فیل پہنچ گئیں۔ اس وقت سلطانی لشکر سے جزیرہ بھر گیا تھا اور فضا (ان کی کثرت سے) غبار آلود ہو گئی اور سلطانی لشکر جنگ کے لئے صف آرا ہو گیا۔

بیقا کی شکست: بیقا اور اس کی فوجیں مدافعت کے لئے آگے بڑھیں سلطان کی فوجوں نے جان کی بازی لگا کر جنگ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کی فوجیں بیقا کو چھوڑ کر بھاگ گئیں اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ بیقا شکست کھا کر بھاگا' جب وہ میدان کے پاس سے گزرا تو اس کے دروازے کے پاس اس نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اپنے گھر کی طرف بھاگ گیا جب کہ عوام اس پر سنگ باری کر رہے تھے۔

بیقا کا قتل: سلطان اپنی صف بستہ فوج کے ساتھ قلعہ کی طرف روانہ ہوا۔ شاہی محل پہنچ کر اس نے بیقا کو طلب کیا۔ جب وہ لایا گیا تو اسے تمام دن قلعہ کے قید خانے میں مقید رکھا گیا۔ جب رات ہوئی تو ممالیک کو اس کی زندگی کے بارے میں شک و شبہ ہوا اس لئے وہ سلطان کے پاس پہنچے اور بیقا کو طلب کیا۔ ان کا مقصد پوشیدہ طور پر یہ تھا کہ اس پر اچانک حملہ کر کے اس کا کام تمام کیا جائے۔ سلطان نے اسے بلوایا۔ جب وہ سلطان کے سامنے گزر رہا تھا تو ان میں سے کسی نے اس پر تلوار کا وار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے اس کا سر الگ کر دیا۔

محل سے باہر جو افراد موجود تھے انہیں اس کے قتل کے بارے میں شک و شبہ پیدا ہوا۔ لہٰذا انہوں نے اس کے معائنہ کا مطالبہ کیا (جب انہوں نے اس کی لاش دیکھی تو) یکے بعد دیگرے ہر ایک نے اس کے سر پر تلوار کے وار کئے یہاں تک کہ آخری فرد نے اسے ایک مشعل کی طرف پھینک دیا جو اس کے سامنے تھی۔ اس کے بعد اسے دفن کر دیا گیا اور اس کا کام ختم ہو گیا۔

نئے امرائے سلطنت: اب سلطنت مصر کا انتظام استدمر ناصری اور اس کے رفیق بیبقا احمدی کے سپرد ہوا۔ ان دونوں کے شریکِ کار بحماس طازی' قرابقا صر غتمشی اور تغری بردی بھی تھے جو اس انقلاب کے ذمہ دار تھے۔ انہوں نے ان امراء کو گرفتار کر لیا جو بیبقا کی حمایت میں چلے گئے تھے اور انہیں اسکندریہ کے قید خانے میں مقید کیا گیا۔ البتہ خلیل بن قوصون کو معزول کر دیا گیا اور وہ خانہ نشین ہو گیا۔ نظر بند امراء و حکام کے بجائے دوسرے امراء کو عہدے دار مقرر کیا گیا۔ یوں سلطنت کا انتظام درست ہو گیا۔

دخیل بیرونی افراد: اس کے بعد ان ارکان سلطنت میں اختلاف پیدا ہوا اور انہوں نے قرابقاسر غتمشی کو جو ان کا شریکِ کار تھا مقید کر دیا۔ اس واقعہ پر تغری بروی بہت ناراض ہوا۔ لہٰذا اس نے بعض امراء سے بغاوت کے لئے سازش کی۔ چنانچہ ایک بدری اور اس کی جماعت اس کے ساتھ شریک ہو گئی اور وہ ۷۶۲ھ میں جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ لہٰذا استدمر اور اس کے ساتھی سوار ہو کر اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور ان سب کو گرفتار کر کے انہیں اسکندریہ کے قید خانے میں بند کر دیا۔

بلوہ اور فساد: اس کے بعد ان بیرونی دخیل افراد کا فتنہ و فساد بڑھتا گیا۔ وہ شہر میں بدامنی پھیلاتے رہے اور ملکی قوانین اور شریعتِ اسلامیہ کے حدود سے تجاوز کرنے لگے۔ آخر کار سلطان نے ان کے بارے میں اپنے امراء سے مشورہ کیا تو انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ ان کا جلد تدارک کیا جائے اور ان کا قلع قمع کیا جائے لہٰذا سلطان نے ان کا معاہدہ ختم کر دیا اور بحری بیڑہ کے ذریعے اپنی سلطنت کا انتظام کیا۔ پھر اس نے اپنے امراء کو جنگ کے لئے آمادہ کیا چنانچہ الجائی یوسفی' طغتمر نظامی اور سلطان کے دیگر امراء اور بیبقا کے وہ غلام جو ملازم تھے جنگ کے لئے تیار ہو گئے نیز ایبقا جلب اور بحماس طازی بھی اپنے ساتھی استدمر کو چھوڑ کر بادشاہ کی حمایت میں شریک ہو گئے تھے۔

بلوائیوں کا محاصرہ: لہٰذا استدمر اور اس کی جماعت نیز وہ بیرونی افراد (اجلاب) جو اس کے کاموں میں دخیل تھے' جنگ کے لئے سوار ہو کر پہنچ گئے۔ انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اس لئے شاہی امراء کے مرکز میں رخنہ اندازی ہو گئی اور بیبقا کے ملازمین محاذ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے جس سے سلطانی لشکر کا شیرازہ بکھر گیا اور انہیں شکست ہو گئی۔

البتہ الجائی یوسفی اور ارغون تاتاری اپنے ستر غلاموں کے ساتھ (محاذِ جنگ میں) ثابت قدم رہے' وہ تھوڑی دیر ڈٹے رہے پھر وہ بھی شاہی قلعہ کی طرف بھاگ گئے۔ سلطان حاجی کا بھتیجا دروط مارا گیا اور ایبقا الجلب زخمی ہو کر گرفتار کر لیا گیا۔ نیز طغتمر نظامی علی بحماس طازی' الجائی یوسفی' ارغون تاتاری اور بہت سے ہزاری منصب کے اور ان سے کم درجے کے امراء گرفتار ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوائیوں کا تسلط: اب استدمر اور اس کے بیرونی دخیل افراد (اجلاب) سلطان مصر پر دوبارہ حسب معمول مسلط ہو گئے' انہوں نے مقید امراء اور عہدے داروں کے بجائے دوسرے افراد مقرر کر دیئے۔ خلیل بن قوصون کو اپنے سابقہ عہدہ پر بحال کیا گیا۔ قشتمر کو طرابلس کی حکومت سے معزول کر دیا گیا اور اسے اسکندریہ میں مقید کیا گیا۔ اس کے علاوہ شام کے بہت سے امراء کو تبدیل کر دیا گیا۔ یہ حالت پورے سال برقرار رہی۔ وہ بیرونی حضرات (اجلاب) جو سلطنت مصر کے انتظام میں دخیل تھے' سلطان اور اس کی رعایا کو کھلم کھلا تنگ کرنے لگے۔

سلطان کی معزولی کا مطالبہ: جب ۷۶۹ھ کے محرم کا مہینہ آیا تو انہوں نے اس طرح بدامنی اور فساد پھیلانے شروع کیا۔ لہٰذا شاہی امراء استدمر کے پاس ان کی شکایت لے کر گئے اور اسے ملامت کرنے لگے۔ تو اس نے ان چند افراد کو گرفتار کر کے ان کی سرکوبی کی۔ یہ واقعہ بروز چہار شنبہ ۶ صفر ۷۶۹ھ کو رونما ہوا۔ مگر ہفتہ کے دن ان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کی جماعت نکل آئی۔ انہوں نے سلطان مصر کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ لہٰذا سلطان اپنے غلاموں اور دو سو کی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا۔ اس کے ساتھ شہر کے عوام بھی تھے جو ان کے فتنہ وفساد سے تنگ آ گئے تھے۔

استدمر کی شکست: اب استدمر ان بیرونی دخیل افراد کو لے کر صف آراء ہوا۔ ان کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی۔ یہ حسب معمول قلعہ کے پیچھے سے پہنچے جب وہ فریق مخالف کے سامنے آئے تو پیچھے ہٹ گئے اور (جنگ کرنے میں) توقف کرتے رہے ادھر عوام کی طرف سے ان پر سنگ باری ہوتی رہی تو دوسری طرف سے (شاہی) لشکر نے ان پر حملہ کر دیا تو وہ شکست کھا کر بھاگ گئے' تاہم ابقا سرغتمشی اور اس کی جماعت کو گرفتار کر لیا اور انہیں خزانہ کی عمارت میں قید کر دیا گیا۔

استدمر کی گرفتاری: اس کے بعد استدمر کو بھی گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا امرائے مصر نے اس کی سفارش کی تو سلطان نے ان کی سفارش قبول کر کے اس کی جان بخشی کی اور اسے اپنے اتابک کے عہدہ پر بحال کر دیا مگر وہ خانہ نشین ہو گیا۔

اس زمانے میں خلیل بن قوصون اتابک کے عہدہ پر سرفراز ہوا تھا۔ لہٰذا سلطان نے اسے حکم دیا کہ وہ صبح سویرے جا کر اسے آئندہ کے لئے مقید کر دے۔ لہٰذا خلیل بن قوصون اس کے گھر پہنچا اور اسے اس شرط کے ساتھ بغاوت پر آمادہ کیا کہ تخت وتاج خلیل کو ملے گا کیونکہ وہ سلطان ناصر کی والدہ کی طرف سے اس کا رشتہ دار ہے۔

بلوائیوں کا خاتمہ: جب بیرونی عناصر (اجلاب) کی ایک بڑی جماعت (جنگ کے لئے) اکٹھی ہو گئی اور وہ سوار ہو کر (مقابلہ کے لئے) نکلی۔ سلطان اور امراء بھی لشکر لے کر پہنچے اور آخر کار (باغیوں کو) شکست ہوئی۔ ان میں سے بہت سے افراد مارے گئے اور جو باقی بچے انہیں اسکندریہ بھیج دیا گیا' جہاں انہیں قید میں رکھا گیا اس واقعہ میں جو گرفتار ہوئے تھے ان میں سے بھی اکثر کو قتل کیا گیا اور اونٹوں پر سوار کرا کے (تشہیر کے لئے) ان کا شہر میں گشت کرایا گیا۔

قید وبند کی سزا: پھر ان بیرونی عناصر (اجلاب) کو دور دور کی سرحدوں تک تلاش کر کے قتل کیا گیا یا انہیں قید میں رکھا گیا۔ ان افراد میں جو قلعہ کرک میں قید وبند میں رہے مندرجہ ذیل (امراء) بھی شامل تھے:

(۱) برقوق عثمانی' جو بعد میں مصر کا بادشاہ ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) برکتہ جولانی (۳) طنبغا جوبانی (۴) جرکس خلیلی (۵) نعنع۔
یہ سب قید خانوں میں سڑتے رہے یا جلاوطن رہے تا آنکہ بعد میں یہ سب اکٹھے ہو گئے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

حکام کی تبدیلی: اب سلطان کسی حد تک خود مختار ہو گیا تھا۔ اس نے الجائی یوسفی طغتمر نظامی اور مقید امراء کی ایک جماعت کو رہا کر دیا تھا۔ چنانچہ الجائی یوسفی امیر سلاح مقرر ہوا اور بیقا منصوری اور بکتمر محمدی جو بیرونی عناصر (اجلاب) کے امراء میں سے تھے، مشترکہ طور پر اتابک کے عہدہ میں شریک رہے۔ پھر ان دونوں کے بارے میں یہ اطلاع ملی کہ وہ دونوں بغاوت کی سازش کر رہے ہیں اور اجلاب کے قیدیوں کو رہا کر کے سلطان پر حاوی ہونا چاہتے ہیں۔
لہٰذا سلطان نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ پھر اس نے حلب سے منکلی بغا شمسی کو بلوا کر اسے اتابک کے عہدہ پر سرفراز کیا۔ اس نے امیر علی بن ماردانی کو بھی دمشق سے بلوا کر اسے نائب مقرر کیا۔ یوں سلطان نے اپنی مرضی اور منشا کے مطابق تمام سرکاری عہدوں میں ردوبدل کیا۔
انہی میں سے اس کا آزاد کردہ غلام ارغون اشرفی بھی تھا۔ سلطان اسے ترقی کے عہدوں پر مقرر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی سلطنت کا اتابک مقرر کر کے اسے اپنا خاص آدمی مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔
سلطان نے منکلی بغا کے بجائے جلب کا حاکم طنبغا طویل کو مقرر کیا اور ماردانی کے بجائے دمشق کا حاکم تدمر خوارزمی کو متعین کیا۔ پھر اسے گرفتار کر کے اس پر ایک لاکھ دینار کا جرمانہ کیا اور اسے طرطوس کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کے بجائے منجک یوسفی کو (دمشق کا حاکم) مقرر کیا۔ اس کا طرابلس سے تبادلہ کیا گیا تھا اور وہاں غشتمر ماردانی کو (حاکم بنا کر) بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ پہلے بھی (اسی کام پر) مقرر تھا۔

طنبغا طویل کی وفات: ۷۶۹ھ کے آخر میں طنبغا طویل کا حلب میں انتقال ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ بغاوت کا منصوبہ تیار کر رہا تھا، لہٰذا سلطان نے اس کے بجائے استبغا ابوبکری کو (حلب کا) حاکم مقرر کیا پھر ۷۷۰ھ میں اسے معزول کر دیا اور اس کے بجائے قشتمر منصوری کو حاکم مقرر کیا۔

عرب قبائل کی بغاوت

اس زمانے میں آل فضل میں سے جماز بن مہنا عرب قبائل کا سردار تھا۔ وہ باغی ہو گیا تھا۔ اس لئے سلطان نے اس کے بجائے اس کے چچازاد بھائی نزال بن موسیٰ بن عیسیٰ کو امیر مقرر کیا تھا۔ مگر حجاز سلطان کی مخالفت کرتا رہا اور اس نے موسم گرما میں حلب کے شہروں کو روند ڈالا تھا۔ عرب کا (قبیلہ) بنوکلاب بھی (اس فتنہ وفساد میں) اس کے ساتھ شامل ہو گیا تھا اور وہ راہگیروں اور مسافروں پر دست درازی کرنے لگے تھے۔ لہٰذا حلب کا نائب حاکم قشتمر منصوری اپنی فوجوں کو لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکلا اور ان کے ٹھکانوں پر حملے کئے وہ ان کے جانور اور مویشی بھی لوٹ کر لے گئے۔ آخر کار یہ عرب قبائل متحد ہو کر اس کے خلاف لڑے اور اس جنگ میں قشتمر منصوری اور اس کا فرزند محمد دونوں مارے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا جاتا ہے کہ یعمر بن جماز نے ان دونوں کو قتل کیا تھا۔ بہرحال ترکوں کی فوجیں شکست کھا کر حلب واپس آ گئیں۔ اور جماز (عرب کے باغی سردار) نے جنگل بیابانوں میں پناہ لی۔

اب سلطان نے معیقل بن فضل کو عرب قبائل کا سردار مقرر کیا۔ اس کے بعد جب خود جماز بن مہنا نے سلطان سے معافی مانگ لی اور اطاعت کا اقرار کیا تو سلطان نے اسی کو دوبارہ امیر مقرر کیا۔

نئے عہدے داروں کا تقرر: جب سلطان اشرف نے اپنی سلطنت سے اجلاب (بیرونی عناصر) کا نام ونشان مٹا دیا اور ایک حد تک اپنے اختیارات سنبھالے تو اس نے حلب سے منکلی بغا کو بلوایا اور اسے اتابک مقرر کیا۔ اسی طرح اس نے امیر علی ماردانی کو بھی دمشق سے بلوا کر نائب مقرر کیا اور الجائی یوسفی کو امیر سلاح مقرر کیا۔ اس نے اصبغا عبداللہ کو دوادار مقرر کیا۔ اس سے پہلے اجلاب کا گروہ اپنے افراد میں سے یکے بعد دیگرے دوادار مقرر کرتا تھا۔ بعدازاں سلطان اس پر ناراض ہو گیا اور اس کے بجائے اقمطر صباحی کو (دوادار) مقرر کیا۔ سلطان نے باقی سرکاری عہدوں پر ان لوگوں کو مقرر کیا جنہیں وہ پسند کرتا تھا۔

سلطان اپنے آزاد کردہ غلام ارغون شاہ کو مختلف مناصب پر ترقی دیتا رہا۔ یہاں تک کہ آگے چل کر اس نے اسے اتابک بھی مقرر کیا جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔

سلطان نے بہادر جمالی کو استاذ دار (افسر مال) مقرر کیا۔ پھر اسے امیر الماخوریہ مقرر کیا گیا۔ وہ ان دونوں عہدوں پر بار بار مقرر ہوتا تھا تا آنکہ آخر میں امیر الماخوریہ کے عہدہ پر مستقل ہو گیا اور محمد بن اسقلاس کو استاذ دار (افسر مال) مقرر کیا۔ بیقا ناصری مختلف عہدوں پر مقرر ہونے کے بعد آخر میں حاجب مقرر ہوا۔

اس اثناء میں سلطان کی والدہ نے الجائی یوسفی سے نکاح کر لیا۔ لہٰذا اس رشتہ کی بدولت سلطنت میں اس کا مرتبہ بلند ہو گیا اور اس کا اقتدار مستحکم ہو گیا چنانچہ ایک دن جب دوادار (میر منشی) نے اس سے سخت کلامی کی تو اسے جلاوطن کر دیا گیا اور اس کے بجائے منکوتمر عبدالغنی کو (دوادار) مقرر کیا گیا۔ جو ایک سال اس عہدے پر برقرار رہنے کے بعد ۷۷۲ھ میں معزول کر دیا گیا۔

اب سلطان نے اس کے بجائے طشتمر علائی کو اس عہدے پر مقرر کیا جو بیقا کے عہد حکومت کا دوادار تھا۔

بہرحال سلطنت کا انتظام اس حالت میں برقرار رہا کہ اس میں الجائی یوسفی خودمختاری کے ساتھ حکومت کر رہا تھا۔

عمدہ تحائف: اس زمانے میں منجک نے شام سے ایسے تحائف دے کر ایک وفد بھیجا جو بیان نہیں کئے جا سکتے۔ ان تحفوں میں نہایت عمدہ قسم کے آراستہ گھوڑے اونٹ اور خچر شامل تھے۔ ان کے علاوہ کئی قسم کا کپڑا' زیورات' مٹھائیاں' نادر اشیاء اور ضرورت کا سامان بھی تھا۔ یہاں تک کہ ایسے شکاری کتے' اونٹ اور درندے بھی تھے جو نہایت ہی نادر اقسام وانواع کے تھے۔

پھر قشتمر ماردانی کے وفود حلب سے اسی طرح کے نادر اور عمدہ تحائف لے کر پہنچے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجائی یوسفی کی بغاوت اور ہلاکت

الجائی یوسفی کا اقتدار اس زمانے میں مستحکم تھا کہ اتنے میں ۷۷۴ھ کے درمیانی عرصے میں منکلی بغا اتا بک مصروف ہو گیا۔ لہٰذا الجائی یوسفی نے اس عہدہ کو بھی اپنے عہدہ کے ساتھ شامل کر لیا۔ اس کی وجہ سے وہ بالکل ہی خود مختار حاکم بن گیا۔

اس کے بعد سلطان کی والدہ جو اس کی بیوی تھی فوت ہو گئی تو وہی اس کی میراث کا وارث اور حق دار ہوا۔ بعد ازاں اس کی سلطان سے ناچاقی ہو گئی کیونکہ وہ نہایت ہی بد اخلاق تھا اور ایسی تلخ گفتگو کرتا تھا جو بہت ناگوار ہوتی تھی یوں اس کے تعلقات سلطان کے ساتھ نہایت کشیدہ ہوتے گئے اور لوگ ایک دوسرے کے پاس جا کر چغل خوریاں کرتے رہے۔

بغاوت کا آغاز: اس کی سرکشی اور بغاوت کا آغاز یوں ہوا کہ ایک دفعہ وہ شہر کے عوام پر کسی بات پر ناراض ہو گیا۔ اس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور ان میں سے بہت افراد مارے گئے۔

جب یہ خبر سلطان کو ملی تو اس وقت اس کے اہل بصیرت ارکان سلطنت اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کے سامنے اس کو ملامت کی تو سلطان اس پر ناراض ہو گیا اور اس نے اسے ڈانٹا اور سخت کلامی کی‘ اس پر وہ غضب ناک ہو گیا اور بغاوت کا اعلان کیا۔

اب سلطان اس کے پاس گیا اور نرمی اور تحمل کے رویہ سے اس کا غصہ ٹھنڈا کیا۔ اس زمانے میں اتا بک منکلی بغا زندہ تھا۔ لہٰذا سلطان نے اسے بھیج کر الجائی کو بلوایا جب وہ آیا تو سلطان نے (اسے منانے اور خوش کرنے کے لئے) نہایت عمدہ خلعت پہنایا۔

دوبارہ واقعہ: مگر جب دوبارہ اس کی طرف سے اس قسم کا واقعہ سرزد ہوا تو سلطان کے مخلص دوستوں نے اسے اس خطرہ سے آگاہ کیا۔ اس وقت وہ اپنے غلاموں کے ساتھ سوار ہو کر باغیانہ انداز میں قلعہ کے میدان میں پہنچ گیا۔ سلطان بیٹھا رہا اور فریقین کے درمیان قاصدوں کا تبادلہ ہوتا رہا‘ مگر وہ سرکشی کرتا رہا اور اس نے غرور و تکبر کا مظاہرہ کیا۔

الجائی کی شکست: لہٰذا سلطان نے اپنے غلاموں کو ماہِ محرم ۷۷۵ھ میں اس کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے اکثر یبقا کے غلاموں میں سے تھے اور اجلاب (بیرونی عناصر) تھے سلطان نے انہیں اپنے فرزند اور ولی عہد شہزادہ علی کی خدمت کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ اس وقت اس کا محاذِ جنگ اس میدان کی دیوار کے ساتھ تھا جو بحری بیڑوں کے متصل تھا۔ لہٰذا مقابلہ کرنے والوں نے بحری بیڑوں کے اندر گھس کر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ لہٰذا وہ دیوار سے الگ ہو کر میدان میں آ گیا۔ اس وقت شاہی فوجیں بیڑوں میں سے نکل کر گھوڑوں پر سوار ہو گئیں اور اس پر شدید حملہ کیا۔ وہ شکست کھا کر پہاڑ کے پیچھے سے اپنے محل پہنچ گیا اور وہاں تین دن تک محصور رہا۔

الجائی کی ہلاکت: سلطان نے اس عرصے میں اسے سمجھانے اور منانے کی کوشش کی‘ مگر وہ (اپنی سرکشی اور بغاوت) پر قائم رہا۔ اس عرصے میں اس کے ساتھی اس سے الگ ہوتے گئے۔

آخر کار سلطان نے (اس کے خلاف) ایک فوجی دستہ بھیجا تو وہ وہاں سے قلیوب کے مقام کی طرف بھاگ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج نے اس کا تعاقب کیا تو وہ سمندر میں کود گیا اور یہ اس کی آخری گھڑی تھی (وہ ڈوب گیا (بعد میں اس کی لاش نکال کر دفن کر دی گئی۔

مخالفوں کو سزائیں: سلطان کو اس کی ہلاکت پر بہت افسوس ہوا۔ لہٰذا اس نے اس کی اولاد کو اس کے محل میں منتقل کر دیا اور ان کے لئے اور ان کے نوکر چاکروں کے لئے سرکاری وظیفہ مقرر کیا۔ پھر ان لوگوں کو جنہوں نے اس پر سازش کا الزام لگایا تھا اور ان سے متعلقہ جو سرکاری عہدے دار تھے' سب کو اس نے گرفتار کر لیا اور ان کا مال ضبط کر کے انہیں معزول کیا گیا اور انہیں شام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

اب سلطان بالکل خود مختار حاکم ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس نے ایدمر القری دوادار کو بلوایا جو طرابلس کا نائب حاکم تھا۔ اور اسے الجائی یوسفی کے بجائے اتابک مقرر کیا اور اسکا منصب بلند کیا۔ اس نے ارغون شاہ کو امیر مجلس مقرر کیا اور اپنے آزاد غلاموں (موالی) میں سے امیر سرغتمش کو امیر سلاح مقرر کیا۔

اب طشتمر دوادار اور ناصر الدین محمد بن اسقلاص استاذ دار (افسر مال) کے خاص تعلقات سلطان سے قائم ہو گئے۔ تمام امور سلطنت انہی دونوں امرا میں تقسیم کر دیئے گئے تھے اور انہی کی سیاست اور پالیسی کے مطابق تمام امور سلطنت انجام پزیر ہوتے گئے۔

منجک کا استقبال اور تقرر: امیر علی ماردانی ۷۷۲ھ میں فوت ہو گیا تھا۔ مگر الجائی یوسفی کے جھگڑوں کی وجہ سے اس کا عہدہ خالی رہا۔ لہٰذا جب الجائی یوسفی ۷۷۵ھ میں ہلاک ہو گیا تو سلطان نے اقطمر عبدالغنی کو نائب مقرر کیا۔ پھر اس نے ارادہ کیا کہ وہ منجک یوسفی کو نائب مقرر کرے۔ کیونکہ اس کی رائے میں اس کے اندر اس عہدے کو سرانجام دینے کی صلاحیت موجود تھی اور وہ سلطان ناصر حسن کے زمانے سے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتا رہا تھا چونکہ وہ اور اس کے موالی میں سے بیقاروس' طاز اور سرغتمش کا بھائی تھا۔ اس لئے وہ ان کی یادگار تھا۔

جب اس نے اس کے تقرر کا فیصلہ کر لیا تو اس کو لانے کے لئے اس نے اپنے امرائے سلطنت میں سے بیقا ناصری کو بھیجا اور اس کے بجائے بندمر خوارزمی کو اس کا جانشین بنایا اور عشقتمر کو حلب میں اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

شاہانہ استقبال: منجک یوسفی ۷۷۵ھ کے آخر میں اپنے غلاموں اور حاشیہ نشینوں کے ساتھ مصر پہنچا۔ سلطان نے اس کی تعظیم و تکریم کے لئے ایک تقریب منعقد کی اور ارکانِ سلطنت کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر اس کے استقبال کے لئے پہنچیں چنانچہ تمام امراء' لشکر' عدالتوں کے جج اور سرکاری دفتروں کے ملازمین اس کے استقبال کے لئے آئے۔ سلطان نے حکم دیا کہ وہ پوشیدہ دروازے سے سوار ہو کر داخل ہو' جب کہ سلطان کے خاص افراد اس کے سامنے پیدل چل رہے تھے۔ وہ محل کے دروازے پر وہاں اترا جہاں ممالیک کا سردار بیٹھتا تھا۔

مختار کل: بعد ازاں اسے سلطان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے اپنا نائب عام مقرر کیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ وزراء' خواص' قاضیوں اور اوقاف کے افسروں کو مقرر اور معزول کر سکتا ہے۔ پھر سلطان نے اسے خلعت عطا کر کے رخصت کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے دن دربار عام میں اس کا تقرر نامہ پڑھ کر سنایا۔ وہ ایک یادگار دن تھا اسی دن سلطان اشرف شعبان نے بیقا ناصری کو جو اسے ساتھ لے کر آیا تھا' حاجب کے عہدہ پر مقرر کیا۔

فتح ارمینیہ: بعدازاں ۷۶ھ کے آخر میں حلب کے نائب حاکم عشقتمر نے ارمینیہ کی طرف فوج کشی کی اور اس کی تمام عملداری کو فتح کرلیا۔

قبل ازیں اس ملک پر پناہ حاصل کر کے نکفور قابض ہو گیا تھا۔ چنانچہ اب وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ شاہی بارگاہ میں مصر پہنچا۔ سلطان نے ان سب کے وظائف مقرر کیے۔ یوں سلطان نے سیس کو فتح کرلیا اور ارمنی بادشاہ کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

منجک کا جانشین: جب منجک یوسفی اس سال کے آخر میں فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کا جانشین اقتمر صاحبی کو مقرر کیا جو علی کے نام سے مشہور تھا۔ پھر اسے معزول کر کے اس کا رتبہ بڑھا دیا اور اس کے بجائے اقتمر القلینی کو مقرر کیا۔

جب شام میں عرب قبائل کا امیر جبار بن مہنا بھی فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے فرزند یعبر کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ پھر بنوحسن میں سے مکہ معظمہ کا امیر بھی فوت ہو گیا تو اس کا جانشین اشرف کو مقرر کیا گیا۔

ممالیکِ بیقا کی رہائی

سلطان اشرف شعبان نے (گزشتہ واقعات میں) بیقا کے غلاموں کا صفایا کر دیا تھا۔ ان سے کافی تعداد ماری گئی۔ باقی جلاوطن کیے گئے اور انہیں قید خانوں میں ٹھونسا گیا۔ تا آنکہ امورِ سلطنت سے ان کا نام و نشان بالکل مٹ گیا۔

اس کے بعد منکلی ابغا نے ان کے بارے میں سلطان کو نصیحت کی کہ "ان کی تباہی سے سلطنت کا بازو کٹ جائے گا کیونکہ وہ فوج کے ایسے نوخیز جوان ہیں جو کی بادشاہ کو (ہر وقت) ضرورت رہتی ہے"۔

بادشاہ کے قتل و غارت کے فعل پر پشیمان ہوا۔ لہٰذا پانچ سال تک مقید رکھنے کے بعد اس نے ان کے باقی ماندہ قیدیوں کو رہا کر دیا اور انہیں شام روانہ کیا تاکہ وہ امرائے شام کی خدمت میں رہیں۔

ممتاز افراد کی رہائی: جو (ممالیک بیقا) رہا ہوئے تھے ان میں قلعہ الکرک کے قید خانے کے یہ قیدی بھی شامل تھے:

(۱) برقوق عثمانی (۲) برکۃ جوبانی (۳) طبقا جوبانی (۴) جرکس خلیلی (۵) نعنع۔

یہ سب افراد رہائی حاصل کرنے کے بعد شام پہنچے۔ جہاں حاکم شام منجک نے ان کے بزرگ افراد کو دعوت دی کہ وہ ممالیک (غلاموں) کو تیراندازی کی تربیت دیں کیونکہ وہ اس فن میں بڑے ماہر تھے۔ یوں کچھ عرصے وہ اس کے پاس مقیم رہے۔

طبقا جوبانی کا بیان: جب میں نے (ابن خلدون) طبقا جوبانی سے ملاقات کی تو اس نے مجھ سے کہا:

"ہم منجک کے پاس اس زمانے میں مقیم تھے جب سلطان اشرف نے اسے بلوایا تھا۔ دوسری طرف الجائی یوسفی نے بھی اسے اسی قسم کا مضمون لکھا تھا۔ لہٰذا وہ بے چین تھا کہ ان دونوں میں سے کس کی بات تسلیم کرے۔ پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے ارادہ کیا کہ وہ اس عہدہ کو چھوڑ دے۔ آخر کار اس نے ہم سے اس بارے میں مشورہ کیا تو ہم نے اصرار کیا کہ وہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرے (یہ سن کر) وہ حیران ہو گیا۔ پھر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ الجائی یوسفی کو بھی پیغام بھیجے۔ نیز اس نے اپنے دوست قرطائی کو بھی پوشیدہ طور پر یہ خط لکھا کہ وہ الجائی سے مطالبہ کرے کہ وہ ولی عہد کی خدمت کے لئے ہمیں (یعنی ممالیک بیقا) کو بلوالے۔ یوں وہ دونوں طرف کام کرتا رہا''۔

طبقا جوبانی نے مزید کہا: ''یوں ہم ولی عہد کے پاس چلے گئے۔ اس نے ہمیں اپنے والد کی خدمت میں پیش کیا تو سلطان نے ہمیں اپنے ممالیک کو (فنون سپہ گری) سکھانے کے لئے مخصوص کر دیا۔

آخر کار جب الجائی سے جنگ شروع ہوئی تو سلطان نے ہمیں بلوایا۔ اس وقت وہ اصطبل کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ہمیں جنگ کے لئے آمادہ کیا اور ہمیں اپنے حقوق جتلائے اور اس کے بعد اس نے ہمیں عمدہ گھوڑے اور ہتھیار فراہم کر کے ہماری کمزوریوں کو دور کیا۔

یوں ہمیں اس کے قتل میں شامل کر لیا۔ یہاں تک کہ الجائی کو شکست ہو گئی۔ آگے چل کر بھی سلطان ہمارا خاص خیال رکھتا تھا اور ہمیں دوسروں پر مقدم رکھتا تھا''۔

ممالیک بیقا کی بھرتی: اس زمانے میں طشتمر دوادار کا مرتبہ سلطان اشرف کے ہاں بلند ہو گیا تھا اور وہ اس کا منظور نظر بن گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ بیقا کے ممالیک امورِ سلطنت پر بکثرت فائز ہوں تاکہ وہ اپنی توقع کے مطابق سلطان پر حاوی ہو سکے لہٰذا وہ سلطان کو ہر وقت اس بات کا مشورہ دیتا تھا کہ وہ ہر طرف سے ان کو بلوا کر اکٹھا کرے تاکہ وہ سلطنت کا محافظ دستہ بن سکیں۔ یوں فریب دے کر وہ اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اس کا حریف محمد بن اسقلاص استاذ دار (افسر مال) تھا جو امورِ سلطنت میں اس کا شریک اور مدِ مقابل تھا۔ وہ سلطان اشرف پر حاوی ہونے میں اس کی راہ میں رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ اس لئے وہ سلطان کو اس کی پالیسی سے منع کرتا تھا۔ اور ان لوگوں کے اجتماع سے جو انجام بد ہوگا اس کے خطرات سے سلطان کو آگاہ کرتا تھا۔ یہ بات طشتمر کو بہت ناگوار گزری تھی۔

خاصگی ممالیک: سلطان کے ان کے علاوہ خاصگی ممالیک تھے جو چیدہ نوجوان تھے سلطان نے مخصوص طریقے سے انہیں تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا تھا اور ان کے ساتھ نہایت مخلصانہ محبت کرتا تھا۔ ان میں سے بعض کو اعلیٰ عہدوں پر مقرر کیا تھا اور باقی اس کے امیدوار تھے۔

اکابر ارکانِ سلطنت بھی ان سے اپنے ضروری کام کرواتے تھے اور اس مقصد کے لئے وہ بھی انہی کا وسیلہ اور ذریعہ تلاش کرتے تھے۔ لہٰذا طشتمر نے بھی چغلخوری کے لئے ان کا ذریعہ تلاش کیا اور ان کی محفلوں میں آمد و رفت رکھ کر انہیں ابن اسقلاص کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔

اس نے انہیں ورغلایا کہ وہی بالعموم سلطان کو ان کے اغراض کی تکمیل سے روکتا ہے اور انہیں انعام واکرام وسے محروم کرواتا ہے۔

ابن اسقلاص کی جلاوطنی: اس بات کی تصدیق انہیں ان واقعات سے بھی ہوئی کہ وہ ان کی ضروریات پوری نہیں کرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ لہٰذا ان کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت پیدا ہوگئی اور انہوں نے طشتمر کے بھڑکانے سے سلطان کے سامنے ابن اسقلاص کی شکایتیں کیں' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان نے پندرہویں جمادی الاولیٰ ۷۷۷ھ میں اسے گرفتار کر کے اسے بیت المقدس کی طرف جلاوطن کر دیا۔

اب طشتمر کے لئے میدان خالی ہوگیا تھا۔ اس لئے وہ مختارکل ہوگیا اور اس نے ہر طرف سے یبغا کے ممالیک کو کثرت کے ساتھ اکٹھا کر لیا اور وہ سلطنت کے تمام شعبوں پر چھا گئے اور ہر طرف وہی نظر آنے لگے۔

سفرِ حج میں بغاوت

اب سلطان اشرف کو اپنی سلطنت میں ہر طرح کی خودمختاری حاصل ہوگئی تھی اور ملک کے ہر حصہ کی رعایا اس کی مطیع وفرماں بردار تھی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی ہر قسم کی دولت اور نعمت سے لطف اندوز ہونے کا موقع عطا فرمایا تھا۔ اس لئے (اس نے خدا کا شکر بجالانے کے لئے) فریضہ حج ادا کرنے کا قصد کیا اور ۷۷۸ھ میں حج کا عزم مصمم کر لیا۔

اس مقصد کے لئے اس نے تیاری شروع کی اور عمدہ قسم کی سواریاں مہیا کیں اور زادِ راہ کے لئے ہر قسم کے خورد و نوش کا سامان فراہم کیا اور ایسی شان و شوکت کے ساتھ سفر کی تیاری کی جو پہلے کبھی مشاہدہ میں نہیں آئی تھی۔ اس نے اپنے ولی عہد فرزند کو اپنا جانشین مقرر کیا اور نائب السلطنت اکتمر عبدالغنی کو ہدایت کی کہ وہ صبح سویرے اس کے دروازے کی قدم بوسی کرے اور تمام رسومات کو بجالائے۔

(حج پر جانے سے پہلے) اس نے سلطان ناصر کی تمام اولاد کو جو قلعہ میں نظربند تھے نکلوا کر سردار الشیخونی کے ہمراہ قلعہ کرک کی طرف بھجوایا تاکہ وہ اس کی واپسی تک وہاں نظربند رہیں۔

عباسی خلیفہ محمد المتوکل بن المعتضد اور تمام قاضی بھی سلطان کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اس نے اپنے ارکان سلطنت اور امراء کی ایک جماعت کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور داد و دہش سے ان کو مالا مال کیا۔

<u>حج کے لئے روانگی</u>: سلطان ۱۲ شوال المکرّم ۷۷۸ھ میں ایسے شاہانہ جلوس اور قافلوں کے ساتھ روانہ ہوا جو اپنی کثرت زیب و زینت اور رعب و خوف کی بناء پر دیکھنے والوں کے لئے ایک عمدہ نظارہ تھا۔ اس وقت خلیفہ قضاۃ اور امراء اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔

(تماشائی اپنے گھروں سے) نکل آئے' یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین بھی (نظارہ کرنے کے لئے باہر آگئیں) روئے زمین ان کی سواریوں سے لرزہ براندام ہوگئی۔ برکتہ کے مقام پر حاجیوں کا قافلہ خیمہ زن ہوا اور وہاں چند دنوں تک مقیم رہا تاکہ لوگ اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو جائیں اس کے بعد اس نے وہاں سے کوچ کیا اور عقبہ تک مختلف منازل طے کرتا رہا۔ پھر معمول کے مطابق حاجیوں کا قافلہ وہاں مقیم ہوگیا۔

<u>ممالیک کی سرکشی</u>: اس قافلہ میں ممالیک اور بالخصوص ممالیک یبغا کی کثرت تھی' جن کے دل میں یہ ارمان تھا کہ وہ سلطنت میں اقتدار حاصل کر لیں۔ لہٰذا (اس موقع پر) انہوں نے سرکشی اختیار کی اور اپنے وظائف اور روزینہ کا سختی کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالبہ کیا۔ منتظمین ان کو بہلاتے رہے مگر وہ فتنہ وفساد پر آمادہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے (گھوڑوں کے لئے) چارہ کا مطالبہ کیا۔ اس پر اربابِ نظم ونسق نے یہ معذرت کی کہ خوراک اور چارہ کا ذخیرہ آگے کے قافلہ میں چلا گیا ہے انہوں نے یہ عذر قبول نہیں کیا اور بغاوت کا اعلان کر دیا اور رات بھر وہ صف بندی کرتے رہے۔

بغاوت اور جنگ: ایسی حالت میں سلطان اشرف نے طشتمر دوادار کو بلوایا جوان کا سردار تھا۔ اس نے گفت وشنید کر کے انہیں مطمئن کیا اور وہ اس کے سمجھانے سے روانہ ہو گئے مگر دوسرے دن پھر وہ (جنگ کے لئے) صف آراہ ہو گئے۔ اور طشتمر کو بھی اپنی جماعت میں شامل کر لیا اور اسے سلطان کے پاس واپس جانے سے روک لیا۔ اس بغاوت کے سرغنہ یہ حضرات تھے: (۱) مبارک طازی (۲) سرائی تمر محمدی (۳) بطلقمر علائی۔

سلطان اپنے خاص افراد کے ساتھ سوار ہو کر ان کے پاس گیا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ وہ درخواست پیش کریں گے مگر انہوں نے جنگ کرنے پر اصرار کیا۔

سلطان کی شکست: ان باغیوں نے شاہی جماعت کو دیکھتے ہی انہیں تیر اندازی کا نشانہ بنایا۔ لہٰذا سلطان شکست کھا کر اپنے خیموں کی طرف بھاگ گیا۔ پھر وہ اپنے خاص افراد کو لے کر بحری سفر پر روانہ ہو گیا اس کے ہمراہ ارغون شاہ اتابک' بیبقا ناصری' محمد بن عیسیٰ جو گردونواح کے بدوؤں کی ایک جماعت کا سردار تھا موجود تھے۔ ان جوانوں کی جماعت بھی اس کے ہمراہ تھی جن کی پرورش اس نے محبت وخلوص کے ساتھ کی تھی اور انہیں سلطنت کے مختلف عہدوں کا امیدوار بنا رکھا تھا۔ پھر یہ شکست خوردہ جماعت قاہرہ کی طرف روانہ ہوئی۔

قرطائی کی سازش: جب سلطان قاہرہ سے روانہ ہوا تھا تو اس نے وہاں امراء اور ممالیک کی وہ جماعت چھوڑی تھی جو اپنے اپنے عہدوں پر فائز تھے انہی میں قرطائی طازی بھی تھا جو ولی عہد شہزادہ علی کا نگران اور سرپرست تھا اس کے علاوہ (امراء میں سے) اقتمر خلیل' قشتمر' استدمر غنمشی اور ایبک بدری بھی وہاں موجود تھے۔

قرطائی کے شیطانی خیالات نے اس کے دل میں یہ وسوسے پیدا کر دیئے تھے کہ وہ مصر کا حاکم بنے۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے منصوبے تیار کر رہا تھا۔ اس سلسلے میں اس کے زیر نگران ولی عہد کے روزینہ اور ان کے جانوروں کے چارے کے بارے میں وزیر مملکت کے ساتھ جھگڑا رہتا تھا اور وزیر اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتا تھا۔ جس پر وہ خاموش رہتا تھا اور بغاوت اور سرکشی کے ذرائع تلاش کرتا رہتا تھا۔

بغاوت کا منصوبہ: اس مقصد کے لئے اس نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ سازش کر رکھی تھی۔ چنانچہ ۳ ذوالقعدہ کو انہیں تیار رہنے کا حکم دیا اور اس سے پہلے کی رات کو اس نے ولی عہد کی دایہ (خاص خادمہ) کو حکم دیا کہ وہ شہزادہ کو اچھی طرح تیار کرے اور اسے شاہی لباس پہنائے تاکہ وہ تخت نشینی کے قابل بن سکے۔

وہ خود اس دن صبح سویر رمیلہ عید گاہ کے قریب پہنچا۔ وہاں اس نے ایک کپڑا لے کر جھنڈا تیار کیا اور اسے نصب کر دیا۔ اس زمانے میں شہر کے لڑکوں نے عید کے لئے ڈھول اور نقارے بجانے شروع کر دیئے تھے اس نے بھی ایک نقارہ لے کر بجوایا۔ اس کی وجہ سے عوام الناس ہر طرف سے جمع ہونے لگے۔ پھر شاہی محل اور قاہرہ کے ممالیک وغیرہ جمع ہونے لگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ میدان آدمیوں سے بھر گیا۔

ولی عہد کی تخت نشینی: اب وہ اپنی جماعت کے ساتھ اصطبل کے دروازے سے اپنے زیر نگران ولی عہد کے گھر میں داخل ہوا اور شہزادہ علی کو لے جانے کا مطالبہ کیا۔ وہ لوگ معدودے چند پہرہ داروں کو ہٹا کر ولی عہد کو کندھوں پر سوار کر کے ایوان دربار میں لے گئے اور اسے تخت پر بٹھا دیا انہوں نے سب سے پہلے نائب حاکم قلعہ ایدمر کو حاضر کیا اور اس نے بیعت کی۔ پھر وہ ولی عہد کو اتار کر اصطبل کے دروازے کے پاس لے گئے اور وہاں شہزادہ کو ایک کرسی پر بٹھا دیا اور قاہرہ کے بااقتدار امراء کو بلوا کر ان سے بیعت لی گئی۔ بعض امراء کو قلعہ میں قید کر دیا گیا۔

قرطائی کی حکومت: اس نے اکتمر علی کو مصر کے بالائی حصہ (صعید) کی طرف بھیجا تا کہ وہاں کے حالات معلوم کرے پھر اس نے ایبک کو اپنی حکومت کا شریک اور معاون بنا لیا اسی حالت میں رات گزارنے کے بعد صبح وہ سواروں اور قافلے والوں کی طرف پہنچے تا کہ ان سے سلطان کا حال معلوم ہو سکے۔

سلطان کی واپسی: سلطان جب عقبہ کے مقام سے شکست کھا کر بھاگا تو وہ رات تک سفر کرتا رہا' جب وہ برکتہ کے مقام پر پہنچا تو اسے قاہرہ کے واقعہ اور قرطائی کے کرتوتوں کی خبر ملی۔ اس وقت اس نے (اپنے امراء سے) مشورہ کیا تو محمد بن عیسیٰ نے شام جانے کا مشورہ دیا۔ دوسرے افراد نے یہ مشورہ دیا کہ وہ قاہرہ پہنچے۔ چنانچہ سلطان قاہرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور یہ جماعت سیدھی قبۃ النصر (شاہی محل) پہنچی۔ جب یہ لوگ سواریوں سے اترے تو سفر کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے تھے۔ لہٰذا وہ لیٹ گئے اور نیند ان پر غالب آ گئی (اور وہ سو گئے)۔

سلطان کا پوشیدہ ہونا: اس وقت ناصری سلطان اشرف کے پاس آیا اور اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان سے چپکے سے کھسک جائے اور قاہرہ کے کسی بھی گھر میں جا کر اس وقت تک پوشیدہ رہے جب تک کہ اس کے موافق کوئی صورت نہ پیدا ہو۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا اور ایسی خاتون کے گھر پہنچا جہاں اس کی آمد و رفت رہتی تھی وہ وہاں چھپ گیا اور اس نے یہ سمجھ لیا کہ اب اسے نجات حاصل ہو گئی ہے۔ لہٰذا ناصری اس سے رخصت ہو کر چلا گیا۔ وہ سرنگ (زمین دوز راستہ) کی تلاش میں تھا۔

اس سے پیشتر قبۃ النصر (محل) سے بعض ممالیک کو خبر رسانی کے لئے گشت لگانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ صبح کے وقت وہ قلعہ کے سامنے امیلہ کے مقام پر تھے وہاں انہیں ایک حاجی ملا تو وہ اسے حاکم کے پاس لے گئے۔ جب اس پر سختی کی گئی تو اس نے سلطان کے بارے میں یہ اطلاع دی کہ وہ اور اس کے ساتھ قبۃ النصر میں گہری نیند سوئے ہوئے ہیں لہٰذا فوراً استدمر غتمشی کی قیادت میں ایک فوجی دستہ وہاں پہنچا۔ عوام ان کے آگے آگے جا رہے تھے' چنانچہ انہوں نے انہیں اپنے بچھونوں میں سوئے ہوئے گرفتار کر لیا۔

شاہی جماعت کا قتل: اس جماعت میں سلطان نہیں تھا تاہم ان سب کو تہ تیغ کیا گیا اور وہ ان کے سر کاٹ کر لے آئے مگر سلطان کی گمشدگی پر وہ حیران و پریشان تھے۔ لہٰذا انہوں نے اس کی گرفتاری کے لئے منادی کرا دی اور محمد بن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ پر بہت سختی کی (تا کہ وہ اس کا سراغ بتا سکے) مگر اس نے لاعلمی کا اظہار کیا' تاہم اسے یرغمال کے طور پر مقید رکھا گیا۔

سلطان اشرف کا قتل: آخر میں ایبک کے پاس ایک عورت آئی جس نے یہ اطلاع بہم پہنچائی کہ سلطان اس کی پڑوسن کے گھر میں موجود ہے۔ لہٰذا انہوں نے سلطان کو اس کے گھر سے گرفتار کر کے ایبک کے حوالے کر دیا۔ اس نے اسے سخت اذیتیں دیں' یہاں تک کہ سلطان نے (شاہی) ذخیرہ اور مال و دولت کا پتہ بتا دیا۔ بعد میں انہوں نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ